وہ حنان ہی اور وہ منان ہی وہ خلاق ہی اور وہ رحمان ہی اب انسان ہی یا نبی جان ہی سبھونکا وہی دین و ایمان ہی
یہ دل ہین تمام اور وہی جان ہی

اوسی سے ہی آباد بازار خلق وہ مالک ہی گویا خریدار خلق ہین سرسبز و سیراب اشجار خلق تر و تازہ ہی اوس سے گلزار خلق
وہ ابر کرم ہے ہوادار خلق

وہ نزدیک ہے پر بہت دور ہی جہان اوسکی حکمت سے معمور ہی ہر اک حکم اوسکا بدستور ہے اگرچہ وہ بیفکر و غیور ہے
ویسے پرورش سب کی منظور ہے

نگاہ کرم گر وہ پھیرے میان تو پھرتے ہی پھر جا سارا جہان شہید و نبی و ولی انس و جان کسی سے بر آوے نکچھ کام جان
جو وہ مہربان ہو تو کل مہربان

محبت زمانے مین اصلا نہین کسی کو کسی کی بھی پروا نہین سبھی کچھ ہی موجود پروا نہین ولیکن یہان کیا ہی اور کیا نہین
پہ اوس بن تو کوئی کسی کا نہین

یہ ہی زندگی سوت اک تیغ و طشت یہ جینے کے دن ہین مگر ہفت ہشت بھرا جیتے جیکا ہی خالی یہ دشت موئے پر نہین اوس سے رفت و گذشت
اوسیکی طرف سبکی ہی بازگشت

فنا ایکدن ہو گی دنیا سبھی چھپین آسمان و زمین بھی کبھی فقط ذات باری رہیگی جبھی رہا کون اور کس کی بابت رہی
موئے اور جیتے وہی ہے وہی

ملے پر جدا ہے وہ نیرنگ کار وہ ہی [illegible] سے قرار عجب چیز ہی ذات پروردگار نہان سب سے اور سب مین ہے آشکار
یہ سب اوسکے عالم مین ہین ہژدہ ہزار

وہ ہی ایک اور اوسکا احاطہ ہی کم بیش ہین سب اوس سے نیچے وہ ہی سب سے بیش تو سمجھا ہی کیا ایدل بیش ریش وہی سب مین اوس سے ہی وہ سب سے بیش
ہمیشہ سے ہی اور رہیگا ہمیش

تو اخلاص سے چپ کے گلشن مین قل مچا اوسکی وحدت کا ہر سمت غل دوئی کا کہین تو نکہا جائے جل چمن مین ہے وحدت کی یکتا وہ گل
کہ مشتاق ہین جسکے یہان جزو و کل

اوسی نے بنائے ہین یہ خوب و زشت کوئی نیک سیرت کوئی بد سرشت یہ ہی نور اعلی وہ نار پلشت اوسی سے ہی کعبہ اوسی سے کنشت
اوسیکا ہی دوزخ اوسیکا بہشت

وہ مختار کل ہین سب خاص و عام وہ کرتا ہی جو چاہتا ہے مدام دیا اعراف مین دوزخی کو قیام جسے چاہے جنت مین دوے مقام
جسے چاہے دوزخ مین رکھے مدام

شہان جہان سر فرو ہین یہین کسے تاب ہان کر سکے یا نہین دو عالم مین ہے احکم الحاکمین وہ ہی مالک الملک دنیا و دین
ہے قبضہ مین اوسکے زمان و زمین

وہ ایسا ہی مالک ہے رب ودود نہین جسکی قدرت کی حد و حدود کرے جسکو چاہی اوسکی رحمت ورود سدا ہے نمود و نکی اوس سے نمود
دل بستگان کو ہی اوس سے کشود

وہ رگ جسکو کہتے ہین حبل الورید قریب اس سے ہی وہ اور ہی بعید سنا ہے کہا جو کچھ وہ سعید اوسیکی نظر پر ہی ہم سب کو امید

اوسیکے سخن پر ہے گفت وشنید

ہر ایکجا تجلی ہے پیش نظر ذرا غور کر شش بہت کو مگر ادہر اور ادہر اور ادہر اور ادہر وہی نور ہے سب طرف جلوہ گر

اوسی کے یہ ذرے ہیں شمس و قمر

منازل صفت کی اگر کیجے طے وہ موجود ہو جنس میں پی بہ پی قدم مرکب عقل کا ہووے نے نہیں اوس سے خالی غرض کوئی شی

وہ کچھ شی نہیں پہ ہر اک شی میں ہے

وہ ہر رنگ ہے اپنے نیرنگ میں کبھی صلح میں اور کبھی جنگ میں کبھی لعل ہو سنگ کے سنگ میں نہ گوہر ہے [illegible] نہ ہے سنگ میں

ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ میں

برابر کوئی اوسکے داور نہیں وہاں غیب کا کیا کھلا در نہیں بباطن کوئی یار و یاور نہیں وہ ظاہر ہے [illegible] پہ ظاہر نہیں

پہ ظاہر کوئی اوس سے باہر نہیں

زمانہ کا ہووے اگر دور کچھ اگر دور کچھ ہووے یا طور کچھ نظر کیجہ کا کچھ آئے فی الفور کچھ تامل سے [illegible] اگر غور کچھ

تو سب کچھ وہی ہے نہیں اور کچھ

اوسی سرو پر فاختہ دل کباب اوسی گل پہ بلبل ہے مست شراب اوسی جلوہ کا ذرہ ہے آفتاب اوسی گل کی بو سے ہے خوشبو گلاب

پہر ہے ہے لیے ساتھ دریا حباب

مگر اس میں بے ضبط رہنا نہیں بھٹکنا نہیں رنج سہنا نہیں ہے گو وعظ کا لبس پہنا نہیں پر اس جوش میں آ کے بہنا نہیں

سمجھنے کی ہے بات کہنا نہیں

ہر اک ہووے تن اوسکا ہو خامہ دار سر ہوا ہو نہ حمد اوسکی یار نیستان بنے فی المثل وہ نگار قلم گو زبان لائے اپنی ہزار

لکھے کسطرح حمد پروردگار

سمجھیے وسعت حمد خلاق جہان صفت میں ہے ہو تنگ کتنی بیان کہاں حمد رب اوس کا بیان کہ عاجز ہے یہاں انبیا کی زبان

زبان قلم کو یہ قدرت کہاں

کب اس دشت میں خضر ہوا نہیں کسی کو ملا کوئی رستا نہیں نبی و ولی ایک پہونچا نہیں اس جہد سے کوئی بہی نکلا نہیں

سوا عجز درپیش یہاں کچھ نہیں

بنائے ہیں اوس نے یہ نو آسمان ہزاروں ستارے کیے ہیں عیاں وہ ہے قادر مطلق و غیب دان وہ معبود یکتا خدائے جہان

کہ جسنے کیے کن میں کون و مکان

بنایا ہے بیباک اوس نے ہمین گرہ ہے خوب ادراک اوسنے ہمین دیا ہوش چالاک اوسنے ہمین دیا عقل و ادراک اوسنے ہمین

کیا خاک سے پاک اوسنے ہمین

بد و نیک کام اوسنے سارے دیے ملین نعمتیں ہمکو جبتک جیے ہدایت کے خاطر تنو نبیرے پیمبر کو بہیجا ہمارے لیے

وصی اور امام اوسنے پیدا کیے

مراتب نے کیا اونکے عالی مقام کیا نظم شرعی میں کیا اہتمام بد و نیک میں فرق بتلایا عام ہمیں انکو اونہوں نے دیا انتظام

برائی بھلائی سجھائی تمام

سمجھائی اونھون نے ہمین راہ راست   جتائی اونھون نے ہمین راہ راست   بتائی اونھون نے ہمین راہ راست   دکھائی اونھون نے ہمین راہ راست
کہتا ہون نہ اس راہ سی باز خواست

اودھر دیکھو خلد برین کی گلی   وہ آکر کے فردوس سے ہے ملی   مسلمانون باطن سے سنلو جی   سو وہ کون سی راہ شرع نبی
کہ رستے کو جنت کی سیدہی گئی

خامۂ راست باز کا قد کشیدہ دہلیز نعت حضرت سرور کائنات پر خم ہے باوصف دوزبانی ایک ہی صفت مین زبان شیرین مقال باین شور مُہر سکوت سے ضم ہے

نبی ہستِ خاص رب قدیم   نبی وہ نہین اسم احمد مین میم   نبی وہ خدا کا ہے فضل عمیم   نبی کون یعنی رسول کریم
نبوت کے دریا کا دُرِّ یتیم

وہی جسکا دشمن بنا بولہب   نہ بوجہل کو جسکا پاس ادب   پڑھا ہی پڑھے علم حق جسنے جب   ہوا گو کہ ظاہر مین اُمّی لقب
پہ علم لدنی کہلا دل پہ سب

یہ دریا جو ہین علم کے سب بہم   ہوا آشنا سبکا وہ بیش و کم   ہے یہ بھی تو اک معجزے کی رقم   بغیر از لکہے اور کئے بے رقم
چلے حکم پر اوسکے لوح و قلم

اوٹھا کتب داؤد کا حکم یار   نہ توریت موسیٰ پہ اب ہے مدار   نہ انجیل عیسیٰ کا ہے کاروبار   ہوا علم دین اوس کا جو آشکار
گذشتہ ہوا حکم تقویم پار

گھٹا کفر اسلام ظاہر کیا   ہٹا کفر اسلام ظاہر کیا   مٹا کفر اسلام ظاہر کیا   اوٹھا کفر اسلام ظاہر کیا
بتونکو خدائی سے باہر کیا

تبارک خدائی کے اسرار اوسے   عنایت سے کئے فضل بسیار اوسے   کیا اسقدر آخرش پیار اوسے   کیا حق نے نبیون کا سردار اوسے
بنایا نبوت کا حقدار اوسے

ہوئے پہلے آدم علیہ السلام   ہوا پھر بہت نبیونکا ازدحام   ہوا بعد ان سب کے عیسیٰ کا نام   نبوت جو کی حق نے اونپر تمام
لکھا اشرف الناس خیر الانام

نہ یعقوب پہنچے نہ ایوب اوسے   خدا نے کیا اپنا مرغوب اوسے   بتایا بہت خوب مطلوب اوسے   بنایا سمجھ بوجھکر خوب اوسے
خدا نے کیا اپنا محبوب اوسے

کہان شیث و ہارون و موسیٰ کہان   کجا خضر و الیاس و ادریس ہان   جو ایسا ہو محبوب خلاق میان   کرون اوسکے رتبہ کا کیا مین بیان
کہڑے ہین جہان باندہ صف مرسلان

عزیز اور یعقوب و یوسف ہنوز   ہنوز اوسکی خدمت مین سرگرم روز   سو اسکے با دل گداز اور سوز   مسیح اوسکی خرگاہ کا پاردوز
تجلی طور اوسکی مشعل فروز

ہین نبیون مین حق جسکو فخر اور شان   کمر بستہ موجود حاضر مین ہان   ہین خدمت مین ہارون و موسیٰ عیان   خلیل اوسکے گلزار کا باغبان
سلیمان سے آگے سردار اوسکے ہان

ہے دربار مین ذکریا کو وقار   ہین یحیی جدی اپنے سرگرم کار   شعیب اپنے عہدے پہ ذی اختیار   خضر اوسکی سرکار کا آبدار
زرہ ساز داود سے وہان ہزار

ہوئے یونتو پیدا بہت مرسلین   لے آدم سے تا عیسیٰ پاکدین   یقین جان لو اسکو اے مومنین   محمد کی مانند جگ مین نہین
ہوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہین

جو نور مجسم کوئی شے ہو اب   تو خورشید سان عکس افگن ہو کب   ہے تاویل طبعی سنو اسکو سب   نہونیکا سایہ کا تھا یہ سبب
ہوا صرف پوشش مین کعبہ کی سب

نظر روح کو کسکا آتا ہے تن   وہ ہے امر رب تن کا مت لا سخن   سمجھنے کی ہے بات اے جان من   وہ قد اسلیئے تہا نہ سایہ فگن
کہ تھا کل وہ اک معجزے کا بدن

کہون گر مین اوسکو نسیم سحر   نزاکت مین ہے روح سے بیش تر   وہ بیمثل ہے کیا مثال آئے پر   بنا سایہ اوس کا لطیف اسقدر
نہ آیا لطافت کے باعث نظر

سنو گوش دل سے تم اے بلبلو   نظر نکہت آتی ہے کسکو کہو   چھپائے نسیم چمن جسم کو   عجب کیا جو اوس گل کا سایہ نہو
کہ تہا وہ گل قدرت حق کی بو

تجلی مین ظلمت کا ہے کام کیا   اوجالا ہے خود قدرتی نور کا   قدم کے تلے پس کے کیا رہگیا   خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جدا
اوسی نور حق کے رہا زیر پا

سراپا تن اطہر اک نور تھا   بہلا کیئے سایہ کا وہان کام کیا   یہ کیا کہتا تہا اور کیا کہہ گیا   خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جدا
اوسی نور حق کے رہا زیر پا

یہ کیا اسنے سوچا ہے سمجھا ہے کیا   عدم سایگی کا بیان کرتا تھا   کہا پھر قدم کے تلے پس گیا   خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جدا
اوسی نور حق کے رہا زیر پا

رہا زیر پا اور سایہ تھا نانون   نہ ہرگز پھرا وہ کہین گانون گانون   مگر اوسنے محکم پکڑا ایک ٹہانون   نڈالی کسی شخص پر اپنی چھانون
کسیکا نہ منہ دیکھا دیکھا اوسکے پانون

جو عرشی ہو ٹھہرے نہ آ فرش پر   رکے پھر کبھی وہ نہ پا فرش پر   تو ہو کس روش اوسکی جا فرش پر   وہ ہوتا زمین گیر کیا فرش پر
قدم اوسکے سایہ کا تھا عرش پر

ہے ہمسایگی کا غرض دور دور   نہین اسکے ہمسایہ سایہ کا طور   تجلی مین بجلی جو چمکی بطور   نہونیکی سایہ کی اک وجہ اور
مجھے خوب سوجھی ہے بشرط غور

یہ جتنے کہ ہین آنکھ والے بشر   سوئے چشم دلبر ذرا غور کر   کہین دیکھ چشم تامل سے پر   جہانتک کہ تہے یہانکے اہل نظر
سمجھ مایۂ نور کحل البصر

لیا سات پردونکے اندر چھپا   دکھایا عجب لطف مردم نے کیا   طرح تل کے دی عین آنکھونمین جا   سبہونے لیا پتلیون پر اوٹھا
زمین پر نہ سایہ کو گرنے دیا

ہے ترکیب کیا غور سے دیکھو جب   سمجھ کا ہی آپ کے مطلب لب   تمہین مومنون کیا ہو اسکا عجب   سیاہی کا پتلی کی ہے یہ سبب

وہی سایہ آنکھون مین پھرتا ہی سب

سمایا جو آنکھون مین وہ ناگہان   بنی عین وحدت کی وہ پتلیان   نظر آرہا ہے زمین آسمان   وگرنہ یہ تہی چشم اپنی کہان

اوسی سے یہ روشن ہی سارا جہان

بلند اس کا اس وجہ پایا رہا   کہ عرش معلی یہ چھایا رہا   سویدا ہو باطن مین آیا رہا   نظر سے جو غایب وہ سایا رہا

ملایک کے دل مین سمایا رہا

قلم سے جبکہ حمد و نعت کما حقہ ادا نہوئی تو میدان منقبت مین در آیا تاہم یہ رخش باوصف برق رفتاری سکندری خوردہ ہوکر اس عہدے سے نہ بر آیا

برادر ہے اس کا علیؑ ولی   ابی بکرؓ عمرؓ اور ہین عثمانؓ بہی   بزرگی مین ہین سب برابر اجی   نہین ہمسر اوس کا کوئی جز علیؑ

کہ بھائی کا بھائی وصی کا وصی

بزرگی ہے یکسر سبھی پر تمام   برابر مین رہتے اجی پر تمام   محبت ہے باطن کی جی پر تمام   ہوئی جو نبوت نبیؐ پر تمام

ہوئی نعمت اوسکے وصی پر تمام

جو رتبہ علیؑ کا بیان وار ہے   زبان کلک کی اوس سے ناچار ہے   مگر ایک ذرا سا یہ اظہار ہے   علیؑ دین و دنیا کا سردار ہے

کہ مختار کے گھر کا مختار ہے

بزرگی علیؑ کی ہے اک لاجواب   کرامات انکی سدا انتخاب   خدا نے بنایا فضیلت مآب   جہان فیض سے اونکے ہی کامیاب

نبیؐ آفتاب و علیؑ ماہتاب

وہ شیر یداللہی کی جان ہی کل   فرشتو نمین جسکی بزرگی کا غل   جنہونمین شہ امامت کا شہرہ ہے قل   دیار امامت کے گلشن کا گل

بہار ولایت کا باغ سبل

علیؑ کا بڑا مرتبہ ہے اجی   علیؑ سے ہی پائی ولایت ولی   علیؑ مین بزرگی یداللہی کی   علیؑ راز دار خدا و نبی

خبر دار سر خفی و جلی

علیؑ چرخ رحمت پہ ہے ماہ حق   علیؑ عرش اعلے پہ ہمراہ حق   علیؑ کو ملی حق سے بس جاہ حق   علیؑ بندہ خاص درگاہ حق

علیؑ سالک رہ رو راہ حق

علیؑ کی بزرگی کا ہی ایک طول   علیؑ کو کیا حق نے یکسر قبول   علیؑ کو ہوا رتبہ کیا کیا حصول   علیؑ ولی ابن عم رسولؐ

لقب شاہ مردان زوج بتولؑ

نکلجائے وہ کعبہ و دیر سے   جو خیر اپنی چاہی ہی خود خیر سے   بچیگا کہان ہو نہین سر پہ ہے   کہے یون جو چاہے کوئی بیر سے

یہ نسبت علیؑ کو نہین غیر سے

چہ مضمون خوش معنی ماندہ است   کہ در فہم آن جہل درماندہ است   جو امر نبوت پیغمبر افشاندہ است   خدا نفس پیغمبرش خواندہ است

دگر از فضیلت بکس ماندہ است

مگر عقل نے راہ پائی نہین   سمجھ مین یہ بات آتی نہین   دلیل اور حجت بڑھائی نہین   یہان بات کی ہی سمائی نہین

نبیؐ اور علیؑ ہین جدا کی نہین

نبیؐ اور ولی ہر دو نسبت بہم وہ یکجان دو قالب ہوے ہیں مدم جمیل الشیم ہے وہ والا شیم وہ والا شیم ہے جمیل الشیم

دو تا او یکی چون زبان قلم

علیؑ کا عدو دوزخی دوزخی محبت ہے وہ خلد کی خلد کی ہے تفضیل بھی گمرہی گمرہی وہ ہے مذہب خارجی خارجی

علیؑ کا محب جنتی جنتی

نبیؐ اور علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ ہے گلدستۂ رحمت ذوالمنن چمن خود بخود باغ جاتا ہے بن نئے رنگ سے پھولتا ہے چمن

حسینؑ ابن حیدرؑ یہ ہین پنجتن

ہوئی انپہ دو جگ کی خوبی تمام ازل سے ہی اور تا بروز قیام سوا ونکے ہین بی شبہ خیر الانام جہان مین یہ جتنے کہ ہین خاص عام

اونھون پر درود اور انھون پر سلام

علیؑ سے لگا تا بمہدیؑ دین سمجھ لین اسے اہل بالیقین بیان اونکا کچھ ہو ہی سکتا نہین جو تعریفین انکی خدا نے لکھین

وہ ہین ایک نور خدا سے برین

انھین سے ہے قائم امامت کا گھر یہ ہین اصل باقی فروعات پر نہین کوئی ابانسے بہتر بشر تامل سے دیکھو اگر غور کر

کہ بارہ ستون ہین یہ اثنا عشر

صغیرہ کبیرہ سے یہ پاک ہین بڑے سب سے ہین اہل ادراک ہین مگر نیک کامون مین چالاک ہین بظاہر اگرچہ یہ سب خاک ہین

حساب عمل سے یہ بیباک ہین

ہوا ہے عیان سے ظاہر کمال رسولؐ فضیلت رکھو کیونکہ حال رسولؐ زبان پر ہے کیا قیل و قال رسولؐ بندھا ہو لیکن باطن خیال رسولؐ

کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسولؐ

اب قلم منقبت جناب صحابۂ عظام مین سرگردان ہے اور کیون نہو کہان یہ عاجز اور کہان وہ شان عالیشان

سلام اونپہ جو اونکے اصحاب ہین محبت مین حضرتؐ کی بیتاب ہین رسالت مین وہ دُر نایاب ہین چمن مین نبوت کے شاداب ہین

وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین

خدا نے اونھونکو کیا مومنین صفت کرتے ہین خاتم المرسلین وہ ہین جنتی بیشک و شبہ ہین وہ ہین رونق و زیب عرش برین

وہ ہین رونق آسمان و زمین

خدا اونسے راضی رسولؐ اونسے خوش قسم ہے کہ ہین بوالفضول اونسے خوش ہین خوشدل تو خوش ہے رسول اونسے خوش ملائک کی یکسر عقول اونسے خوش

علیؑ اونسے راضی بتولؑ اونسے خوش

اب اس مشت خاک کے سر مین ہوائے مناجات جب پیدا ہوئی تو چاہا کہ آتش جرم آب کرم سے منطفی ہو اور اثبات ہیولائے بے ثبات وی کائنات کا نفی ہو

خدایا بحق رسول امین　رحیما براے ہمہ مرسلین　کریما پئے صاحبان یقین　غفورا طفیل محبان ہین

بحق علیؑ و باصحابؑ دین

بحق بتولؑ و باآلؑ رسول　بحق غلام بلالؑ رسول　براے ہمہ قیل و قال رسول　پئے صورت و بے مثال رسول

کرون عرض جو مین سو ہووے قبول

الٰہی مین بندہ گنہگار ہون　معافی کا تیری سزاوار ہون　کسی چشم کا سخت بیمار ہون　کسی زلف پیچیدہ پر زار ہون

گناہون مین اپنے گرفتار ہون

مجھے بخشیو میرے پروردگار　براے محمدؐ کہون ہون پکار　گنہگار کیا بلکہ عصیان شعار　مین عاجز ہون اور سخت تر گنہگار

کہ تو ہے کریم اور آمرزگار

میری عرض یہ ہے کہ جبتک جیون　مرون کب خدا جانے کبتک جیون　کہون کسطرح سے کہ اکبتک جیون　سحر سے خدا جانے شب تک جیون

شراب محبت کو تیری پیون

بجز تیری الفت کے اور سب ہے ہیچ　بجز تیری چاہت کے اور سب ہے ہیچ　بجز تیری رحمت کے اور سب ہے ہیچ　بجز تیری شفقت کے اور سب ہے ہیچ

یہی ہو نہو اور کچھ اینچ پینچ

جو ہو غم تو ہو آلؑ احمدؐ کا غم　میسر مجھے عیش ہو بیش و کم　جدائی تری ہی بلا و ستم　خوشی تیرے دیدار کی ہو بہم

سوا اس الم کے نہو کچھ الم

رہے سب طرف سے میرے دلکو چین　زبان سے ہو ہر وقت سر زوریہ بین　ہے خواہش مجھے جسکی بس فرض عین　یہی دلکا پہلو مین ہو شور و شین

بحق حسنؑ اور بحق حسینؑ

کسیکی نکرنی پڑے التجا　غرض اب کوئی ہووے بہر خدا　امیر و وزیر اور درویش یا　وہ نواب خان ہووے یا بادشا

تو کر خود بخود میری حاجت روا

صحیح اور سالم سدا مجھکو رکھ　تو اب بادشاہ یا گدا مجھکو رکھ　بزرگ و قوی جا بجا مجھکو رکھ　برون سے بہی یکسر جدا مجھکو رکھ

خوشی سے ہمیشہ خدا مجھکو رکھ

میری آل و اولاد کو شاد رکھ　انہین اہل اموال و اولاد رکھ　نہ انکو کسیطرح برباد رکھ　نہ لب پر کبھی انکے فریاد رکھ

میرے دوستونکو تو آباد رکھ

مین کھاتا ہون جسکا نمک ای کریم　مجھے پرورش کرتے مین جو ندیم　نہین کوئی تیرا شریک و سہیم　تو ہی ہے کریم اور تو ہی ہے قدیم

سدا رحم کر اونپہ تو اے رحیم

جیون آبرو اور حرمت کی ساتھ　مرا دم ہے تا تیری الفت کی ساتھ　تری حکمتین تیری حکمت کی ساتھ　مین تب سین تیری قدرت کی ساتھ

رہو نمین عزیزو نمین عزت کی ساتھ

برآئین میرے دین و دنیا کے کام　تری رحم سے خود بخود سب تمام　کہ کہین اسکو اعزاز سے خاص و عام　زمانے مین باطن رہے نیک نام

بحق محمدؐ علیہ السلام

گہر سنجی صد فکر کی وصف سخن مین مرصع کاری مضامین انجمن مین

پلا مجھکو ساقی شراب سخن   میرے روبرو لا کتاب سخن   سی ارغوانی ہو آب سخن   در میکدہ باریاب سخن
کہ مفتوح ہو جس سی باب سخن

سخن کی مجھے فکر دن رات ہی   گھڑی پل پھر سب مساوات ہی   معانی و منطق حکایات ہی   عروس سخن سے ملاقات ہے
سخن ہی تو ہی اور کیا بات ہے

سخن کی کرین قدر مردان کار   سخن سے مگر رہ گئی یادگار   کہان انکی اولاد خویش و تبار   بہ فردوسی و سعدی نامدار
سخن نام اوسکا رکھے برقرار

سخن سے وہی شخص کہتا ہی کام   سخن سی سخن سنج کا انتظام   سخن سی ہے مشہور عالم تمام   سخن سے ہی مرد سخن ہمکلام
جنہین چاہیے ساتھ نیکی کے نام

سخن کی سلف سے بھلائی رہی   نظامی نہ جامی کی بھائی رہی   سخن مین سخن آزمائی رہے   سخن مین سخن کی سمائی رہے
زبان قلم سے بڑائی رہے

کہان رستم و گیو افراسیاب   کہان زال اور سام صمصام تاب   کجا کی و کیخسرو ماہتاب   کجا برز و از تشت عالیجناب
سخن سی رہے یاد یہ نقل خواب

سخن کا صلہ یار دیتے رہی   سخن گو کو سو بار دیتے رہی   دُر و لعل شہوار دیتے رہی   زر نقد و دستار دیتے رہے
جواہر سدا مول لیتے رہے

رہی جب تلک داستان سخن   سراپا ہے باطن زبان سخن   بہت مرتفع ہی مکان سخن   ہی کیوان در آستان سخن
الٰہی رہین قدردان سخن

شاہ عالم بادشاہ کی مدح و توصیف بارگاہ ظل الٰہی مین باطن درست قدح

خدیو فلک شاہ عالی گہر   ہے اولاد تیموریہ سے مگر   فریدون خدم اور جمشید فر   سکندر حشم اور ہمایون سیر
زمین بوس ہون جسکے شمس و قمر

جہان اوسکے پرتو سی ہی کامیاب   چمک ذرہ جود کی ماہتاب   سر فتنہ ہی زیر پا دستیاب   ظہور عدالت فضیلت مآب
وہ ہے برج اقلیم مین آفتاب

اوسی مہر سے ہے منور یہ ماہ   ملک کی سی خصلت جو رکھتا ہی راہ   فلک سے بھی ہی مرتفع بارگاہ   فلک اوسکا خیمہ ہی انجم سپاہ
جہان ہو وہی اور ہو جہاندار شاہ

وہ مہر منور یہ ماہ منیر   یہ فرقد کلین وہ کیوان سریر   وہ ہی قطب ہیئت یہ گردون بصیر   قران ہی یہ سعدین کی مستنیر
اور اوسکا یہ نجم سعادت وزیر

مدح نواب والا جناب ہے ہر شعر اس کا انتخاب ہے

وہ ابر کرم ہی کہ رحمت سحاب نہین جسکا بخشش مین کوئی جواب ملک مرتبہ رونق ماہتاب فلک رتبہ نواب عالیجناب
کہ ہی آصف الدولہ جسکا خطاب

جو مسند پہ بیٹھا وہ آشاد شاد کیا عدل و انصاف پر اجتہاد ہر اہل غرض کو کیا آپ یاد وزیر جہان حاکم عدل و داد
ہی آبادی ملک جسکی مراد

سدا مستغیثون سے ارشاد ہی نہ فریاد ہی اور نہ بیداد ہے کسیکے لبون پر نہ فریاد ہی جہان عدل سے اوسکے آباد ہی
غریبون فقیرون کا دل شاد ہے

ہی اب سایہ رحم مین ایک جہان امان کی زبان کہتی ہی الامان خوشی پہولی پہرتی ہی خوش خوش وہان وہ ہی باعث امن خورد و کلان
کہ ہی نام سے اوسکے مشتق امان

وہ ہی عدل مین اسقدر حق پرست زبردست ہی زیردستون سے پست عدالت مین ایسا کیا بندوبست پہری سور سے بھاگتا پیل مست
زبردست ظالم سے ہو زیردست

کرے گر کہ تیرا ہو نمین گوشت خور تو کنجشک کا ہووے شکرے پہ شور زرشمع کے شوق مین شور بور پہری شمع کے گرد گرآکے چور
صبا کھینچ لیجاے اوسکو بزور

جو پیاوس سے تر ہو تو وہ اس سے گر ادہر آئے یہ وہ ادہر کو پہرے ہین اپنے ہی مطلب کے دونون ذرے اگر آپ سے اوس پہ وہ آگرے
تو فانوس مین شمع چہپتی پہرے

عدالت سے ہر اک کا کانپے ہے جی یہانتک دلون مین پڑی تہرتہری ہی مقدور کیا بزم مین آکے بہی نہ لے جب تلک شمع پروانگی
پتنگے کے پر کو نہ چہیڑے کبہی

محبت کی آتش کرے گر اثر اوڑی بیقراری سے وہ بیخبر اگر اتفاقاً گرے آن کر گرا جیا ناا وسکے جلے بال و پر
تو گلگیر لے شمع کا کاٹ سر

اگر بز کا ثابت ہو خون گرگ پر رکہے تیغ عدل اوسکی چونگ کر زمین آسمان پر ہے عدل اسقدر کتان پر اگر مہ کرے بد نظر
تو آہ ادہر ہو اور آہ ادہر

عبث عمر بیہودہ کہویا کرے وہ تخم تردد کو بویا کرے چلے بس جب فکر جویا کرے ستم اوسکے ہاتہون سے رویا کرے
سدا فتنہ دہر سویا کرے

زرریزی خامہ وصف سخاوت مین ہر ورق طبق طلاے ہدایت مین

طلائی ورق جو رسان ہون بہم کرون لعل یاقوت جان بیش و کم قلم میری کا چٹکی سے کرکے ضم بیان سخاوت کرون گر رقم
تو زرریز کاغذ پہ ہووے قلم

دہش کی طرف وہیان آیا اگر تو سائل کو زر دیدیا آکر کرم پر کمر باندہ کر بیشتر نظر سے توجہ کی دیکہا جدہر
دیا مثل نرگس اوسے سیم و زر

گدا کو کیا حاکم روم و رے غنی ہو گیا رشک کسرےاکے یہ کیا اوسکی بخشش کے آگے ہر شے سخاوت بیا حق اسی ایک اوسکی ہے

کہ ایکدن خوشی سے دئے سخاوت سے

مگر اب مین کرتا ہون اک بیان
بیان جسکا حد بیان سے عیان
دیا سو دیا کیا کہون داستان
سوا اسکے ہی اور یہ داستان
کہ ہو جسپہ قربان حاتم کی جان

ذرا گوش دل سی سنو اسکا حال
توجہ سے کیجے بدل اب خیال
فلک نے دکھائی تہین آنکھین نکال
ہوئی کم جو اک سال کچھ برشکال
گرانی سی ہونی لگی ایک سال

نئے رنگ گردون بدلنے لگا
عوض مینہ کے زہراب گلنے لگا
امیرونکا دل غم سے جلنے لگا
غریبونکا دم ساتھ نکلنے لگا
تحمل کا بھی پانون چلنے لگا

جواہر خزاین سی لائے ادہر
در گنج زر کھول کر ہر سحر
مشیرون امیرون نے کہہ کر مگر
وزیر الممالک نے تدبیر کر
خدا کی دیا راہ مین سیم و زر

دعا مینہ کی مانگین ہر اک کہ بہہ
خدارا کہ باران رحمت بدہ
ہر اک قصبہ قصبہ ہر اک دہ بدہ
محلہ محلہ کیا حکم یہہ
کہ بارش سے اس غم کی کھولین گرہ

زر و غلہ خلقت کو ہر دم دئیے
بڑے خلق کا کام اوسنے کئے
ستایا نہ غم نے کوئی سہئے
یہ چاہا کہ خلقت کی سب جیئے
کئی لاکھ لاکھ ایکدن مین دیئے

پریشان تہے غم سی سب خاص عام
جو اوس قحط مین تہے بگڑا تہا کام
ہراسان تہے خلقت کا تہا اژدہام
یہ لغزش پڑی ملک مین جو تمام
لیا ہات نے اوسکے گرتون کو تہام

عجب طرح کی اوسکی ہے داوری
نصیبہ نے خلقت کی کی یاوری
کری اوسنے ہر اک کی کہوٹی کہری
یہ بندہ نوازی یہ جان پروری
یہ آئین و سرداری و سروری

نہ حاتم کو یہان ایسا تہا انتظام
کیا اوسکی تدبیر نے جیسا کام
سخاوت جسے کہتے ہین خاص و عام
ہوئی ذات پر اوس سخی کی تمام
تکلف ہی آگے سخاوت کا نام

تہی جس سر کے اوپر کہ گدڑی تنی
ہی زرین دوشالہ ہان اوڑہنی
بنی ہی امیرون کا گلشن بنی
فقیرونکی ہی یہان تلک تو بنی
کہ اک اک یہان ہو گیا ہے غنی

جسے دیکہو آسودہ خوش با نوا
شجر تک سب بے برگ دیکھا ذرا
در شاہ پر آکے کیون ہو کہڑا
یہ کیا دخل آواز دیوے گدا
کلی کی چٹک کی نہووے صدا

چمن بہی ہی آباد آج اسگہڑی
لئے ہی زر گل دہڑی پر دہڑی
دکہاوے اوسی سرو لیکر چہڑی
قدح لیکے نرگس جو ہووے کہڑی
تو خجلت سے جاوے زمین مین گڑی

تس اوپہ بیان تم سے کرتے ہین ہم
کہ اس شاہ کا ہے وہ عالی ہمم
تکلف نہ سمجھو خدا کی قسم
نہ ہو اوسکا سائل جو ابر کرم
اثر ابر نیسان سی ہووے عدم

عجب فیلسوفی کی حکمت سے یاد
کہ اقلیدس اوسکو کہے اوستاد
ہی ہیئت بہی اوس ہندسہ دان سے شاد
ہر اک کام اوسکا جہان کی مراد
فلاطون طبیعت ارسطو نژاد

ہی حکمت مین لقمان سی بہتر مگر / ہی دولت مین قارون بہی کیا مال پر / سخاوت مین حاتم ہی طے سر بسر / جب ایسا وہ پیدا ہوا ہے بشر

تب اوسکو دیا ہی یہ کچھ مال و زر

نیزہ بازی خامہ وصف شجاعت مین رستم زال جسکی روایت مین ہی

قلم نیزہ برزوی پہلوان / دیا گرز اسفندیار زمان / دبا کر کے چٹکی مین جسدم یہان / لکھون گر شجاعت کا اوسکی بیان

قلم ہو میرا رستم داستان

اگر رستمی کے وہ جوہر دکہائے / نریمان بہی ہان زال سان تنگ آئے / ٹھکانا وہ دونون جہانمین نپائے / غضب سے وہ ہاتھ اپنا جسپر اوٹھائے

اجل کا طمانچہ قسم اوسکی کہائے

نکلکر کمر سے جو چھوڑی غلاف / تو ہیبت سے دشمن کو ہووی رعاف / وہ آکر کے قبضہ مین کیا کہی لاف / چلے تیغ گر اوسکی روز مصاف

نظر آئے دشمن کو میدان صاف

ولیکن یہان اور سے ہے موبمو / دہری ہے شجاعت یہان ایکسو / قضا کھیلتی سر پہ ہو ہو بہو / اگر بے حیائی سے کوئی عدو

ملا دیوے اوس تیغ سے منہ کبہو

تو بس عقدہ موت ہو جاوی حل / تو دوزخ کے طبقے مین ہو اوسکو کل / تو اوندہا ہو بیکل ہو وہ خون اوگل / تو ایسی ہی کہا گر گری سر کے بل

کہ سر پر کہڑی ہو کے روئے اجل

عجب آب ہی اور شمشیر عجب / عجب تیغ اور اوسکے جوہر ہی اب / کہلے رہگئے زخمونکے سارے لب / نہو کیون وہ صمصام برق غضب

کہ برش کی تشدید ہے جوہر ہین سب

سوا اسکے اک دوسرا ہے عمل / دم تیغ اب جسکو کہتے ہین یل / جو جوہر کے حلقہ نمین آیا خلل / ہوئی ہم قسم اوسکی تیغ اجل

نکل آئے یہ گر پڑے وہ اوگل

جو ہو رہزو اوسکے اسفندیار / دیا آئے رستم بہی ہو بیقرار / سنبہل کر اوسے وہ دم کارزار / لگاوے اگر کوہ پر ایکبار

گذر جاوے یون جیسے صابن مین تار

کہڑی ہاتھ باندہے شجاعت پرے / یہ صولت الگ کچھہ پری کچھہ دہری / یہان رحم کا ذکر کیا ہی ارے / غضب سے غضب اوسکے کانپا کری

تہور بہی ہیبت سے اوسکی ڈری

سوا اسکے ایسا ہے وہ دلربا / کہ ہی خلق و بخشش پہ عالم فدا / یہ قوت یہ غصہ یہ رحم اس سوا / اور اس زور پر ہے یہ حلم و حیا

کہ ہے خلق کا جیسے دریا بہا

کہے اوسکے منطق مین ہی قیل و قال / ہے علم الٰہی مین ذکر محال / ہر اک فن کا سن لیجیے اوس سے حال / جہانتک کہ ہین علم کسب کمال

ہر اک فن مین ماہر ہے وہ خوشخصال

ہی علم عروضی مین وہ خوش بیان / قوافی مین ماہر ہی اور فقہ دان / سخن رس سخن فہم ہی جاودان / سخندان سخن سنج شیرین بیان

وزیر جہان و وحید زمان

جہانمین سخن کی بڑی کائنات / مرکب بہت اور بہت مفردات / تس اوپر وہ ایسا ذکی الصفات / سخن کی نہین اوس سے پوشیدہ بات

غوامض مین سب سہل اسکے نکات

فراست سے مناسب اوسکی اوقات مین　ظرافت ہی رمز و اشارات مین　ذکی ہی وہ حرف و حکایات مین　سلیقہ ہر اک فن مین ہر بات مین

نکلتی نئی بات دن رات مین

طرب عیش آرام رہتے ہین مل　مخمر ہین فرحت سے خاک آب گل　نہین صحبت عیش مین غم مخل　سدا سیر ہر اور تماشے پہ دل

کشادہ دلی اور خوشی متصل

عرصۂ کاغذ مین صید غزالان مضمون ہے ہر نخچیر کا جگر خون ہی

تفنگ قلم کو مین لاتا ہون یار　کہ صحرائی کاغذ مین ہو آشکار　ہو شیرانہ مضمون آرو بکار　نہو اوسکو کیونکر ہوائے شکار

تہور شعارون کا ہے یہ شعار

مہارت ہی اوسکو کہ ہی یاد کید　ہی یکتا زمانہ کا وہ سبکہ شید　بہم گفتگو کرتے ہین عمرو زید　کھلے بند مین چلنے صحرا مین صید

ہین نواب کے دام الفت مین قید

اسد غالبا ہو جو افروختہ　تو بہولے وہ سب اپنا آموختہ　فقط لائے کیا گرگ اندوختہ　ز مہرش دل آہوان سوختہ

بفتراک اوچشمہا دوختہ

وہ ایسا ہی کچھ نیک فرجام ہی　شجاع و سخی نازک اندام ہے　وہان اشرفی کا خذف نام ہی　شجاعت کا ہمت کا یہ کام ہی

درم ہاتھہ مین ہے کہ بادام ہے

دلیر و نہین ہے وہ تہور شعار　بڑی نامیون مین بڑا نامدار　درندون سے خالی ہی ہر دشت یار　نہوتا اگر اوسکو عزم شکار

درندون سے بچتا نہ شہر و دیار

عجب اوسکی عظمت عجب شان ہے　عجب آن ہی اور عجب بان ہے　خجالت سے سرور گریبان ہی　یہ انسان پر اوسکا احسان ہے

کہ بیخوف انسان کی جان ہے

نہین روز آہو کی مسدود راہ　سدا کرگدن شیر و یوز آہ و واہ　ذرا شست باندہو تو کرکی نگاہ　بنائی جہان اوسنے نخچیرگاہ

رہی صید وہان آکے شام و پگاہ

وہ نخچیر گہ ہے علف زار کیا　کہ گور و گوزن اوسمین چرتی سدا　وہ رہتے ہین وہان بن بلائی ہی آ　چرندون کا دل اسطرف ہی لگا

پرندون کو بہتی ہی اوسکی ہوا

درندی گزندی چرندی سبھی　بہم مل کے رہتے ہین وہان ہر گہڑی　خوشی ہی کہ آوی شکاری وہی　پلنگون کا ہی بلکہ چیتا سہی

کمر آہنہ باندہی ہاری کوئی

وہان فوج بنکر کے بہینڈے چلے　کبہی زور کیا وہانپہ بہینڈا چلے　نہ کچہہ زور بہینڈا نہ تیندا چلے　خبر اوسکی سنکر یہ گینڈا چلے

کہ ہاتہی بہی ہو ست اینڈا چلے

بہم مشورت کے ہین کیا جوڑ توڑ　تفنگ اوسکی دیوی اگر شانہ پہوڑ　اسی عشق مین اپنا دل بوڑ بوڑ　کہڑے اسقدر ہوتے ہین سر جوڑ جوڑ

کہ جی کون دیتا ہی بدبد کے ہوڑ

وہ حاضر سبھی باری باری سے ہوں　امید و نعیم خوش حق کی یاری سے ہوں　حضوری میں سب فیضیابی سے ہوں　کہ شاید شرف سواری سے ہوں
سرافراز چلکر عماری سے ہوں

طبیعت بھی غصہ میں ہوکر علیل　وہ ہو بڑا ادب اور بنکر ذلیل　تو آپ اپنی سے کرکے وہ قال و قیل　اطاعت کے حلقہ سے بھاگی جو فیل
پلک اوسکی آنکھوں میں ہو زر دیل

ہوئی بن ٹھہری آپ سے وہ جلال　ہر اک ماہ میں ہے یہ ماہی کا حال　اوٹھی لہر میں تو بس خال خال　رکھا صید بحری پہ جب دم خیال
لیا پشت پر اپنی ماہی نے جال

شکار ہونیکا دل میں سامان کر　ٹھکانے ذرا اپنے اوسان کر　گھڑی میں سے گھڑیال تو ہیان کر　مگر اپنا دیتے ہیں جی جان کر
کٹانا پو یہ کرتے ہیں آن آن کر

نہ کروٹ بدلتی ہے دریا میں سوس　برابر اوبلتی ہے دریا میں سوس　اوچھلتی ہے ہلتی ہے دریا میں سوس　نہ سمجھو نکلتی ہے دریا میں سوس
خوشی سے اوچھلتی ہے دریا میں سوس

محبت میں یکدست پیوست ہیں　وہ یکدست پیوست کیا پست ہیں　امورات خواہش سے وارستہ ہیں　سو وہ تو اطاعت میں یکدست ہیں
نشہ میں محبت کے سرمست ہیں

شجر اوسکی نظروں کو ہیں تاڑ　اور اونچے بھی آسمان سے او بجھی ہیں جھاڑ　اوسیکا ہے آبادی اور اوجاڑ　اوسی کی لیئے کوہ ہیں یہ پہاڑ
قدم اپنا رکھتے ہیں سب گاڑ گاڑ

کہ دم کے جی میں سے ہر اک نفس　کہ جا پہونچے دربر اوسکے بس　امیر و غریب اور ناکس و کس　کسے ہو نہ صحبت کی اوسکی ہوس
وہ کیا کرے جو نہو دسترس

قلم سر عجز جھکاتا ہے اپنی خاکساری دکھاتا ہے

ہے کروبیوں سے بھی رتبہ بڑا　صفت کا تری میں نے گیتہ پڑھا　قلم نے ادب کی زبان سے لکھا　فلک بارگاہا ملک در گدا
جدا میں جو قدموں سے تیرے رہا

نہ کچھ کلک نے اور نہ تحریر نے　نہ کچھ عذر نے اور نہ تقصیر نے　نہ کچھ آہ نے اور نہ تاثیر نے　نہ کچھ عقل نے اور نہ تدبیر نے
رکھا مجھکو محروم تقدیر نے

پھر آتا ہے دل میں مطالب کا جوش　بس اب وقت آپہونچا اکر کے خروش　رہے تھے یہ ہوش و ذکا سب خموش　پر اب عقل نے میرے کھولے ہیں گوش
دیا ہے مدد نے تری مجھکو ہوش

کبھی پہونچا سورت کبھی بمبئی　پریشان پھرا میں ہر اک سو ہئی　یہی آکے تقدیر بتلا گئی　سو میں اک کہانی بنا کر نئی
محمد نگر سے گونڈہ لدایان گئی

ہوا آکے حاضر ہوں بندہ نواز　نہیں تجھسے پوشیدہ کچھ میرا راز　قبول اسکو کر رحم سے کارساز　لے آیا ہوں خدمت میں بہر نیاز
یہ امید ہے پھر کہ ہوں سرفراز

میں حاضر ہوا ہوں بصد دل ملول　نہیں عرض کرنے میں کچھ الفضول　کروں مختصر عرض مطلب کا طول　میرا عذر تقصیر ہووے قبول

بحق علی و بال رسول

دعا ہے خدا سے یہ شام و پگاہ
کہ تجھ پر رہے مہر کی بس نگاہ
سوا اسکے سن اے میرے بادشاہ
رہیں شاد و آباد کل خیر خواہ
پھریں اس گھرانے کے دشمن تباہ

ہے ورد زبان صبح سے تا بشام
یہاں میں ہے جبتک کہ ہر خاص و عام
زبان پر رہے اونکی جاری یہ کام
رہے جاہ و حشمت تیرا یہ مدام
بحق محمد علیہ السلام

کہاں ہے لب و لہجہ میرا کہاں
یہ سب تیری پرتو سے ہے مہربان
کیا میں نے سب کچھ ہے اوپر عیاں
اب آگے کہانی کی ہے داستان
ذرا سنیے دل دیکے اسکا بیان

صاحبو آپ بیتی کہوں یا جگ بیتی بھائی تو غیر کی کہانی مت چھیڑ اپنی ہی نبیڑ

قلم قصہ خوان سخن واہ واہ
مدارج کہانی کی رکھ کر نگاہ
بیان کرتا ہے داستان شام گاہ
کسی شہر میں تھا کوئی بادشاہ
کہ تھا وہ شہنشاہ گیتی پناہ

قلم حاکی داستان واہ واہ
قلم واوی قصہ خوش پناہ
لگا کہنے اسمار کیا عذر خواہ
کسی شہر میں تھا کوئی بادشاہ
کہ تھا وہ شہنشاہ گیتی پناہ

بہت خیل لشکر بڑا خوشحال
بہت فوج تھی اور رکھتا تھا مال
بہت ملک و دولت سے تھا و بحال
بہت حشمت و جاہ و مال و منال
بہت فوج سے اپنی فرخندہ حال

بڑے ملک و دولت سے کرتا تھا راج
بہت عدل و انصاف کا تھا رواج
نہ تھی کچھ کسی بات کی احتیاج
کئی بادشاہ اسکو دیتے تھے باج
خطا و ختن سے وہ لیتا خراج

کہاں تک لکھوں اوسکے رتبہ کا اوج
زمانہ میں کوئی نہیں اوسکا زوج
قلم لکھ گیا قافیہ ایک نوج
کوئی دیکھتا آکے گر اوسکی فوج
تو کہتا کہ ہے بحر ہستی کی موج

کہاں تک کروں طول کو مختصر
ترارے بھری خنگ خامہ نے پر
لکھا میں نے آخر عنان روک کر
طویلے کو اوسکے جو اونکی تھی خبر
اونھیں نعلبندی میں ملتا تھا زر

امیر و رئیس اور جو سردار تھے
مگر سرکشی میں بڑوں سے بڑے
وہ سب اوس سے سر جنگ کھاتے رہے
جہانتک کہ سرکش تھے اطراف کے
وہ رہتے تھے اوس شہ کے قدموں لگے

عجب انتظام اوسکا تھا سر بسر
کہ شب خیز بھی چور سب نامور
رہے کانپتے ڈر کے مارے مگر
رعیت تھی آسودہ و بے خطر
نہ غم مفلسی کا نہ چوری کا ڈر

تھے امرد وہاں کے تو غلمان نژاد
وہ پریاں اوڑاتی تھیں حوروں کی یاد
چمن تھے تو باغ ارم سے مراد
عجب شہر تھا اوس کا یہ سو سواد
کہ قدرت خدائی کی آتی تھی یاد

وہ بنیاد اوسکی تو جنت سرشت
کہ طوبی و سدرہ سے وہاں کا کشت
عمارت جو دیکھو نئی سرنوشت
لگے تھے ہر اک جا پہ وان سنگ و خشت
ہر اک کوچہ اوس باغ کا تھا بہشت

زمین سیر و سیراب عالم تمام بیان تازگی کا زبان شاد کام خضر وہان کے سبزہ کا کہتی ہے نام وہ خضرت سے نصرت کا کیا اہتمام
نظر کو تراوت وہان صبح و شام

عمارت تہی گچ کی وہان بیشتر سفیدی تہی نور خدا جلوہ گر پئے آب تہی صرف آب گہر وہان سنگ تہا لعل اور خشت زر
کہ گذری صفائی سے جسپر نظر

کہین چاہ و منبع کہین حوض و نہر کہین چشمہ جاری کہین جہیل ڈہر کہ تبخانۂ چین کہاتا تہا زہر کہین آئینہ بند تہا سارا شہر
ہر اک جا پہ آب لطافت کی نہر

کرون اوسکی وسعت کا کیا مین بیان کہون اوسکی پہناوری کیا میان سر آسمان ارتفاع اوسکا ہان بلندی عمارات کی مہربان
کہ جون صفہان تہا وہ نصف جہان

شہر سند وہان اہل حرفہ تمام شریفون رئیسون کا عالیمقام وہ محظوظ و خوش ہو کے کرتی ہر کام ہین غیار و روز باہم مدام
ہر اک نوع خلقت کا تہا ازدہام

یہ دلچسپ بازار تہا چوک کا دل آویزیان تم سنو اس سوا گیا جو جہان بس وہین رہ گیا گلی کوچہ اوسکا پرستان تہا
کہ ٹہہرے جہان بس وہین دل لگا

جہانتک کہ رستے تہے بازار کے غرض یہان یہ سودے ہین بکار کے نشان وہ تہے خوش آثار کے گل و غنچہ اور نقش دیوار کے
کہے تو کہ تختے تہے گلزار کے

وہ بختہ دوکانون کے دیوار و در وہ محراب ایوان سفید اسقدر سراپا بنے سنگ مرمر کے گہر صفا و مجلی ہر اک سر بسر
صفائی پہ جنکی نہ ٹہہرے نظر

صفائی پر اوسکی نظر کر گئے خجل اسقدر ہو کے ہد ر گئے تو نقاش آرنگ کو بہر گئے جب اندر سے معمار باہر گئے
اسے دیکہکر سنگ مرمر گئے

وہ دولت سرا خانۂ نور تہا ہر اک جا تجلی کا دستور تہا مکان وحشت ایمن سے بہی دور تہا بلندی مین گہر غیرت طور تہا
سدا عیش و عشرت سے معمور تہا

غنی وہان ہوا جو کہ آیا تباہ وہ اکسیر اعظم کا نسخہ تہا واہ ہر آسودگی جسکی شاہد گواہ نئی طرز کی وہان کی تہی رسم و راہ
عجب شہر تہا اور عجب بادشاہ

ندیکہا کسینے کوئی وہان فقیر غرض ہین سب آسودہ برنا و پیر صغیر اسمین ہے یا کوئی ہے کبیر جسے دیکہو نواب ہے یا وزیر
ہوئی اوسکی دولت سے گہر گہر امیر

کہانتک کہون اوس کا جاہ و حشم صفت اوس سخی کی ہو ادنی رقم قلم بنگیا ہے جواہر رقم مین لکہتے لکہتے پڑا ہے قلم
محل و مکان اوسکا رشک ارم

ہمیشہ خوشی رات دن سیر باغ سدا راحت و خرمی سے فراغ شب و روز خورشید و مہ تہے چراغ چہلکتا ہی عیش کا وہان ایاغ
ندیکہا کسی دل پہ جز لالہ داغ

سدا ماہرویون سے صحبت اوسے کہان عیش و عشرت سے فرصت اوسے میسر ہر اک مال نعمت اوسے حصول ہر طرح سے تہی فرحت اوسے

سدا جام زرین تها زیب شاد و

ندیمان فی ہی ہوش کا انبوہ ام   وزیران دانا کا تہا اہتمام   کنیزان خوش زمزمہ سب کا کام   ہزارون پری پیکر اوسکے غلام
کمر بستہ خدمت مین سب صبح و شام

خدا کی عبادت لگن مین مگن سم   خدا جسکو دیوے وہ کیا کم ہو   یہ سب خوشی عیش و عشرت بہم   کسیطرح کا وہ نرکہتا تہا غم
مگر ہان ایک اولاد کا تہا الم

اسی غم سے اوسکو نہوتا فراغ   اسی رنج مین رہتا تہا بد دماغ   اسی فکر سے بہر رہا تہا ایاغ   اسی بات کا اوسکے پر تہا داغ
نرکہتا تہا وہ اپنے گہر کا چراغ

زبر تہا پر اس امر مین زیر تہا   بنی تہی یہی سلطنت اوسکے ہیر تہا   یہ پیش آنے پر زیست سے سیر تہا   ونونکا عجب اوسکے یہ پہیر تہا
کہ اس روشنی پر یہ اندہیر تہا

جو اس غم کی چہائی تہی دلپر گہٹا   بڑا ہا تہا نہایت پر از بس گہٹا   بہت گرجا برسا نہ سبزہ اوگا   وزیرونکو ایک روز اوسنے بلا
جو کچہہ دل کا احوال تہا سو کہا

کہ ہی شیشۂ دل پہ گرد ملال   نظر صورت آتی نہین بے حجال   اس آئینہ پر زنگ پر اختلال   تو مین کیا کرونگا یہ مال منال
فقیری کا ہی میرے دل پر خیال

کہا عمر پہونچی ہے تا چہل سال   سفید آگئے ڈاڑہی چہرہ مین بال   عبث ہی یہ جاہ و حشم مال و ثمال   تو مین کیا کرونگا یہ مال منال
فقیری کا ہی میرے دل پر خیال

بس اب مین لونگا کسی شے سے باج   قلمرو مین ونگا نہ ہرگز رواج   ہی عزم مصمم فقیری کا آج   فقیر اب نہون تو کرون کیا علاج
نہ پیدا ہوا وارث تخت و تاج

چلی زندگانی جہکی سے ہے کمر   نہین دور کی چیز آتی نظر   گہٹے زور و قوت بڑہا رنج پر   جوانی تو میری گئی سب گذر
نہوا اسیری ہوئی سر بسر

بہت تخم عشرت کو بو یا گیا   بہت بلبل ہوش گو یا گیا   بہت کہلے پر ہاتہ دہو یا گیا   بہت ملک پر جان کہو یا گیا
بہت فکر دنیا مین سو یا گیا

رہی دور مجہہ سے بہت عاقلی   سدا پاس میرے لگی کاہلی   رہی بیخودی و نسے جاہلی   نرہے بی تمیزی کے بے حاصلی
کہ در فکر دنیا و دین غافلی

یہ سنکر دیا کیا روشن جواب   یہ دنیا ہی اک چند روزہ کا خواب   ندیمون نے بتلائی راہ صواب   وزیرون نے کی عرض ای آفتاب
نہو تجہکو ذرہ کبہی اضطراب

یہ عالم ہی جتنا عجب بے ثبات   ثبات اسکا رکہتا ہی کیا کائنات   مگر مصلحت یون ہے ای نیک ذات   فقیری جو کیجے تو دنیا کے ساتہ
نہین خوب جانا او دمیر خالی ہات

جو اچہے ہین اونکا ہی سب قال نیک   فقط قال کیا نیک افعال نیک   جو ہین نیک اونکے ہین افعال نیک   کرو سلطنت نیک اعمال نیک
کہ تا دو جہان مین ہے حال نیک

ہے قول رسول کریم الصفت　کہ ہے حب دنیا کی ہر شش جہت　یہ کہتی ہے دنیا سے پر مکرمت　یہ دنیا جو ہے مزرعۂ عاقبت

فقیری مین ضائع کرو اسکو مت

جو تم خواب سے صبحدم جب اوٹھو　وضو غسل کرکے نمازین کرو　نمازین کرو پہر وظیفے پڑہو　عبادت سے اس کشت کو آب دو

جو وہان جاکے خرمن یہی تیار لو

یہ دنیا ہے دو روز کی کائنات　نہ تم کو قیام اور نہ اسکو ثبات　نہ بہولو کبہی جبتلک ہے حیات　رکہو یاد عدل و سخاوت کی بات

کہ اس فیض سے ہے تمہاری نجات

سوا اسکے جو بات کا ہے الم　ازل کو چلا اوسمین جیسا قلم　وہ سچ آپ فرماتے ہین دمبدم　مگر ہان یہ اولاد کا ہے جو غم

سوا اوسکا تردد بہی کرتے ہین ہم

خدا سے نہو جے کبہی لاتخف　یونہین لکہ گئے ہین یہ اہل سلف　رکہو حق سے امید تم صف بصف　عجب کیا جو ہووے تمہارے خلف

کرو تم نہ اوقات اپنی تلف

رکہو تم تمنا و ہم آرزو　کرو عرض امید حق سے جو ہو　نہ نا امیدی کو دلمین لانا کبہو　نہ لاؤ کبہی یاس کی گفتگو

کہ قرآن مین آیا ہے لاتقنطو

فسون فال تعویذ سب کچہ کرو　مساجد مین جا جاکے شمعین رکہو　ادہر لو لگا دل سے ہردم جہکو　بلاتے ہین ہم اہل تنجیم کو

نصیبونکو اپنے ذرا دیکہ لو

بہروسا نکچہ اسپہ رکہنا فقط　منجم کو خط بہیجے دیکر سقط　کیا اوسکا غم اس سخن سے غلط　تسلی تو دی شاہ کو اس نمط

وے اہل تنجیم کو بہیجے خط

جفر دان جو اچہے تہے اہل وطن　بہر ہیئت ان سے کیا یہ سخن　چلو تم بلاتے ہین شاہ زمن　نجومی و رمال اور برہمن

غرض یاد تہی جنکو اس ڈہب کے فن

پرانے تہے وہ یا کہ تہے سب نئے　سبہون سے ہوئے اسطرح در پئے　کہ تم سب ہو اک تحفہ و توشئے　بلا کر اونہین شہ کنے لیگئے

جو ہین رہبر و شہ کے وہ سب گئے

ہوا رعب اتنا بہی جی مین سخت　عرق مین ہوا غرق سب تن کا رخت　ادا کر کے تسلیم دل کر کے لخت　پڑا جب نظر شاہ کا تاج تخت

دعا دی کہ ہون شہ کے بیدار بخت

بجالائے تسلیم کا انتظام　بڑہے ڈرتے ڈرتے وہ آگے تمام　ادا کر چکے جبکہ سب اہتمام　کیا قاعدہ سے ٹہہر کر سلام

کہا شہ نے مین تم سے کہتا ہون کام

ذرا اپنی پوتہی تو کہولو شتاب　کرو مکر کم سیکہہ کا کچہہ حساب　کہ کیا سعد و نحس اخترونکی ہے تاب　نکالو ذرا اپنی اپنی کتاب

میرا ہے سوال اوسکا لکہو جواب

جو تم جمع ہو سب کہین و مہین　پڑہو تو میری تم خط جبین　کوئی دور سے ہے اور کوئی قرین　نصیبون مین میرے تو دیکہو کہین

کسی سے بہی اولاد ہے یا نہین

سمجہکر کسی کے او جمع کرکے حواس　صفین باندہکر بیٹہے پاس پاس　ملانے لگے اونکے زد جونکی راس　یہ سنکر وہ رمال طالع شناس

لگے کھینچنے زایچے بے قیاس

دھری تختی آگے لیا قرعہ بات
کسی نے کہا جو بڑی کتنی بات
وہ خط کھینچکر ویکے نقطے نکات
نئی وارد ہوئی ہے نئی واردات
لگا دھیان اولاد کا دل کے سات

جو پھینکا تو شکلیں نکلیں بہت
سمجھکر کوئی تا نہو وے مخل
اسی سوچ میں پھر لگا اپنا دل
کئی بار قرعہ ہلا مستقل
کئی شکل سے دل گیا اونکا کھل

جماعت سے مال کی عرض کی
یکایک وہ صحت بست بستہ ہوئی
ہوئی ایکدل اکٹھے ہان ایک جی
تو آپس میں باتیں وہ کرکے سبھی
کہ ہے گھر میں امید کی کچھ خوشی

یہ سن ہم سے داے عالموں کے شفیق
کشادہ دلی ہو نہیں ہمیں ضیق
نہایت ہے نزدیک ہے اور عمیق
ہوئی جبر فکرت میں ہم سب غریق
بہت ہمنے تکرار کی ہر طریق

بیاض ہمنے دیکھی جو اس دل کی
سو اقرعہ کے کیا ہمیں ہم ابھی
ادھر اور ادھر تھے خوشی میں سبھی
کبھی زوجکو فرد دیکھی کبھی
تو ایک ایک نقطہ ہے فرد خوشی

ہے اس بات پر اجتماع تمام
ہیں اسواسطے آپ سے ہمکلام
سرانجام عشرت کا ہے اہتمام
خوشی در خوشی عیش کا ہے مقام
کہ طالع میں فرزند ہے تیری نام

زبان زوج کی شکل میں ہے فصیح
ہر اک کو شرح لیکن ضرورت میں شرح
طرح کو نہ ہر گز سمجھیو نہ قدح
قدح اس میں کیا ہے سراسر مدح
پیا کرتی جو ملک کا تو قدح

نجومی بھی کہنے لگے در جواب
لگے پڑھنے مطلب کا اپنے یہ باب
تو تسلیم کر اور اٹھکر شتاب
یہ سب لکھ چکے اس بیان کا حساب
کہ ہمنے بھی دیکھی ہے اپنی کتاب

نحوست کے دن سب گئے ہیں نکل
اسیطرح سے اب نہیں ہے خلل
ہوا سنچ ابتو خوشی سے بدل
سنیچر جو آیا گیا وہ بھی ٹل
عمل اپنا سب کر چکا ہے زحل

ستاروں نے طالع کے بدلے ہیں طور
ہے ثابت یہ سیارون سے اب بغور
ہر اک دور کرتا ہے راحت کو غور
فلک کا ہوا آج کل طور اور
خوشی کا کوئی دن کو آتا ہے دور

نظر کی جو تسدیس و تثلیث پہ
خیال آیا اس میں تو پس غور کر
تو خارج کیا اوسکو پس سربسر
پڑا اصبتہ الداخل آکر اگر
تو دیکھا کہ ہے نیک سب کی نظر

کیا پنڈتوں نے بھی اپنا بچار
سمجھکر کے آخر یہ کرتا ہے کار
کسی کو کسی کا نہ تھا انتظار
جو سب لکھ چکے مدعا کو پکار
تو کچھ اونگلیوں پڑھ کر کے شمار

جنم پترہ شاہ کا دیکھکر
پھر اسمیں خیال آیا انکا ادھر
گنا ثور و جوزا کیا دلو تر
وہیں اور میں اور سنگھ کو سربسر
تلا اور برچھک پہ کر کے نظر

کہا راجی کی ہے تجھ سے [illegible]
مہاراج آنند ہیو سدا
کرشن اپنی کرپا کریں برملا
اوٹھے اور آداب کرکے ثنا
چندرماں سا بالک ترے ہوئیگا

منجم وہان سے برآمد ہوئے

کچھہ ایک سہمگین اور کچھہ شاد شاد　مصلی پہ بیٹھا وہ عالی نژاد　سٹایا دل اپنے سے غم کا فساد　خدا پہ زیادہ ہی اوسکا تہا اعتقاد

لگا مانگنے حق سے اپنی مراد

مصلے بچھا اور مسجد مین جا　بہت عجز سے اپنے سر کو جھکا　بٹھا دل مین خوف خدا ہاتھہ اوٹھا　خدا سے لگا کرنے وہ التجا

لگا آپ مسجد مین رکھنے دیا

دعائین لگا مانگنے با فراغ　منی مدعا سے کیا پر ایاغ　خوشی نے کیا اوسکا دل باغ باغ　[illegible]

لگائی ادہر لو تو پایا چراغ

تہ شیخ بے حسن دعا یکدگر　اثر ابر نیسان کا آیا نظر　شگفتہ ہوا گل تو پایا ثمر　سحاب کرم نے کیا جو اثر

ہوئی کشت امید سے بارور

نگنگو نہ یہہ امید کا سب سولو　ہوا خرمن زندگی جمع تو　نجومی نے جن روز دانہ کی گفتگو　اوسی سال مین یہہ تماشا سنو

حمل رہگیا زوجۂ شاہ کو

سنا ماجرا حمل شہ نے جب　کہا شکر تیرا ہے اے میرے رب　سنے پہلے جو ذکر اونکے سبب　جو کچھہ دلپہ گذرے تہے رنج و تعب

مبدل ہوئے وہ خوشی ساتھہ سب

طلوع ہونا شاہزادہ خاور کا برج حمل سے برآنا نخل مراد کا نخل تمنا مین سحاب کرم عزوجل سے

گلابی سے اب ابر سے ماہتاب　چمن سے نسیم سحر اور سحاب　منگا شیشہ و جام کو اور کباب　خوشی سے پلا مجھکو اس دم شراب

کوئی دم مین بجتا ہے چنگ و رباب

طرف علم موسیقی کے سب رجوع　نئے رنگ سے راگ کا ہے وقوع　خدا ساز ہوتا ہے سامان طوع　کرون نغمۂ تہنیت کو شروع

کہ ایک نیک اختر کا ہے طلوع

رہا برج حمل مین مگر　منازل کو طے کرتا تہا بیشتر　بدر آیا وہ بدر کامل ادہر　گئے نو مہینے جب اوسپر گذر

ہوا گہر مین شہ کے تولد پسر

ہر اک دام الفت مین قید اہوا　جہان حسن پر اوسکے صید اہوا　وہ اک نور تہا جو ہویدا ہوا　عجب صاحب حسن پیدا ہوا

جسے مہر و مہ دیکھہ شیدا ہوا

چمک اوسکی صورت کی با آب و تاب　جھپکنے لگے دیدۂ ماہتاب　تجلی کو جب اوس سے ہوا اضطراب　نظر کو نہو حسن اوسکے پہ تاب

جسے دیکھہ بیتاب ہو آفتاب

جمال جہانتاب ہی سے بے نظیر　جبین غیرت روی بدر منیر　وہ نجم آپ تہا مہر ایسا منیر　ہوا وہ جو اس شکل سے دلپذیر

رکھا نام اوس کا شہ نے بے نظیر

محل مین غلو تہنیت کا ہوا　مبارک سلامت کا اک شور تہا　دعا کیلیئے ہاتھہ ہر اک نے اوٹھا　خواصون نے راجہ سرا کو بچھا

بہت نذر گذرانیان اور کہا

مبارک ثمر دار ہو یہہ درخت　مبارک اسے زندگی کا درخت　مبارک تجھے دن گئے تھے جو سخت　مبارک تجھے اے شہ نیک بخت

کہ پیدا ہوا وارث تاج و تخت

مبارک سرشت اور ہمایون شیم   کیومرث و جم اور فریدون توجم   فریدون توجم اور کیومرث و جم   سکندر نژاد اور دارا حشم
فلک مرتبت اور عطارد رقم

ہو جس جس زمین اوسکے چہاتی نگین   تو حکم ہووین کہین وہ نہین   شہان اقالیم سب ہا نشین چین   رہے اوسکی اقلیم زیر نگین
غلامی کرین اوسکی خاقان چین

ہوا شمع افروز شہ کو جو راز   ہوئے عیش و عشرت کے دروازے باز   نوید خوشی کا ہوا امتیاز   یہہ سنتے ہی مژدہ بچہا جانماز
گئے لا کے یہہ سجدے کرا سے بے نیاز

کرم تیرا بندہ پہ ہے بار بار   مناسب ہمین مجھ کو اور انکسار   تو مالک ہے اسے میرے پروردگار   تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار
نہو تجھسے مایوس امیدوار

وضو کرکے اپنا مصلے بچھا   ارادہ نفل کا مصمم ہوا   قیام و قعود اور سجدہ کیا   دوگانہ عوض شکر کا کر ادا
تنبیہ کیا شادی سے جشن کا

مبارک سلامت کے کر دلولے   در دولت شاہ پر سب چلے   صفین باندھ کر جلد حاضر ہوئے   وہ نذرین خواصون کی خوبی کی لے
اونہین خلعت و زر کا انعام دے

دیا حکم اونکو کہ دربار ہو   سب آراستہ شہر و بازار ہو   بجا لاؤ جو امر سرکار ہو   کہا جاؤ جو کچھ کہ درکار ہو
کہو خان سامان سے تیار ہو

امیرون سے تہا جو مناسب کہا   وزیرون سے ارشاد کیا ہوا   دبیرون کو فرمان کا حکم تہا   نقیبون کو بلوا کے یہہ کہدیا
کہ نقارخانے مین دو حکم جا

خوشی مین اوٹھین کرکے سب اہتمام   طرب عیش کے ہووین باہم کلام   ہر اک کا ممکن آج پہونچے پیام   کہ نوبت خوشی کی بجاوین تمام
خبر سنکے یہہ شاد ہون خاص و عام

لا حکم سرکاری دوڑے سبہی   کہا آئی نوبت تمہاری اجی   نہین دیہونس تعمیل ہوئی ابہی   یہہ مژدہ جو پہونچا تو نقارچی
لگا ہر طرف بادلہ اور زری

ت اہل تہا تیاری مین اونکو جب   خبر گوش زد ہوگئی اونکے جب   تو سامان کر ٹہیک بیٹھے وہ اب   بنا ٹہاٹہہ نقارخانہ کا سب
مہیا کرا سباب عیش و طرب

درستی کو سامان کی تاک جہانک   نفیری و قرنا مین دم پہونکہ پہانک   بڑے عیش و عشرت کے وقت نے آنک   ستارون کو بانات پر زر کے ٹانک
شتابی سے نقارون کو سینک سانک

جو نوبت کے سیانے تہے اونمین فرد   درست اپنا کر ساز و برگ نوا   دوزانو سنبہل بیٹہہ اور ہاتہہ اوٹہا   دیا چوب کو پہلے بم سے ملا
لگی پہیلنے ہر طرف کو صدا

ہوا اے اوڑہی ہمت گردون دون   اوڑے بستی والون کے صبر و سکون   سبے میراث نکاڑ زمانے مین یون   کہا زیر نے بم سے بہر شگون
کہ دون دون دون خوشی کی ہر کون دون

نکلا ایک نشان بندگی نوبت جھڑا   ہر اک وکی کو با کہلی گلچھڑی   چلا سنتہ ایک گرد چھڑی   بجی شادیانی جو وہان او سکہ بتہ

ہوئی گرد پیش آ کہ خلقت کھڑی

نظر آئی کیا قدرت کارساز   کہ ہاتھی اور بڑ ناکہ آئے وہ بڑہ   سے سنبہل کہ کے آ پہنچے اتفاق   بہم ملکے بیٹھے جو شہنا نواز

بنا مشتہ سے جو دہری لگا اوسی ساز

وہ جاسے پہن طرز معقول کے   وہ وہ یاد معقول کو بہول کے   گہری پہن ناخون پہ پہول کے   سرون پر وہ مقرنچ پہول کے

خوشی سے ہوئے گال گل پہول کے

وہ گانے بجانے لگے آپ ہی   تو مخلوط خوش اور خوش آئی خوشی   ترہی دالی گا یکنگی ٹہمری ہی   لگے یعنی اچین خوشی کی نئی

اٹہانا لگا بجنے وہان اوسگھڑی

دکھاتے تہے نقارچی اپنے گن   تہی ڈنکے کی چوٹ اونکی ہر بیچ دہن   تو سن سنکے سب سننے والے تہے سن   مگر وہین نوبت کی شہنا کی دہن

سگہڑ اسینو ا ادن کو کہتے تہے سن

لائے تہے آپسین سُر اور سم   اپچ لینا ہر اک سئے دم بدم   وہ نوبت کی نوبت بہم زیر وبم   ترہی اور قرنای شادی کی دم

لگے بہرنے سیپ اور کہرجین بہم

ادہر اک طرف کو جلا جسل نوا   خوشی ہوتی تہی دل مین ہر دم سوا   وہ تہی جہانجہ مین اپنی سرتاپا   سنی جہانجہ نے جو خوشی کی نوا

تہرکنے لگا تالیون کو بجا ۔

گیا رنج اور دل کو راحت ہوئی   خوشی آئی غم سے فراغت ہوئی   عجب لطف کی پہر تو صحبت ہوئی   نئے سرسے عالم کو عشرت ہوئی

کہ لڑکے کے ہونیکی نوبت ہوئی

امیر و وزیر اور ملازم تمام   گہرون سے چلے اپنے سب لا کلام   کہین پالکی اور کہین تامجام   محل سے لگا تا بدیوان عام

عجب طرح کا اک ہوا اژدہام

مراتب مین تہے جو کہ خورد و کبیر   سن و سال مین جتنے برنا و پیر   روپے اشرفی اور جواہر کثیر   چلے لیکے نذرین امیر و کبیر

لگے کہینچنے زر کے تودے فقیر

سواری مین آیا کوئی پانون پیادہ   لگا خوب ہی اس کہانین داون   تہ چتر زر بیٹہہ کر ٹہنڈی چہانون   دئے شاہ نے شاہزادے کے نانون

مشایخ کو اور پیرزادون کو گانون

کہلے حکم شہ سے خزانون کے در   بلائے گئے لینے والے ادہر   علی قدر رتبہ دیا سوچ کر   امیرون کو جاگیر لشکر کو زر

وزیرون کو الماس و لعل و گہر

کسیکو کہین زر کے توڑے دئے   نہ کہئے کہ بہتون کو تہوڑے دئے   جو مفلس تہے اونکو بہوڑے دئے   خواصون کو خوجون کو جوڑے دئے

پیادے جو تہے اونکو گہوڑے دئے

نہین کچہہ سخاوت کا حد و شمار   حساب اوسکا ہو جو ہو پایان کار   دبیر فلک کہہ رہا ہے پکار   خوشی مین کیا یان تلک زر نثار

جسے ایک دینا تہا بخشے ہزار

ہوئی اسقدر جب خوشی کی رسوم   سحر سے چلے اہل شام اور روم   تہی داد و دہش اس خوشی مین عموم   کیا بہانڈ اور بہگتیون نے ہجوم

ہوئی آج آج مبارک کی دہوم

بہم جتنے تہے مرد ہر اک خاص عام   دربشا نا پر سو کا تہا ازدہام   زچہ بچے کی خیر دامن کو تہام   لگا کھینچنے جو نہ پڑتی تمام

کہانتک میں لون ہر ایک کار و نکا نام

بہت خوش گلو نازاعجاز کے   گوئے بڑی اپنی انداز کے   نکیسا کے اوستاد ہمراز کے   جہانتک کہ سازندے تہے ساز کے

دہنی سپت کے اور آواز کے

کچھ یار مدپر رہا اعتبار   کچھ تان سین اور نایک ہزار   غرض سبکے سب جمع باندہی قطار   جہانتک کہ تہے گایک اور ٹیپ کار

لگے گانے اور ناچنے ایک بار

مئی عیش سے مست تہے شیخ و شاب   بہار دنگارو شراب و کباب   ہے دنیا کے باجون کا یہان کیا حساب   لگے بجنے قانون و چنگ و رباب

بہا ہر طرف جوئی عشرت کا آب

ہوا بندہ گئی راگ اور رنگ کی   مزا دیتی تہی گٹکری سنگ کی   صفت کیا گلوئی خوش آہنگ کی   لگی تہاپ طبلون کی مردنگ کی

صدا اونچی ہونے لگی چنگ کی۔

لکہون دہر پتونکی خبر یکبیک   الاپتے تہین اور دہر پتونکی گہمک   ہر اک تہاپ پر رنگئی ہاتہ تہک   گئی طبلون کی آسمان پر گمک

اوٹہا گنبد چرخ سارا دہمک

سبہون کا وہ باہم عجب اختلاط   ہر اک سے ہر اک کا نیا ارتباط ۔   بہلے اور برے کی تہی احتیاط   خوشی کی غرض ہر طرف تہی بساط

لگے ناچنے اوسپہ اہل نشاط

وہ موئی کمر تہی لچکتے ہوئے   وہ موتی کی بالی لٹکتی ہوئی   وہ انگیا کی بیٹی دمکتی ہوئی   وہ بالون کے گہنگرو جہنکتے ہوئے

کناری کے جوڑے جھپکتے ہوئے

وہ پتون کے موتی عجب شان مین   وہ سر کی سماوے سے نہ امکان مین   وہ بالے نئے آن مین بانکپن   وہ بالے چمکتے ہوئے کان مین

پہڑکنا وہ ننہنی کا ہر آن مین

بتانیکی خاطر نئے تہے نکات   وہ کہونگہٹ وہ پٹہ کا فقط نکی بات   وہ پاؤنکی ٹہوکر بتانیکی گہات   وہ گہٹنا وہ بڑہنا اداؤنکے سات

دکہانا وہ رکہہ رکہہ کو چہاتی پہ ہات

کبہی دیدبازون کو بس ٹالنا   کبہی بات کو ناز سے پالنا   کبہی تیغ غمزہ کہین ڈہالنا   کبہی دل کو پاؤن سے مل ڈالنا

نظر سے کبہی دیکہنا بہالنا

نئے نازواندازو آن و ادا ۔   کسیکو کبہی ہنسکے لینا بلا   کسی دل کو لے لینا آنکہین لڑا   دکہانا کبہی اپنی چہب مسکرا ۔

کبہی آپ انگیا کو لینا چہپا

کسیکی حمایل مین لعل یمن   کسیکی وہ نتہہ جسمین ہے عدن   کسیکی جہمکتی انگوٹہی کے فن   کسیکے چمکتے ہوئے نورتن

کسیکے وہ مکہڑے پہ نتہہ کی پہبن

وہ ہونٹہون کا لاکہا ہے یاقوت اگر   وہ ٹہری بہی ہے مسی کی نیلم مگر   وہ ماتہے کی افشان ستارے ہین پر   وہ دانتون کی مسی وہ گلبرگ تر

شفق مین عیان جیسے شام و سحر

ورق گل کا ہر اک نے نشان کا　　بنایا تا حسن لفظ عنوان کا　　الف سے ہوے حرف قرآن کا　　معما تمہ سے بیان دیکھ اوس آن کا
پڑے بیتن تا ب جیم گلستان کا

جو ہین چمن مین عروس آن بیان　　عجب طرح کی اونکی سرگرمیان　　ادہر سے ادہر پہرو یہان و وہان　　ددادائیان اور کھلائیان
پہرین سب طرف اونمین جلوہ کنان

ادہر اور ادہر پہرتیان گہوم گہوم　　مقابہ کی آئی ادہر کوئی تو ہم　　فراخ حوصلہ کوئی تہی کوئی شوم　　خواصونکا اور اونمین بونکا ہجوم
محل کی وہ چہلین وہ اسکی دہوم

کسیکے دوپٹہ مین پہولونکی باس　　تس اوپر ہوا عطر خس سے مساس　　لگا پٹہ کرتیمین ہے برق اسا　　تکلف کا پہنے ہوے سب لباس
رہین رات دن شاہزادیکے پاس

مبارک قدم کوئی مست شراب　　چنبیلی کی جنسن نسکے دیتی جواب　　ادہکی کوئی اور کوئی شتاب　　کوئی کیتکی اور کوئی گلاب
کوئی تہہ رتن اور کوئی ماہتاب

بہم عطر ململ کے اترانیان　　جو آپسمین وہ فرصتین پاتیان　　رگڑتی چلین چہاتی سے چہاتیان　　ادہر اور ادہر آتیان جاتیان
پہرین اپنے جوبن کو دکھلاتیان

کسیسے کہین کوئی میٹہی لڑے　　کوئی جوڑ کر ہاتھ پاون پڑے　　کوئی دل کسیکا چہڑے سے چہڑے　　بجائی پہر کوئی آکے کہڑے
کہین واہ واہ او کہین واہ چہڑے

کنوین سے کوئی مشکیان پہر کے لائے　　پہر کوئی آفتابہ اوٹہائے　　کوئی جا کی ندیا تنگی نہائے　　کوئی حوض مین جا کے غوطہ لگائے
کوئی نہر مین بیٹہی پاؤن ہلائے

کوئی اپنی آنکہین سے آئینہ لائے　　کسی سے کوئی اپنی چوٹی گندہائے　　کوئی اپنی آنکہون مین سرمہ لگائے　　مقابہ کوئی پہول مسی لگائے
لب تیر دہڑی کوئی بیٹہی جمائے

چنبیلی و چمپا و سنبل و ریحان　　وہ اوپر سیوتی شبو نرگس عیان　　گل و لالہ و نرگس و ارغوان　　ہوا اون گلون سے دو بالا سمان
اوسی باغمین شاہزادہ سرور ہوا

جو تہے کام آغاز و انجام کے　　بجا لائے سب اوس دل آرام کے　　سر انجام تہے شیشہ و جام کے　　غرض لوگ تہے یہ جو ہر کام کے
سوا سطے اوسکے آرام کے

ہر اک روز تہیں آنا محبت کے ساتہ　　محبت نہایت مروت کے ساتہ　　مروت محبت عنایت کے ساتہ　　پالا جب وہ اوس ناز و نعمت کے ساتہ
پدر اور مادر کی شفقت کے ساتہ

سبق خوان جامہ سے محجوبی زبان　　کتاب معانی کا قصہ روان　　ادیب اور استاد حاضر ہین ہان　　ہوئی اوسکے مکتب کی شادی عیان
بندہا پہر اونمین شادیونکا سمان

اتالیق منشی معلم عجیب　　ادیب اور ملا و حافظ نجیب　　ملے فیلسوف اور طبیب　　معلم اتالیق منشی ادیب
ہر اک فن سکہانے کے اوستاد قریب

ہوا آکے مکتب مین اک اژدہام　　دبیر و امیر و وزیر و غلام　　کہ بسم اللہ بسم اللہ سے ہو مدام　　کیا قاعدے سے شروع کلام

نکالن کا ہو ہر طرف اہتمام ہر اک سمت خلقت کا انبوہ عام ہوا تہا ابہی مہر گردون تمام کہا شہ نے بلوا نقیبونکو شام
کہ صبح ان سبہی حاضر ہون خاص و عام

جو غافل ہو خادم وہ ہوشیار ہو بجالائے جو حکم سرکار ہو سحر گاہ کل عام دربار ہو سواری تکلف سے تیار ہو
مہیا کرین جو کہ درکار ہو

دوکانونمین بچھائین چینی پرند قلمکار گلزار ڈالین کمند کرین جسکو اہل جلاب پسند کرین شہر کو ملکے آئینہ بند
سواری کا ہو لطف جس سے دو چند

ہی کار پرداز امیر و وزیر وضیع و شریف و کبیر و صغیر منادی کرے شکوہ بہ منیر رعیت کے تو خوش ہون صغیر و کبیر
کہ نکلیگا کل شہر مین بے نظیر

امیرونکی تیاریان جا بجا واہ غریبونکی خوشیان کہ شاد آئے شاہ ہوئی ہر طرح آراستہ بارگاہ یہہ فرما محل مین گئے بادشاہ
نقیبون نے سن حکم لی اپنی راہ

ستارے فلک کا سنو تم حساب کہ انجم ہی شکل نقل و کباب لگا دور چلنے پیالے شتاب ہوئی شب لبالب تہی جام شراب
گیا سجدۂ شکر مین آفتاب

لگا عیش کی کثرتین گہر بگہر تجلی کی تہی روشنی در بدر ادہر شام تہی صبح آئی ادہر خوشی مین گئی جلد جو شب گذر
ہوئی سانحہ نمایان سحر

در گنج عشرت کی تہی کلید کہ دم بہر مین بس ہو گئی آپدید عجب شب تہی فرخنگی گو یا پدید عجب شب تہی وہ جون سحر سفید
عجب روز تہا مثل روز امید

کواکب کی مجلس اوٹھی ہے حساب لپٹی گئی کہکشانکی طناب منازل کو طے کرکے بعد اضطراب آگیا مژدہ صبح لی ماہتاب
اوٹھا سو سے آنکہو کہولتا شتاب

خدا سو ذرا عام بات اسبع زمرد کی جو کی کو تسبیح دے اٹھو ہاتہ مین آفتاب لے کولو کہا شاہ نے اپنی فرزند کو
کہ بابا نہا دہو کے تیار ہو

سیلان جا نظر زمین رسا کا واسطے غسل شاہد مضمون کے اور دہل دہلا کر پاک صاف ہونا ساتہہ لباس موزون کے

سبک ہر شب و فراز زمان سفیدی سیاہی کو سوجے میان بلندی کو پستی کریو دہیان پلا آتشین آب پیر مغان
کہ بہولے نہ مجہے گرم و سرد جہان

جو خاطر میری ہے تجھی فرض عین   نکر سے کو دنیہ میں تو شور وشین   صفا کرکے کشمر کو دو چار دین   اگر چاہتا ہے کہ سر دل کو چین
نہ دنیا وہ ساغر جو ہو قلتین

بھو دین صراحی کو کرکے [illegible]   ذرا ساغر ماہ کو دو سے حلا   جو ہو جائین یہ ظرف بالکل صفا   کدورت سے میرے دلکی دہو ساقیا
ذرا شستہ ہو سبکو دہو دہیا کے لا

یہ بیلان خاطر صفا دل پذیر   ہدایت بہ شہزادہ ہوئی حاضر صغیر وکبیر   در غسل خانہ پہ آئے امیر   کہ سرگرم حمام ہو بے نظیر
گیا ہے نہانے کو بدر منیر

خیال آیا کیا طبع حمام میں   کہ عنقا پھنسا آنکے دام میں   تھے خدام مشغول ہر کام میں   ہوا جبکہ داخل وہ حمام میں
عرق آگیا اوسکے اندام میں

کدورت جو بدن کی گئی ساری پل   اور آب گہر جسم پر آیا ڈھل   مسام بدن سب گئے اوسکے کہل   تن نازنین نم ہوا اوسکا کل
کہ جسطرح قطرہ شبنم میں گل

کہا کہنے آفتابہ کہان   تو خدمتمین کیوان نے باندہی میان   اوٹھا لو پانی سمویا وہان   پرستار باندہے ہوئے لنگیان
وہ بھیر سے طاس لیکر وہان

بدن سے بہی گل کے تہا نازک وہ تن   نہاتے مین وہ جاتا تہا جسکہ تن   بہم ہوگئے آپسمین سب مردوزن   لگے ملنے اوس گلبدن کا بدن
ہوا دیکھا آب سے وہ چمن

لگی ہے اودہر عرق جسم فلک   دمک سے بدن کی جھپکتی پلک   بدن تھا مصفا گریبان تلک   نہاتے میں یعنی بدن کی دمک
برسنے مین بجلی کی جیسے چمک

بدن دہل دہلا کر بنا جون [illegible]   ٹپکتا تہا عنبر سے آب گہر   وہ ترتی تہی بازو کی مچھلی مگر   لبون پر جو پانی پڑا سر بسر
نظر آئے جیسے وہ گلبرگ تر

وہ کاکل وہ عارض گہ یاد روم و زنگ   گل چاندنی ایک آبنوس   ڈھلک کر جبین سے گیا ایک کوس   ہوا قطرہ آب یعنی چشم بوس
کہے تو پری جیسے نرگس پہ اوس

نہانے لگا وہ سرافراز حسن   عیان اوس سے ہونے لگا ناز حسن   لگا سر اوڑنے وہان باز حسن   لگا ہونے ظاہر جو اعجاز حسن
ٹپکنے لگا اوس سے انداز حسن

وہ ماہ منیر اور وہ آب کثیر   وہ آب کثیر اور وہ ماہ منیر   تھے دو چاند گویا صغیر وکبیر   گیا جو ضمین حوض بے نظیر
پڑا آب مین عکس بدر منیر

وہ برق جبین اور وہ موئے بسر   وہ دندان کے گوہر وہ کاکل ادہر   وہ خورشید عارض وہ خط سبز تر   وہ گورا بدن اور وہ بال اوسکے تر
کہے تو کہ ساون کی شام و سحر

وہ ہیرے کی اک لوسی تھی تیز تیز   کرے اوس سے کیا انجم ثاقب گریز   زبان تجلی ہے سرمہ زد   بہر نیم   زمین پر سبک سوختہ نوخیز
ہوا جب وہ فوارہ سان آبریز

عقیق یمن نے لیا رنگ پا   حنا سر بسر کو وہ جم رنگ پا   نہ ہو کیونکہ نمدار اوسکے پا رنگ پا   ترکیے لیے ہاتھ مین سنگ پا

کیا خادموں نے جو آہنگ پا

ہنسا کھل کھلا کر وہ گُل نو بہا   دہن غنچہ تھا گُل کی مانند یا   پیا پر اپنے باندھی قطار   لگے ملنے ہنس ہنس کے سب ایک بار

لیا کھینچ پاؤں کو بے اختیار

عجب عالم اوس نازنین پر ہوا   یہ بعد قِران اب قرین ہوا   کھلا نکا بیان اور کھن پر ہوا   منقش وہ نقش ایک جبین پر ہوا

اثر گرد یکا جبین پر ہوا

ہنسا اسطرح سے کہ سب ہنس پڑے   ادا اوس ہنسی کی تو میں جو چڑھے   ہم ستہ خدمتو نمیں اٹھے   وہ تھے گرد پیش اوسکے جیسے کھڑے

ہنسی سے قربان چھوٹے

دعائیں وہ دینے لگے بے اختیار   اوٹھا ہاتھ اور جوڑ کر انکسار   بصف اپنی باندھی قطار   وہ تھی جتنی وہاں ایک سے تا ہزار

کہا خوش رکھے تجھکو پروردگار

کہ تیری خوشی ہی ہے سبکی خوشی   تو خوش ہے کہ یہ ہی ربکی خوشی   جو جسکی خوشی وہ ہے اسکی خوشی   ہے انکی خوشی اور جسکی خوشی

مبارک تجھے روز و شب کی خوشی

تہ او کبھی تیری خاطر ملیل   خدا کی طرف سے مقصود و سبیل   طرب عیش و عشرت ہم خیل خیل   خوشی در خوشی ہے بہ تفصیل ذیل

چمکتا ہے اس فلک کا سہیل

کیا غسل جب اس لطافت کے سات   نہانے سے پائی سراسر نجات   ملی سب بدن کی کدورت تھی بات   وہ پانی جو تھا رشک آب حیات

اثر پا کھیل ائے اوسکے ہاتھوں ہات

نہا دھو کے نکلا وہ گل اسطرح   کھو کے سے باطن کی اب طرح   لگی دیکھنے اوسکی نرگس طرح   نکل چاندنی گنگئی پس طرح

کہ بادل سے نکلے ہے مہ جسطرح

غرض شاہزادیکو نہلا دہلا   بدن کو ہوئی اور ہی اک جلا   وہ گویا ہوا تنکہ اک نور کا   بدن صاف جس پارچہ سے کیا

دیا خلعت فاخرانہ پنہا

جواہر سراسر پنہایا اوسے   تکلف کا انداز بہایا اوسے   پلنگ پر بخوبی بٹھایا اوسے   درستی کا جوہر دکھایا اوسے

جواہر کا دریا بنایا اوسے

تھی شکل اور کلغی اور لعل تن   وہ ہیرے کے گہنے نے چمکایا تن   وہ تعویذ یاقوت کے سو چمن   زمرد کی ہیکل کی دولی سمن

عدد ایک سے ایک زیب بدن

مرصع کا سر پیچ جوں تیغ آب   سکھر نہایت سے مثل حباب   جواہر جڑا اوسمیں با انتخاب   وہ تاج مکلل بصد آب و تاب

منور بشکل رخ آفتاب

تجلی کا تن پر عجب تھا ظہور   کوئی کوہ طور اور کوئی کوہ نور   تجلی جواہر سے کرتی عبور   وہ اکسیر اوسکا تھا گویا کہ طور

کہ ایک ایک عدد اوسکا تھا کوہ طور

وہ آراستہ اسطرح جب ہوا   پہن خلعت فاخرانہ ذرا   جواہر ہی سر بسر نا بہ پا   جواہر سے جو ہر ہی آگے ملا

تو جوں سرو نو خاستہ اب جلا

نکل گھر سے جس دم ہوا وہ سوار عجب پیدلوں کی تھی پیچھے بہار چپ و راست اسوار رو بکار تھی آگے کو اک اردلی کی قطار
گئے خوان گوہر کے اوپر نثار

نقیبوں کا سواری کا وہ سجا ہجوم تلاطم میں تھے سب خصوص و عموم ادب قاعدوں کی ادا کی رسوم کوئی داہنے آتا کوئی بائیں گھوم
ہوا جبکہ ڈنکا پڑی سب میں دھوم

برابر برابر کھڑے تھے سوار تماشائی تھے سو سے لے تا ہزار نہ ہو سکتا تھا فوج ہی کا شمار نظر کا بھی ہوتا نہ تھا واں گذار
ہزاروں ہی تھی ہاتھیوں کی قطار

سنہری روپہلی وہ عماریاں وہ پیکوں کی گھوڑوں پہ گلکاریاں رتھوں بگھیوں کی وہ تیاریاں وہ گھوڑوں کی تیار اسواریاں
شتر و خروں کی تھی طرحداریاں

چمکتے ہوئے بادلوں کے نشان وہ زربفت کی جگمگی چھتریاں وہ دھوسوں کی ہوتی صدا الاماں پھریروں کی تابش تھی اک برق ساں
سواروں کی غٹ اور بالوں کی شان

ہزاروں ہی اطراف میں پالکی نئے طرز کی اور نئی چال کی زمیں پر سخت پامال کی یہ گھوڑوں کی ٹاپوں نے دھمال کی
جھالروں کی جھلمکی نالکی

کہاروں کی زربفت کی کرتیاں رہ شمع سواروں کی کہانیاں جو نقش قدم کو تھیں پرتیاں روشوں کی نئی اونکی وہ سرتیاں
پہر اونکی ذلے پاؤں کی پہرتیاں

بندھی پگڑیاں تاش کی سر اوپر اک ایک کی وہ دوشالے لپٹی کمر وہ کمخواب کے شوخ نکمیں اوپر وہ کتنے مخمل کی گدی کا گہر
چکا چوند میں جس سے آئے نظر

وہ ہاتھوں میں نیمچے ٹوٹکڑے بباطن تھے نرم اور بظاہر کڑے وہ تیغے پچھاڑے لیک جگنو جڑے گلوں میں تبیغے لو ٹڑے پچھاڑے
جھلک جنکی ہر سر قدم پر پڑے

وہ ماہی مراتب وہ تخت رواں یہاں سے وہاں اور وہاں سے وہاں بیاں بھی کروں پر ادا ہو کہاں جلو داریوں کا کروں کیا بیاں
وہ نوبت کے دولہے کا جیسے سماں

وہ شہنائیوں کی صدا خوشنما وہ کانوں میں قرنا کی آتی ندا نوا جا بجا کی عجب واہ واہ وہ نقاروں کی جا بجا کی نوا
سہانی وہ نوبت کی ویسی صدا

وہ آہستہ گھوڑوں پہ نقارچی وہ ہاتھوں میں چوبیں سنہری بھی کہ تھیں جس سے دہ دل نیکر شدی عجب جو بیان تحفہ نقاروں کی
قدم با قدم بالباس زری

بجا ہوئے شادیانے تمام غرض اس طرح بصد احترام خوشی کی صدا آسمیں خاص و عام تھا ڈنکوں کی ضربوں کا کیا اہتمام
چلے آگے آگے وہ دست و کام

سوار و پیادہ صغیر و کبیر رذیل و شریف و قلیل و کثیر کبیر و صغیر اور برنا و پیر تماشے کو خلقت کبیر و صغیر
جلو میں تمامی امیر و وزیر

وہ مندریں کہ جس سے تھیں چھائیاں ارکین اور راجہ و رانیاں وہ سب بانیاں سب نے اچھائیاں دکھانے لگے اپنی سب بانیاں

ہجوم اسقدر خلق کا اژدہام | سوار ہوا جب وہ نظر خاص و عام | اسی طرح قلعہ میں پہنچے بصد احترام | نظر جسکو آیا وہ ماہ تمام
کیا اوسنے جھک کر اوسکو سلام

خوشی جو میں ہوئے کی جب نگاہ | زبان سے کہا مرحبا واہ واہ | اوٹھا کر کے ہاتھ کو سب نے خدا خواہ | دعا شاہ کو دی کہ بار الٰہ
سدا یہ سلامت رہیں مہر و ماہ

پلے اسکے سایہ مین یا کردگار | نہال اسکا ہووے سدا باردار | ثریا مقام اور کیوان شعار | یہ نوشہ تخت اسقدر ہے شہریار
کہ روشن ہے شہر پر یہ دگار

عنان سمند قلم پھیر دو | نہ دو طول میدان کو طے کرو | دکھاتی ہوئے سیر کو سو بسو | غرض شہر کے باہر اک سمت کو
کوئی باغ تھا شاہ کا اوس مین جو

یہاں اور وہاں اور ادہر اور اودہر | ہر اک سمت پھر کر پس اور پیش پر | چلے شہ ہوئے دولتسرا ایک گھر | عنایت کو دکھلا کے اپنا اثر
گھڑی چار تک خوب ہی سیر کر

اوسی آن و انداز سے ہوشیار | اوسی شوکت و شان سے بردبار | اوسی فوج اور یونہی تجملدار | اوسی کثرت فوج سے ہو سوار
پھر اس شہر کی سمت کو شہریار

تماشائی پھر کر اپنے گھر گئے | روانہ ہوئے لوگ کھولی کمر | رہے آدمی کچھ در شاہ پر | سواری کے ہمراہ پہنچا گئی فوج ادہر
گئے اپنی منزل میں شمس و قمر

در آئے ہو محل میں بے جنجال | چلے لینے اہل محل لگے دل | خوشی سے ہر اک اپنی جگہ میں سنبھل | جہانتک کہ تھے خادمان محل
خوشی سے وہ ڈیوڑھی پر آئے نکل

کوئی اوڑھے چادر کوئی اوڑھے شال | کوئی آنچل ہی پہ رومال ڈال | کسی نے لیا اپنا دامن سنبھال | قدم آگے جو بڑھے باہر نکال
لیا سب نے آئینہ احوال حال

کسی کا لگا موتیوں ہی پہ وار | کسی نے جواہر دیا اوس پہ وار | خوش آئی جو بیگم کو شہ کی بہار | بلائیں لگے لینے بے اختیار
کیا جسکو بیگمات نے نثار

ہوا باغ یکسر محل اور مکان | کھلے تھے گل و لالہ و ارغوان | بنا صحن خانہ سبھی بوستان | گیا جب محل میں وہ خسروان
بندھا ناچ اور راگ کا پھر سمان

وہ سادہ پہ بیٹھا تھا چالاک وہ | نظر سب طرف کرتا بیباک وہ | خوشی کی بندھی تھی عجب ہاک وہ | پھر اتنک پہنچی جو شاک وہ
رہا ساتھ سب کے طربناک وہ

زمانے کی دیکھتی تھی رسم و رہ | خبر گرم تھی سرد کی گاہ و گہ | خبر نیک و بد کی نہ تھی واہ وہ | قضا را وہ شب تھی شب چار دہ
پڑا جلوہ لیتا تھا ہر سمت مہ

طرب عیش کا ہر طرف تھا وفور | کنیز و غلامان تھے غلمان و حور | نظر میں جنت تھی قصر بہتر قصور | نظارے سے تھا دل کو سرور
عجب عالم نور کا تھا ظہور

ہر انجم تھا مہتاب کی بات کا | کواکب ہر اک گوہر کی تاب کا | کوئی نام میں خیال آگیا خواب کا | عجب لطف تھا سیر مہتاب کا

لگے تو کہ دریا تھا سیماب کا

ستارہ تھا خورشید ساں آبدار ہر اک نجم تا شمس تھا برقرار اسی لطف میں جی تھا ہے اضطیار ہوا شاہزادے کا دل بیقرار
یہ دیکھی جو وہاں چاندنی کی بہار

کوئی دم میں گر دوبیں لگتا ہے رنگ لگے شیشۂ عیش کے دل میں سنگ یکایک اُڑے پھر آئی جیسے امنگ کچھ آئی جو اوس کے دل میں ترنگ
کہا آج کوٹھے پہ بچھے پلنگ

بھلی سوجھی دل میں نہ آئی بُری کہی شاہزادے نے جو وہ سنی جو آپے پہ کی خبر کچھ نہ تھی خواصوں نے جا شاہ سے عرض کی
کہ شہزادے کی آج یوں ہے خوشی

جو آغاز میں سوچ انجام کا کرے آدمی تو برے کام کا نہیں خوف کچھ دورِ ایّام کا ارادہ ہے کوٹھے کے آرام کا
کہ بھایا ہے عالم لب بام کا

خلل کا زمانہ گیا کیا بدل طرب عیش اور لطف کا تھا محل نہ سمجھا کہ وہ ہے جہاں لایزل کہا شہ نے اس میں کوئی دن خلل
اگر یوں ہے مرضی تو کیا ہے خلل

ولیکن سبھی ملکے تیار رہوں نہ غافل ہیں خوب ہشیار ہو ہر اک شغل میں اپنے بیدار رہوں پر اتنا ہی اوس سے خبردار رہوں
خبر لیتی ہر چوکی کی وہ بیدار رہوں

رہیں جاگتی تا کہ وہ رشکِ جم سرہانے سبھی ملکے بیٹھیں بہم رہیں داہنے بائیں ہر ایک شخص کم لب بام پر جب وہ سووے صنم
کریں سورۂ نور کو اوس پہ دم

نگہبان وہاں حق تعالیٰ رہے پہ ہوشیار ہر آنے والا رہے خبر دمبدم بالا بالا رہے تمہارا میر ابول بالا رہے
یہ اس گھر کا قائم اوجالا رہے

جب آرام میں پیر بالا رہے نگہبان ہر اک زیر و بالا رہے سدا بول بالا کا بالا رہے تمہارا میر ابول بالا رہے
یہ اس گھر کا قائم اوجالا رہے

ہوئی شہ سے باہم یہ گفت و شنید کہ ہے نیک وقت اور ساعت سعید سنا حکم جب سے قریب و بعید کہا سب خواصوں نے حق سے امید
یہی ہے کہ ہم بھی رہیں رو سفید

ادا مجرا کر کے درگاہ کا اوٹھا پیچ باہم بہت راہ کا چلیں ساتھ دیتے ہمراہ کا پھریں حکم لیکر وہ شاہنشاہ کا
بچھونا وہاں پر کیا ماہ کا

ہوا جو وہ غافل اس احوال کا نہ واقف تھا غفلت کے احوال کا یہ پردا پڑا ہو لکی چال کا قضا را وہ دن تھا اوسی سال کا
غلط وہم ماضی میں تھا حال کا

جو لکھا ہے تقدیر میں آ سلیم ادبی پیر آدمی مستقیم جو ہے ہونے والی وہی ہو ندیم سخن مع لو یکا یہ سچ ہی قدیم
کر آگے قضا کے سو احمق حکیم

زمانے کے ایسے ہیں کچھ ایچ پیچ ہے تدبیر تقدیر کے آگے ہیچ بچا تا کہ کیجا ہے گا بڑھ کے پیچ ہر اک اپنی پیرہ عیش بیچ
نہ سمجھے نہ نکلی نہ کچھ ایچ پیچ

نہ انجام سوچا نہ آغاز غور خیالات آتی رہے اور اور زمانہ کرے کیا خدا جانے جور یہہ جانا کہ یون ہی بنگا دور
نہ سمجھے زمانہ کا ہی اور طور

کبھی جام ہی دے کبھی سعد سنگ فراخی کو کر دے اور گاہ تنگ جو دانا ہو سمجھیگا وہ اسکے ڈھنگ کہ اس بیوفا کی نئی ہے ترنگ
یہہ گرگٹ بدلتا ہے ہر دم مین رنگ

شہنشاہ عالم بگی نام بخت غبار فنا دے سر انجام بخت کرا تلخی موت در کام بخت کر ابادۂ عیش در جام بخت
کہ ہر فرق صبحش نہ صد شام بخت

خبر ہے یہہ مشہور ہر شہر شہر جلاتا ہے یہہ دہر بس دہر دہر ہے اندک اگر مہر بسیار قہر نہ داری تعجب ز نیرنگ دہر
کہ آمیزد ایں بخت تریاک و زہر

ارتفاع خواب غفلت بخت خفتہ شاہد مضمون والا کا اور بلند پروازی پری کی ہوائے تعشق بینظیر مین اور اوڑا لے جانا معہ پلنگ پرستان مین اور آراستہ کرنا مکان اعلی کا بیدار ہونا چوکیدارونکا بیقرار ہونا یارون کا

دو سیکدہ صبحدم کھول کر تو صاف سے شیشہ قرابہ بھر بہت جلد تر اور بہت جلد تر شتابی سے اوٹھ ساقی سیمبر
کہ چارون طرف ہا ئے جلوہ گر

تجلی مہتاب بالائے بام چمکتی ہے جسطرح سیم خام ذرا شیشہ کجکر کے اے بزم فام بلورین گلابی مین بھر دے جام
کہ آیا بلندی پہ ماہ تمام

کہان جسم ہمہ ہے گل اور کہان ہے چمن تڑپتے رہینگے سدا یار بن یہہ اتنی بھی صحبت غنیمت ہے گن جوانی کہان اور کہان پھر یہہ سن
مثل ہے کہ ہے چاندنی چار دن

مے اسکیدہ جو دل سیر ہے مگر کہتے تقدیر کا پھیر ہے پلک کی جھپک مین زبر زیر ہے اگر سیکی دینی مین کچھ دیر ہے
تو پھر جانیو یہہ کہ اندھیر ہے

طلا کار کیسہ سینا ثانہ تنگ وہ پایہ کرسی کہ ہا ئی سنگ چمکتا ہوا برق سا بید رنگ وہ سونیکا جو تھا جام اور ملنگ
کہ جسمین تھے تینونکے چسپان امنگ

پری کا مضمون بے نظیر رشک بدر منیر کو اوڑا لے جانا پرستان مین اور ادراک معانی اس عبارت سے شیرازۂ نسخۂ صبر پارہ کرنا والدین بے نظیر کا آن آن مین

ہوئی بزم برہم خرابہ خراب یہ پلٹا ہے کیا دور گردون شتاب تو اب کوڑی کوڑی بکا کر کے جتا شتابی مجھے ساقیا دے شراب
کہ یہ حال سنکر ہوا دل کباب

قلم یکے چنگی مین اب جا کیا ان لگی کہنے بس اے رہی داستان ہوا صفحۂ کاغذین رواں یہانتک تو قصہ مین چھوڑا یہان
ذرا اب سنو غمزدون کا بیان

اوٹھا صفحۂ چرخ ظلم و ستم شب گور کی کر سیاہی بہم نیستان غم سے منگا کر قلم کرون حال ہجران زدون کا رقم
کہ گذرا جدائی سے کیا اونپہ غم

بہت خواب غفلت مین جو تھی پڑی ہین خیال ہوشیار ہوکا آیا نہین اسی عالم بیخودی سے وہین کھلی آنکھ جو ایک کی دایہ کی کھین
تو دیکھا کہ وہ شاہزادہ نہین

اوٹھی آنکھین ملکر کہا غور کر ذرا ہوش مین آنکر دیکھے تو مرا وہم ہے یا کہ سچ مچ ہے جو نہ ہے وہ پلنگ اور نہ وہ ماہرو
نہ وہ گل ہے اس جا نہ ہے اوسکی بو

یقین جب ہوا اور مٹا شبہہ بار تو ہونے لگی وہ بہت بیقرار لگی رونے آخر کو بس چیخ مار رہی دیکھ یہ حال حیران کار
کہ یہ کیا ہوا ہائے پروردگار

یہ اشکون کے موتی پرونے لگی نہایت ہی بیتاب ہونے لگی ہر اک جاگ ہوشیار ہونے لگی کوئی دیکھ یہ حال رونے لگی
کوئی غم سے جی اپنا کھونے لگی

جدا سب کا احوال تحریر ہو وہ تحریر جسمین تاثیر ہو کوئی بولی ہے یہ تقدیر ہو کوئی سر پہ رکھ ہاتھ دلگیر ہو
کوئی بیٹھی ماتم کی تصویر ہو

کسیکی جو آنکھ اس خبر کو لڑی جڑا جڑ لگی ضبط منھ کی جھڑی کوئی اوٹھتے اوٹھتے غش کر پڑی کوئی رکھکر زیر زنخدان چھڑی
رہی نرگس آسا نگہ پر کھڑی

کسیکے ہوا دلکو حد اضطراب تب غم سے دل تھا کسی کا کباب کوئی بیقراری سے تھی آب آب رہی کوئی اونگلی کو دانتون مین داب
کسی نے کہا گھر ہوا یہ خراب

درخت خزاں کی طرح کوئی ٹنڈ ہال کوئی شکل قمری کے بشکستہ بال پریشان پھری کوئی آشفتہ حال کسی نے دیے کھول سنبل سے بال
طمانچوں سے جوں گل کئی سرخ گال

بہ رو رو کے ہو آنسوؤں اور غل مچا لگیں کہنے باہم کہ اب کیجئے کیا تو ٹھہری یہی بات آخر پہر نہ بن آئی کچھ اور اس کے سوا
کہ سر کھولے یہ احوال اب شہ سے جا

خواصیں چلیں روتی باہم دگر کوئی ننگے پا اور کوئی ننگے سر کہا شاہ سے حال سب سر بسر سنی شہ نے القصہ جب یہ خبر
گرا خاک پر کہہ کے ہائے پسر

وہ بیخود غرض اک نفس رہ گئی پھڑک مثل مرغ قفس رہ گئی کہ گو وہ گو اپنی گس رہ گئی کلیجہ پکڑ ماں تو بس رہ گئی
کلی کی طرح سے بکس رہ گئی

ہوا غم سی پڑ آہ لب پر وہ دم جو یوں بیٹا ماں باپ کا گم رہے مصر و کنعاں تلک گھوم گھوم ہوا گم جو یوسف پڑی یہ دھوم
کیا خادمان محل نے ہجوم

ہر اک سے مخاطب ہوا بر ملا وہ جویا ہوا پرسش حال کا خواصوں نے خواجوں سے فرمایا آ کہا شہ نے یاں کا مجھے دو پتا
عزیزو جہاں میرا یوسف گیا

پریشان تھیں جمع ہو کر بہت منتوں سے وہ عجز کر تلاش تجسس میں باندھی کمر گئیں لیکے شہ کو سب بام پر
دکھایا کہ سوتا تھا یہاں سیمبر

زمیں سے گیا آسماں سے گیا یہاں سے گیا یا وہاں سے گیا کہوں کیا کہاں کو کہاں سے گیا یہی تھی جگہ وہ جہاں سے گیا
کہا ہائے بیٹا تو یہاں سے گیا

بتائی تھی رو رو صغیر و کبیر سو جانے تھے گو سب کبیر و صغیر مگر شاہ کی آہ سنے نفیر ہمیں نوجواں میں کدھر جاؤں پیر
نظر تو نہ آیا مجھے بے نظیر

ہمیں رو کے پر تو نہ رویا ہمیں کیا اپنا آخر کو جویا ہمیں تلاطم میں ڈالا ہی گویا ہمیں عجب بحر غم میں ڈبویا ہمیں
غرض جان سے تو نے کھویا ہمیں

کسی کے تھی جوں ابر آنسو رواں تڑپتا تھا جوں برق کوئی جواں ہر اک نالہ تھا صور کیسی اذاں کروں اوس قیامت کا کیا میں بیاں
ترقی میں ہر دم تھا شور و فغاں

کوئی اپنے جامے سے باہر ہوئی کوئی موم اندر ہی اندر ہوئی کوئی جان سے بیچ گر کر ہوئی لب بام کثرت سے یکسر ہوئی
تلے کی زمیں ساری اوپر ہوئی

ابھی نخل امید بونے گئے کہ پھر عیش و آرام کھونے گئے کچھ اک سو تو کچھ جاگ رونے لگے شب آدھی ہی وہ جس طرح سو گئی
رہی تھی جو باقی سو رو رو گئی

غرض نحس ساعت تھی بد داد وہ زباں پر میں لاؤں گا کیا بات وہ نئی وضع کی تھی اک آفات وہ عجب طرح کی تھی غضب رات وہ
قیامت کا دن تھا نہ تھی رات وہ

اٹھا کے گئے مہر تھا دل پہ پاک بندھی شور و غل سے گلی در تلک ستارہ سا صبح کا اب ہلاک سحر نے کیا جب گریباں چاک

دیہ پیر مردہ ہین آگئی یہ خزان کہ تہا نام جنکا گل و ارغوان خزانہ ہوا خالی ہوکر روان اچہلتے جو فوارے تہے پر زبان
گیا سب نکل اونکا تاب و توان

ہجوم و درد دل پہ اثر کر گئے جگر داغ ہوائی سے بہر بہر گئے برس کر پریشان دیدہ تر گئے قطرے پر جو کچھ اشک تہے جہڑ گئے
غرض برگ و بار و گل اڑ ہی پڑ گئے

جہپٹ بانیوالی کی دیکھی جو راہ سفیدی ہوئی شگوفے کی تباہ سیاہی ہوئی تیرگی کی گواہ ہوا حال چشمون کا بیحال تباہ
کیا زرد سیلی نے اپنا سیاہ

بہت گل کی یا بلبل نے ڈالی پکار نگاہ انکا اونکا گال جہن خار زار کیا سرخ بید ادہر پر بہار کہان وہ انکی اور کہیں آتش بہار
کہی دلون رہی اوپی دیا بار

منڈ ہیرون پہ طاؤس تہے جو سہر سپہ ہوگئی وہ بہت پر سے نکر گل کی کوک اور بلبل گئے نہ لگا ونکا عالم نہ وہ قمری
نہ وہ آیت ہین نہ سبزہ رہے

جہان عطر گلشن سے بہتا دماغ وہ باغ ابنا کرکے سون ہم یہان ہدہد کبک کے باد آ جہان رقص کرتے تہے طاؤس و زاغ
لگے بولنے اوس پہ شہپر و زاغ

نہ وہ قصر نگین نہ وہ نشستین مکان ہو گئے شہر سب کمین ہے نخل ماتم شہراب میں سہانی جو تہا مین جو دلچسپ
سو کیا ہو گداب جی لگی وہان کہین

جہکتے تہی زلفت کے سائبان ہوا وہ جہکتے ہوئے عطر دان نہ ہر مین دستے حسرت سیان منقش تہے ایوان جو رنگ کا ن
سب نخوت وہ جہان دیدہ جو چکان

طرب عیش و راحت خوشی وصل گئی سارا غم ہوگیا آ خجل چمن لالہ نسرین آلسپمن ل گلو غنچہ سے تہے کہلے انکے دل
سو وہ سب خزان سے تہی منفعل

کبودی بنایا ہے سوسن نے جہت شجر پارہ پارہ مین گل لخت لخت تماشا تہ ہوا شور بخت پڑا ماتم اس باغ مین بسکہ سخت
ہے نخل ماتم تمامی درخت

خزان سے جو گلشن کو پالا پڑا اکڑ کر رہا نخل ہر ایک کہڑا عجب شہر مخبر جہمین اڑا خزانکا علم دلمین جو تہا گڑا
جگر برگ گل کیطرح جہڑ پڑا

نہ پیچیدہ وہان عشق پیچان رہا نہ وہ نغمۂ عندلیبان رہا نہ سنبل نہ لالہ نہ ریحان رہا نہ غنچہ نہ گل نہ گلستان رہا
فقط دلمین اپنے ارمان رہا

امیر و اراکین رعیت سپاہ پریشان و حیران ہر ایک تہا سمجھ جی مین الجہی شہ کی راہ وزیرون نے دیکھا جو احوال شاہ
کہ ہوئی ہے ابسکی حالت تباہ

کہا امر حق مین اجار انہین حکومت نہین زور و کار انہین سو صاحب کے اختیار انہین کہا گو بدائی گوارا نہین
و لیکن جدائی سے چارا نہین

جگر دل ہے ہو سوز غم سے کباب رہی زندگانی مثل حباب کہا بادشہ کو یہ جاکر جناب نہین خوب اتنا نہین اضطراب

نصیبوں سے شاید ملے وہ شتاب

قضا و قدر حکم جبار دیتی ہے　کہاں دیکھو قرآن کہاں بعید ہے　مقید کا لیکن نہ بس کید ہے　خدا جانے اسمیں بھی کیا بھید ہے

یہ کہتے ہیں جتنے کہ امید ہے

کھلے کیونکہ جو راز مستور ہے　سمجھ کا بیان دور ہی دور ہے　امید اوس سے رکھنے کا دستور ہے　خدا کی خدائی تو مشہور ہے

غرض اوسکے نزدیک کیا دور ہے

کبھی صبح گاہاں کبھی وقت شام　سفیدی کبھی گہہ سیاہی ہے عام　زمانے کا ہے اسطرح انتظام　نہ لیکن ایک صورت پہ کوئی مدام

اوسیکی غرض ذات کو ہے قیام

تجسس میں ہیں ہٹے مگر عمر بھر　تفحص رہے گا ادہر اور ادہر　ہنو مستقل اب کمر باندہ کر　یہ کہہ اوسنے کو بٹھا تخت پر

بہر نوع رہنے لگے تیک گر

کمر باندہ کر تخت پر بیٹھ کر　روانہ کئی لوگ ادہر اور ادہر　دعائیں بھی کیں پر نہ پایا اثر　لٹایا بہت باپ نے مال و زر

ولیکن نہ پائی کچھ اوسکی خبر

طلسم کشائی آعجوبہ پرستان اور نوادری گل و ریحان دیو زاد مضامین کا بیان اور بعد و باس پرستان اور اوڑا لے جانا پری کا بینظیر کو اور رکھنا اپنے مکان میں اوس دلگیر کو

ختم ہی لگا دہن سے ذرا　اگر سست ہو جاؤں پیکر نشا　لگاؤں ذرا گم ہوئی کا پتا　مجھے دیکھے ہی کھوج اوسکا بتا

ذرا خضر رہ تو ہی بن ساقیا

چمن جار بن ہو گیا ہو بہو　پہری ناامید ہی جگہ آرزو　فضا تنگ گی پہر اک بجو　نہ پائی کہیں جان تو اوس گل کی بو

رہوں اب پرستان میں جستجو

پڑا کام دیون سے اکثر اوسے　دیا حکم پہنچاؤ اوڑ کر اوسے　تو دیون نے کندہے پہ دہر کر اوسے　اوڑی جب پری وہ لیکر اوسے

اوتارا پرستان کے اندر اوسے

وہ گل اوسکا دیتا تھا آتش کو داغ　گل آفتابی تھا وہاں کا چراغ　نہ پہنچے جہاں آدمی کا سراغ　وہاں ایک تھا سبزہ اوسکی باغ

کہ جسکے گلوں سے ہو تازہ دماغ

ہی وہ جا کہ گل اوسمیں انواع کے　نوا شبو و عنبر اوسمیں انواع کے　چمن پر پہل اوسمیں انواع کے　ریاحین و گل اوسمیں انواع کے

طلسمات کل اوسمین انوا عکے

عجب قطع کی وہان مکان یکدگر الگ اور ملی پیچکے بسر کر وہیں انکھین تو آئین نظر طلسمات کے سارے دیوار و در
نہ یہان کیسے کوٹھے نہ یہان کیسے گہر

قلمکار علوم ہوویں سلام قلم کا تو مطلق نہیں اوسمین کام نہ سب مکل منقر ہے عام مطلا منقش مشبک تمام
یہہ کیا ہو جو ہو وہ ہو بچا اوسمین تمام

وہ روپ اوپہ نکایک لخت ایسا آلو دکھائی کبھی ہین کبھی ہو ان لوح مشبک جھین چاک ہو جیسے سپو گری چھینکے وہاں اس لطافت سے ہے دسوہ
کہ زر دیکھا جن زعفرانی ہو روتے

تھے باہر سر انداز سے سارے گہر کشادہ نہایت تنگ تر نہ ڈھیہنے دیکھا نہ بنیکا سر نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر
نہ گرمی نہ سردی کا اونمین خطر

نہ بنیاد کا اونکی پایان وہان نہ دالان نہ دیوار و در کا نشان کبھی ہین نہین اور کبھی ہین وہان جدے اور ملے سب گلو نکے مکان
جہان چاہین بیجا کر رکھین وہان

اوڑہین ہوش دیکھ اونکو انسان نکے پرونکے پاچہرے حیوان کے نہین برق پر برق کی شان نکے درخشندہ ہر سقف دالان کے
ہو دار جیسے چراغان سے کے

زمرد کی مانند سب سبزہ زار ولیکن عقیق یمن کی بہار سفید و سیہ نیلم و ہیلوار زمین وہانکی ساری جواہر نگار
ادہر ہین چمن اور ہوا مین بہار

عجب طرحکی طشتری اور طباق تدرو اور طاوس ہین ہم ساق اگر شوق ہووے بصد طمطراق کسیکو ہو جس چیز کا اشتیاق
نظر آئے وہ چیز بالائے طاق

ہے بکبر نکی تن پر سر مرغ و مور کرین ہو رہے کبھی مانند شور طلائی تہی گنجشک سان گاؤ گور جواہر کے ذی روح وحش و طیور
خرامان پہرین سبھی ہین دور دور

اوڑین چیچ ہو کر پریشان ہو لڑین ملکے آپسمین حیران ہو چلین جیسے جن ہین سب بیجان ہو پہرین دنکو سارے وہ حیوان ہو
کرین انکو کام انسان ہو

چمکتے گھین مثل کوکب چراغ ہین پانی سے گاہی ملیب چراغ جڑین دست بستہ ہوا کو چراغ لگے ہر طرف گو سر شب چراغ
وہی دیکھو گوہر وہی شب چراغ

گرے تخم گاہی ثمر گاہ ڈہال گرے برگ شاخ گھر کلکی گاہے ہین خشک گاہے وہ چھال بنا ہوئے حال باہم نہال
گل و غنچہ سب وہانکے دور از خیال

کبھی گرگہرا گھوڑا کبھی پالکی کبھی تہہ کی صورت کبھی نالکی کبھی شکل ماہی کبھی جال کی صدا آپسے آپ گھڑیال کی
کبھی ناچ جلی ہو کبھی تال کی

طلسمات کا تہا عجب ماجرا کہ جو ہے کھلا بس وہی ہے ڈہکا لگی آپ کنڈی تو خود ہو وا رہے ہو وانکی حجر و بکا جو در کھلا
تو دنیا کی باجون کی آوے صدا!

لے آئی ہی تجکو قضا و قدر

تیرا گھر تھین جہان بیہ گگھر تھین وھان کیسی شام اور سویر تھین اجالا تھین وہ اندھیر تھین پر اب گھر بیہ تیرا ہی سیر تھین
یہ گھر گوکہ سیرا ہے تیسرا تھین

تیری چاہ نی یہ ہویدا کیا کہ تجھکو پرستان مین صید آکیا تیرے واسطے مین نے کید آکیا تیری عشق نی مجکو شیدا کیا
تیرا غم میرے دل مین پیدا کیا

تو سوتا تہا کوٹھی پر ای میر یار اوڑی مین ادہر ہو کھین اکیا تجھے سوتا دیکھا اور مین گر پڑا چہٹر اکر تیرا تجھے شہر ودیا
یہ بندی لے آئی ہی تقصیروار

یہ دیو نکا ڈیرا ہی سنسان ہی دیوانہ ہو یہان جو انسان ہی تو انسان پیارا ہی میری جان ہے پری ہو نہین اور رہی پرستان ہے
یہان سب یہ قوم ہی جان ہی

پرستان مین ہے یہان شکل انس نھین نام کو بھی یہان شکل انس نہ یہان شکل انس او سنہ وہان شکل انس کھان صورت جن کہان شکل انس
غرض ٹھہری ہی صحبت غیر جنس

کرم اوسکا تھا اوسکی اوپر ستم ستم اوسکے اوپر تھا اوسکا کرم کوئی خوش کوئی پابند الم پر اسکو ہوئی شادی اوس کو غم
یہ ناچار کیا کر سکے وہ صنم

زمانے مین الٹا ہی ہیل و نہار کہ ہی خار گل اور گل شکل خار چمن مین خزان ہی کبھی آئی بہار کبھی یون ہی ہی گردش روزگار
کہ معشوق عاشق کی ہو اختیار

کہا جی میں مشورہ سی جان لی آیا مقدر کہان سی کہان لب دیکھ قدرت خدا کی یہان غرض لکھ جن تھن لگا یا وہان
کہا اوس نے جو کچھ کہا اوس نے ہان

مگر جسمین اور دلبر اداس بہم روبرو اوسکے اوس پاس پری پاس وہ اور پری اوسکی پاس ولیکن نہ عقل و نہ ہوش و حواس
ہے جیتیون کی طرح وہ اداس

کبھی شکل وحشی کی بنجائے وہ کبھی حیرتی وضع دکھلائے وہ اوپر کھائی غم کبھی کہا وہ کبھی اشک آنکھو نمین بھر لائے وہ
کبھی سانس لیکر رہ جائے وہ

وہ مکتب کا پڑھنا وہ لڑکو نکی شان وہ منطق کی بحثو نکی شخولیان وہ باغو نکی سیرین وہ گلگا یلین وہ محلو نکی جھیلین وہ گہر کا سمان
رہی روبرو وہ سیانمین ہر زبان

وطن کی جدائی کی صدمہ اوٹھائے وہ کوہ الم کا سر پر گرائے یہ عیش و تنعم وہ سب بھول جائے وہ شفقت جو ماں باپکی یاد آئے
تو آنسونکو رو رو کی دریا بہائے

کسی سے وہ اپنی ہی رم کرے زبردستی ہی جسکو خدم کرے کبھی آپ ہی اپنا ماتم کرے کبھی اپنی تنہائی پر غم کرے
کبھی اپنی اوپر دعا دم کرے

وہ دور دمادم وہ ساقی صنم وہ بزم طرب اور می و جام جم ہوا خوب جبولا ہوا ہائے غم کرے یاد جب اپنے ناز و نعم
فغان زیر لب وہ کری دمبدم

اسی غم میں اوقات کھویا کرے　اسی غم کو دل میں لیا کرے　یہی داغ رو رو کے دھویا کرے　بہانے سے زلت سویا کرے
نہ جب کوئی تب وہ رویا کرے

وہ الجھا ہوا اپنے احوال میں　گھر اپنا وہ دیکھے سدا فال میں　تسلی نہ ہو قیل اور قال میں　غرض اضطراب اوسکو جس حال میں
کہ جون مرغ تڑپے پھنسا جال میں

مئے عشق کے وہ پلاتی تھی جام　تھی آب وصل کی تشنہ کام　جھلس دل کے تھے یعنی تھی مدام　غرض ماہرخ اوس نے رکھا تھا نام
پدر سے کیا تھا یہ پوشیدہ کام

اکیلا وہ ناچار رہتا جوان　اکیلا رہے تو جائے کہاں　پرستا یہ عالم اکہ لبل وصیان　کبھی گھر میں تھی کبھی تھی وہان
کہ تا راز اوسکا نہووے عیان

وہ پریوں میں گویا کہ تھی شکر حور　پرستار تھا ہر اک آپ نور　شعور اوسکا مشہور تھا دور دور　وہ پریوں میں سب سے تھی ذی شعور
نئی چیز لاتی تھی اوسکے حضور

تحائف نئی وضع او شانکے　تماشے بہت طرفہ عنوان کے　وہ باجے نئی طرز او آن کی　عجائب غرائب پرستان کی
دکھاتی تھی ہر اک اوسے آن کے

تماشے نوادر دد و دام کے　نفائس بھی عجوبہ ارقام کے　نئے ساز و سامان مئے جام کی　نئے کھانے اور میوے اقسام کے
مہیا اسباب آرام کے

صفت کیا کروں اوسکے اک ادا کی　کھو بخوبیاں شوخ چالاک کی　نئی جھلکیں گوہر پاک کی　نئی کشتیاں روز پوشاک کی
خوشامد سدا جان غمناک کی

نگین انگشتری اوسکی اخلاق میں　اثر وہ جو سیدا ہو تریاق میں　کیا او نکی اس با طبق میں　شرار او نکی شیشے جھڑے طاق میں
گزر وہ کہ نکلے نہ آفاق میں

رب و گلزار و رنگ سما　دف مطرب ارغنون و ربا　سرود و تذرو فضا و ہزار　شراب و کباب بہار و نگار
جوانی و مستی و بوس و کنار

یہ سب کچھ مہیا تھا آہ پر یہان　پری جیسی معشوق پہلو میں ہاں　دلی غیر جنسی تو تھی درمیان　نہ تھا ادھر تو کچھ اوسکو وہان
بغیر از غم دوری دوستان

سدا غیر جنسی سے ڈرتا تھا وہ　ہر اک بات سے درگذرتا تھا وہ　محبت کا دم جیسے بھرتا تھا وہ　اوسی غم سے گھل گھلکے مرتا تھا وہ
سدا شمع ساں آہ کرتا تھا وہ

محبت کو تھی آزمائی ہوئے　دل اس نازنین کا لبھائی ہوئے　تھی شفقت کی باتیں بنائے ہوئے　پری وہ جو تھی دل لگائے ہوئے
وہ شہ تھی اوسکو اوڑائے ہوئے

جو دیکھ لے آئی تھی اوسکو گزند　تو کرتی تھی دلجوئی کو وعظ و پند　بہت یاد تھا اوسکو مکر او چھند　وہ تھی نازنین پر بہت عقلمند
نہ کھلنے دی اوسکے وہ ہوتی تھی بند

جوان تھی وہ تدبیر میں لیک بیر　تھی معشوقکی دل دہی میں فقیر　بہت سوچ اور فکر کرکے بدیر　کہا ایکدن اوسنے سن بے نظیر

تیرے دام مین تو ہوا ہے اسیر

تو معشوق ایک بہت نازنین   کرے غور کو شرمندہ تیری جبین   تیری دل لگی کو بہت ہے قرین   تو اک کام کر اک سپہر کی تئین
کیا کر تک اک سیر روئے زمین

کرون مصلحت ہے جو تیری پسند   تجھے اک فرس ہے عدیم المثال ہنر   ذرا غور کر دل مین اے ہوشمند   تو گر ٹک کی جیکو نکر اپنی بند
نہ پہنچے کھین تیری جیکو گزند

کرون تیری خاطر اگر آئے راس   تیا جگہ تا ہے جیمین یاس   بکا مین پھر کرتا ہے آس پاس   شتر جاتی ہے تمہین باپ پاس
اکیلا تو رہتا ہے ایسا اوداس

ملیگا مزا ایسے پھل کا تجھے   ہوا کا دکھائیگا جھلکا تجھے   تو بچارا ہے سمجھون نہ ہلکا تجھے   یہ گھوڑا مین دیتی ہون کلکا تجھے
ولیکن یہی تو مجد کا مجھے

سوادا تیرے دل مین آئے کھین   محبت سی ہو جائے کھین   کوئی اور ہی تجھ سے ال او کھین   اگر شہر کی سمت جا کھین
و یا دل کسی سے لگائے کھین

تو پھر بوجھ اوٹھانا پڑیگا بکا   نتیجہ ملیگا زیان کار کا   عوض پائیگا اپنے کردار کا   تو پھر حال ہے گنہگار کا
وہی حال ہو تجھسے دلدار کا

تو یہ سنکے بولا وہ لیدل ملول   کرونگا نہ مین کم کبھی عدول   نہ ہرگز سنا و تمہین باتین فضول   کھا کیونکہ تمین کو جاونگا بھول
تجھے جو کھا تنے سب ہے قبول

یہ بولی مقدر ہے بہت و سخت   ہوا بار ور مدعا کا درخت   خبردار سنتا ہے آدلکی لخت   کھا ماہ رخ نے کہ ہے تیرے بخت
کہ بخشا تجھے مین سلیمان کا تخت

چڑھے جب تو اسکی بغل پھوڑیو   جو آگیکو جانا ہو تو یا جوڑیو   جو دہنے پہرے تو عنان تھانبیو   جو اتر یہ تو کل اسکی لیون دبیو
جو برعکس چالی تو لیون چھوڑیو

جو چاہے تو کر سیر ہند و ستان   لگا روم اور شام او صفاہان   رواں ہے تو الہتسے تا نہان   زمین سے لگا و دناآسمان
جہان جانا چاہتی جا ہے تو وہان

دکھا طبعیت کی مرغوبیان   قدم با قدم سو خوش اسلوبیان   بیان کیا کرون دلکی مطلوبیان   کھون کیا مین اس اسپ کی خوبیان
پرندون مین کب ہون یہ محبوبیان

جو آسن دبایا ترا ابھرا   جو کی باگ ڈھیلی تو ہو لے چلا   لبیک پودا تو بس اوڑ گیا   ذرا کل کہ موڑے فلک پر اوڑا
جو کھینچے تو کھچے اوسے باد پا

نہ کچا عنا نہانہ روکے کبھی   نہ گھوڑی پہ او ٹھا کھوے کبھی   نہ دریا مین ستم کو ڈبوے کبھی   نکہا وہ نیپونہ سووے کبھی
نہ تالی نہ بیمار ہووے کبھی

نہ تری کی نہ نازی کے ہوا اور وہ   بکالی نگلیسے نہ گلخور وہ   نہ ہنگسی نہ نقرہ ہے نی الفور وہ   نہ خشری نہ کمرنی نہ شبکیر وہ
نہ وہ گھٹ تنگ او نہ منہ زور وہ

نہ رس اوسکی پاؤں میں آئی نحل   دو لتی نہ چھانٹی پہر اکر کفل   نہ ہی گاؤ دُم اور نہ کثر عمل   نہ ڈھڈو نکالی سو تہر و نکا خلل

نہ پیشانی اوپر ستاریکا بل

نہ خوگیر سالو تریکا اثر   نہ تنگ و فراخی سی اوسکو ضرر   نہ ہوتی الف اور نہ چھوٹے بگڑ   نہ سانپن ناگن بھونریکا ڈر

ہر اک عیب سے وہ غرض بے خطر

تضمین دو مصرع قافیہ تجنیس کا   کھلے کسطرح مدعا تجنیس کا   سبب ہے کیونکہ مضمون فلک تخت کا   یہ گھوڑا جو اوس گلگلے تھا تخت کا

فلک سیر تھا نام اوس رخش کا

پری باپ پاس ہوئے جسدم رواں   تو تیار ہوکر کے یہہ بھی جواں   کدا جلد تر اپنا اسپ دوان   سر شام وہ بینظیر جہان

اوسی رخش پر ہو کے جلوہ کنان

جدہر سیر پر دلکو دہرتا تھا وہ   ہوا میں ادہر کی ہی پہرتا تہا وہ   کسی بانس پر نہ ڈرتا تھا وہ   ہر اک طرف سے ہو گذرتا تھا وہ

وہی اک پہر سیر کرتا تہا وہ

کبہی اسطرف دوڑتا بیحساب   جھپٹتا کبہی اسطرف جوں عقاب   یکایک شتابی سی گھوڑیکو داب   پھر چکہ بجاتا تو پہرتا شتاب

کہ پہر قہر تھا ماہرخ کا عتاب

گلکاری نخلبند طبع معانی رس کی بیچ وارد ہونے بے نظیر کے باغ بدر منیر میں اور اہتزاز نسیم چمن فکر کا شگفتگی ازہار و گلہائے گلشن بینظیر میں

در میکدہ کھول بیدرنگ   سبو سے آدہے نکلے جسکی امنگ   مزا ایسی دیتی دلکی ترنگ   کہ جہر تو ہی ساشوخ رنگ

کہ آیا ہوں میں بیٹھے بیٹھے بتنگ

در میکدہ کیوں ہے بابو ہی بند   نشے میں کیا مجکو سوجہتی ہی پند   دکھا دی ذرا شہر خواب خند   پلا مجکو دارو کوئی تیز و تند

کہ ہوتا چلا ہی میرا ذہن کند

ہوس کی ہوا بہر گئی دل میں آ   تماشا عجائب غرائب دکھا   مجھے اسطرح اوڑا لو میں جہر لگا   میرے توسن طبع کو پر لگا

مجھے یہاں سے پہنچا فلک پر اوڑا

سنبھالی ہے میں نے قلم اور دوات   حکایت تم کی ہی نادر نکات   ذرا گوش دل سے کریم الصفات   سنو ایک نکی یہ تم واردات

اوٹھا سیر کو بینظیر ایک رات

خطوط شعاعی کوئی جس گھڑی   سفر میں کیا گونہ پکر اک لڑی   تعقل کی مقراض اوس سے لڑی   لٹی گود مفلس چھوٹی ٹہری۔
ہر اکجا ستارا اڑا اوسے گہری

دیا نور کے حوض مین بات بوڑ   صفائی کی مانی ہی پوچھا اور نچوڑ   تو آپس مین ہر ایک ببدبہ ہوڑ   غرض اپنی حکمت سے تارونکو توڑ
زمین کو فلک کا بنایا تھا جوڑ

اڑایا جو چشکیمین لے صبحدم   خم و چم کرون اوسکا کیا تین رقم   تو اوڑ اوڑ کے ہر سمت جب دمبدم   ہوا مین وہ جگنو سی چمکی بہم
ملین جلوہ مہ کو زیر قدم

چمکتا ہوا تھا عجب دور یہ   کہ دیکھو ذرا کوئی الفور یہ   سمجھکر بخوبی کرو غور یہ   فقط چاند مین کہان طور یہ
کہ قطرہ نہ جتنک ملے اور یہ

فقط طرۂ مہر کیا زرفشان   شب ماہ مین مہ رہا زرفشان   ہوئی شش جہت واہ زرافشان   زمانہ زرافشان ہوا زرفشان
زمین سے لگا تا سمان زرفشان

چمن سر سے پا تک ہوا نور پوس   وہ ہے برق خاطف جو تہا آبنوس   تجلی کو لیتا تہا ہر دم سو بوس   گل و غنچہ زرین تاج خروس
زمین چمن سب جبین عروس

بلورین ساغر سے ہو بادہ کش   مغان سے گلین بارین آتش فشن   چھلکتے ہوئی گلشن مین کیسکو پیش   خرامان زری پوش ہر ماہوش
کرین دیکھکر مہر و مہ جنکو غش

لکھون کسطرح سایا انکی بہا   کہ استاد تیری سیر بیٹھا   وہ زرلفت کے پردہ آئینہ وار   کٹہرا اک نگیرہ نہ نگار
کہ چھالر نہ تہی جیسکے سونی نثار

جواہر نہے وہ دوبند کے پاس کے   کوئی لاکھ کی لاکھ نہ تہا پاس کے   وہ تہی ایک چپ اور اک راس کے   جڑاؤ وہ استاد الماس کے
ڈہلے آپ سانچے کی اک راس کے

بنی تہی جو بام سے کے بارگی   دکہاتی بہارین عجب تار کی   سنہری جہلکتی کرن بار کی   کھنچی ڈوری ہر غنچہ زرتار کی
لڑی جو کنارے مین ہو ہار کی

عجب طرح کا اک نیا بانکپن   سجاوٹ نئی چھتگی ہر سن   چکا چوند مین وہ شکن در شکن   کہو کیا کہین جھالر کی اسکی پھبن
کہ سورج کے ہو گرد جیسے کرن

تجلی تہی زرتہ مین اوسکی سگے   رہی مہر کی آنکھ اسپر لگی   چکا چوند مین برق اوس سے بھگی   مغرق بچھی مسند اک جگمگی
کہ تہی چاندنی جسکی قدمون لگی

قرابہ تہا رشک تجلی طور   دیا جو بیٹھی تہی شکر کی حور   نظر آگیا نور مین نور چور   بلورین صراحی و جام بلور
دل و دیدہ وقف تماشائے نور

محل نور کا ہے مکان نور کا   ہے در نور کا سائبان نور کا   جہان نور اصل جہان نور کا   زمین نور کی آسمان نور کا
جدہر دیکہو اودہر سمان نور کا

مسند پہ وہ طاؤس پر اور تر ترے   درختونپہ بیٹھی ہین ہر بلبلین   خیابان مین نرگس کے گہلے دہرے   چمن ساری داؤدیون سے بھرے

کہیں بعد خاتم نگین کا بیان

علحدہ مکاں اپنا دکھلائے حسن　جداگانہ گلشن میں کھلائے حسن　اگر چاندنی کو نظر آئے حسن　وہ مسند جو تھی موج دریائے حسن

وہاں وہ بھی اک مسند آرائے حسن

کریں غور گر تو ترشندہ آئینہ گال　ہو رشک تجلی رخ خوش خصال　ذرا عمر صورت کو کیجے خیال　برس چودہ ایک کا سن و سال

نہایت حسین اور صاحب جمال

تو سب دست بستہ تھیں سرگرم کام　ہر اک کا نئی موقع سے اہتمام　حضور اس کے تھیں حاضر بصد احترام　خواصیں کھڑی تھیں ادہر اور تمام

ستاروں کا جوں ماہ پر اژدہام

وہ آنکھوں میں سرمہ گھلائے ہوئے　وہ ہونٹوں پہ لاکھا جمائے ہوئے　وہ اپنا زباں پان کھائے ہوئے　وہ بیٹھی تھی سج دھج بنائے ہوئے

دل اوس چاندنی پر لگائے ہوئے

ادہر تابش مہر کی رسم و رہ　ادہر جگمگی مشتری کی گرہ　ادہر اور ادہر جلوہ ہر اک جگہ　ادہر آسمان پر درخشندہ مہ

ادہر یہ زمین پر یہ چار دہ

اسی باغ میں اور اسی شہر میں　اسی شہر میں اور اسی دہر میں　اسی مہر میں اور اسی قہر میں　پڑا عکس تو تھا جو نہر میں

لگا لوٹنے چاند ہر لہر میں

جبین بدر اور اوسکے رخسار چاند　یہ خوش وضع اور وہ طرحدار چاند　یہ وہ جسکے چھپتے ہیں جو بسیار چاند　نظر آتے تھے جو ایکبار چاند

زمانے کے منہ کو لگے چار چاند

تکلف لباس مقدس عیاں　خجل روبرو جسکے ہوئے کتان　لباس حریری بھڑک سے عیاں　کروں اوسکی پوشاک کا کیا بیاں

فقط ایک تھی نشو از آب رواں

وہ گوٹوں کی اوس میں تکلف کے گل　وہ لہریں دھنک کی سنہری گل　وہ چمپا کہ چمپا کلی کھائی جل　زبس موتیوں کی تھی سنجاف گل

کہو تو کہ بیٹھی تھی بوتی میں گل

سوا موتیوں کے تھی سن آب تاب　ہوئی شرمندہ لالی تھی جس سے شتاب　خیال اوس کا تصور سوا الجناب　اور اک اوسکی تھی جو ہوا یا حباب

جسے دیکھ شبنم کو آئے حجاب

نزاکت کے رنگوں میں بل کی ہوئی　نہ تنزیب کچھ آج کل کی ہوئی　نکالی ہوئی عمدہ کل کی ہوئی　صفا اوسکی جھلکی ہوئی

پری سے کہیں بڑھ کے ہلکی ہوئی

نئی چال کا اور نہ ہی راس کا　نہ کچھ لاکھ کا اور نہ پچاس کا　مزا لیتا تھا اوسکی بو باس کا　گریبان میں تکمہ الماس کا

ستارا سا مہتاب کی پاس کا

مہا جال کرتی کی جالی ہے یار　وہ محرم کی چڑیا تھا ہو شکار　جواہر تھی جس میں بے اختیار　وہ کرتی وہ انگیا جواہر نگار

نیا باغ اور ابتدائی بہار

کیا سرخ نیفے نے عاشق کا خون　بہا خون ہوا اور دوتا خون　جھمک جسکی اوس کی پچلی میں　جھلک پائجامہ کی دامن سے یوں

کہ روشن ہو فانوس میں شمع جوں

شب کو اوسکا پہن کہو　سہ چار دہ صاف رومال ہو　تجلی کے صابون سے دہو دے تو　صفائی کو پوشاک کی دیکہیو

نظر سو چمن ہے کہ مسلی نہو

وہ آنکہین سیہ لب عقیق یمن　نکیلی مژہ آہ ناوک فگن　وہ ابرو کی کج اور جبین کی شکن　وہ ترکیب اور چاند سا وہ بدن

وہ بازو یہ ڈہلکے ہوئے نورتن

نگہ کا وہ بہالا حسینکی رو　پیاری وہ پتلی لگی سبکو ٹوک　وہ چتون غضب جو کرے دلکو دو　وہ آنکہونکی مستی وہ مژگانکی نوک

کرن پہولکی اور بالی کی جہوک

وہ موتیکا جوہر سب آبدار　وہ موتیکی مالا وہ انجم قطار　وہ موتیکا جگنو جواہر نگار　وہ موتیکا لڑا وہ موتیکا ہار

کہ ہو اشک شبنم بہ جیب نثار

وہ پہنچی کی پہنچی طلائی کڑا　کڑا وہ کہ عاشق کے اوپر کڑا　چہڑایا نمین جسنے دلکو چہڑا　لگا دہگدگی ست الماس جڑا

سراسر گلے حسن اوسکے پڑا

چمک ڈنڈ پر نورتن کی بہلی　وہ تہا عطردان مشک کی اک ڈلی　مرصع وہ ہنسلی عجائب ڈہلی　جڑاؤ چمپکلی وہ چمپاکلی

رہے جس سے الماس کو بیکلی

جڑاؤ وہ ہاتہونمین کیا چوڑیان　دمک جنسی گندنکی ہوتی عیان　وہ سمرن کے دانے جواہر فشان　جہانگیریونکا کرون کیا بیان

کراوہ چہٹی تہی ہاتہونسے جنکے فغان

ہر اک چہلا انگلیمین دکہلائے زیب　وہ زیب انگلیون ہی سے پاتا ہے زیب　کڑا دل کو کر کے چہکالے زیب　فقط سوتیونکی پڑی پازیب

کہ جنکے قدم سے گہر پائے زیب

وہ صورت پیاری سقدر دکہائے　جسے دیکہ آرام جیل ستائے　فرشتہ ہو یا آدمی ہائے ہائے　کسیکے کہان ہاتہہ وہ پانو آئے

جو اودہر جہان پانو پڑ پڑ کے جائے

وہ زیور وہ پوشاک او وہ بدن　وہ چین جبین اور وہ سیب ذقن　وہ زیب مکان اور بہار چمن　سراپا زبان ہو اگر سب اے تن

سراپا مین اوسکے کرون کیا سخن

سخنمین وہ تقریر کیا شست و غث　زبانمین وہ طاق طاق اونکا جفت　جبین سینہ خشا پیٹ اور پشت　سب اعضا بدن کے موافق درست

ہر اک کام مین اپنی چالاک چست

بہلی جس جگہ چاہیے وہان بہلی　بری جس جگہ ہو مناسب بری　خودی جس جگہ چاہیے وہان خودی　جہان راستی چاہیے راستی

کجی جس جگہ چاہیئے وہان کجی

جبین کی چمک سے سکے ہوش اڑ جائے　تجلی ہو غش رخ جو جلوہ دکہائے　وہ عارض کہ خورشید منہ کو چھپائے　وہ مکہڑا جسے دیکہ مہ داغ کہائے

وہ نقشہ کہ تصویر کو حیرت آئے

تمہہ شیخ بلاغت ہو ایسا سخن　تغنن کی بات اوس سے آئے نہ بن　تشیخت بہی اور سادہ پن بہی ہین　کچھ اک تمکنت اور کچھ اک بانکپن

غرض ہر طرح مین انوکہی پہین

سدا ناز و انداز ہے شان مین　کرامات اعجاز ہے دہیان مین　غرض کیا کہون آن مین بان مین　کرشمہ ادا غمزہ ہر آن مین

ستارا پڑا ہی فلک سے ٹوٹ

دیا پہنچا منزل پہ اب ماہتاب ستارے بھی ہین کوئی دم جو حباب نکلے اوسمین محجوب حساب ہوئی صبح شب کا گیا اوٹھ حجاب
درختون مین نکلا ہی یہ آفتاب

کسینے کہا کیا گریبان چہوا وہ بولی کہ ہین خیر ہی کیا ہوا کسینے کہا کیسے چہویا سوا کسینے کہا دیکھو ہوا سے لڑا
کہڑا ہی گلی صاف یہ ہو دوا

کسینے کہا یار غمخوار ہے کسینے کہا مہر زردار ہے کسینے کہا پیارا سا یار ہے کسینے کہا یہ تو دلدار ہے
کسینے کہا کچھ یہ اسرار ہے

بیان ہیکی ذاتین جو ہونے لگین ہوا پر براتین جو ہونے لگین توصل کی راتین جو ہونے لگین یہ آپسمین باتین جو ہونے لگین
اشارونکی گہاتین جو ہونے لگین

لوئی خادمہ ایک تہی زرد پوش بہار دلہن کیا جانی کیا اوسکو جوش نپٹ کر دیا پہونکتے سب خروش گئی بات یہ شاہزادیکو ہوش
یہ سنتی ہی جاتا رہا اوسکا ہوش

وہ مسند کو بس اپنی تج کر اوٹھی کسی لونڈی پر ہاتھ ٹیککر اوٹھی علی حر تغنی شیر شہ کر اوٹھی کہا مین تو دیکھون یہ کہکر اوٹھی
گیا من سناجی تو رہ کر اوٹھی

سی نکلی ادہر کچھ اونچی بات کہا مین ہون اور سبہی مالک کی ذات یہ بولی خدایا کیا واردات خواصون کے کندہون پہ دہر اپنے ہات
عجب اک اداسے چلی ستاسات

قدم اپنا جلدی اوٹھاتی ہوئی وہ یاد خدا دلمین لاتی ہوئی کچھ اک ڈر کچھ اک مسکراتی ہوئی کچھ اک غم و غصے سے دل کہاتی ہوئی
دہڑک اپنے دلکی مٹاتی ہوئی

چلی سوچتی باتین دلمین ہین گڑہین باتین جو وہ دلبر چہین چہٹہین تہین جو دلمین وہ لب سے جڑ گئین ہمدمین تہین جو کچھ پڑہین
دعائین وہ پڑہ پڑہ کے آگے بڑہین

لطیفے پڑہے آپ بہی سخت سخت کہ سنگین جنسے ہوا دلکا لخت قدم کو اوٹھاتی چلی نیکبخت گئی جب وہ دل اپنا کرکر کرخت
تہان سیجگہ تہی وہ باہم درخت

پلٹتی تہی جہان پہ ستی وانکی مین ہر اک ذرہ تہا رشک تہرین تجلی تہی حین مہر انور نہین جو دیکہی تو تہی اک جوان حسین
کہڑا ہی وہ آئینہ سان نہ جبین

پہ پوچہا نہ اپنا نہ تبلایا نانون نہ اوسکا مکان اور نہ بتایا گانون وہ حیرت کہی جاکے درختونکی چہانون نہ سر کنے کی وانہ طاقت نہ ٹہانون
دیا حیرت عشق نے گاڑ پانون

نظر پڑتی ہی بس گئی عقل چین پڑا اسکو یہان اب قرار اک چین خضر سبز لعیان من و عن برس تہینرہ یا کہ سولہ کا سن
مرادونکی راتین جوانی کے دن

وہ صورت تہی النقش کہ چہرہ ہی ورود لب لعل یاقوت حسن کا حسود جبین تہی وہ عالم کہ صبح کشود تبسم لب سے سونکی نمود
جسے دیکھ کہلا ہو چرخ کبود

لکھوں وصف پوشاک خوش رنگ کا اک   کمر میں تو پٹکا ہے دیہیم کا اک   کلہ گوشہ تاج سر جسم کا اک   گلے میں پڑا نیمہ شبنم کا اک
بدن پہ ہے عیاں نور عالم کا اک

پہنک نے پیدا امن تنگی برق ساں   پہر اوسپر وہ جہپا کی لہریں عیاں   تمامی وہ کرتے میں آمہرباں   تمامی کی سنجاف جلوہ کناں
کہ جوں عکس مہ زیر آب رواں

کناریکا گوٹہ سراسر ٹکا   چمکتا تہا بجلی کی صورت پڑا   سجا گو سوزن سے تہا وہ سلا   طرحدار اک سر پہ پٹکا سجا
تمامی کا پٹکا کمر سے بندہا

کوئی متصل اور کوئی منفصل   کوئی منفصل اور کوئی مشتمل   کیبٹ اوسکی تہی وضع میں معتدل   عجب پیچ پر پیچ بیٹھی تہی مل
کہ ہر پیچ پر پیچ کہاتا تہا دل

ہلالی گریباں مہ نو بنا   وہ کنٹھے کے دانے ثریا نما   کہوں مشتری اور چمکے پڑا   جواہر کا تکمہ گلے میں ٹکا
ستارہ ہو جوں صبح کا جگمگا

وہ کلغی مرصع کا عالم اودہر   مکلل وہ سرپیچ رخشندہ تر   وہ جیغہ عقیق یمن سربسر   وہ موتیکا لٹکن تہ مروکی طشر
لٹک جسکی زیبندہ دستار پہ

وہ مہتاب عارض خوش بہار   وہ خورشید ساں روئے رنگ نگار   وہ برق تجلی جبیں آشکار   وہ گورا بدن صاف ترکیب وار
بہر ڈنڈ پر نورتن کی بہار

وہ تہیوا وہ حلقہ طلائی سجی   تکلف کی تہی سادہ کاری بنی   جڑے گرد موتی نگیں کے اچی   اک الماس کی ہاتہہ انگشتری
سراسر حنا دست و پا میں لگی

وہ رنگ جوانی ٹپکتا ہوا   وہ خورشید عارض چمکتا ہوا   وہ مہتاب سا رخ چمکتا ہوا   بدن آئینہ سا دمکتا ہوا
گل باغ خوبی مہکتا ہوا

شب زلف کا پیچ آفت خلل   سہر اوسپہ طرہ کہ دل کے اجل   بلاؤنکی راتیں شب ہجر ہے بدل   اگر زلف کی اور کاکل کا بل
جو انکی شب کا سماں بر محل

عیاں طرز سے دلربائی ضرور   ہر اک چستی و چالاکی پر غرور   نظر ہوشیاری کی نزدیک و دور   قیافے سے ظاہر سراپا شعور
جبیں پر برستا شجاعت کا نور

نسیب و فراز آزمائے ہوئے   اداؤنکی طرزیں اوڑائی ہوئے   وہ کانٹو لٹی بن چلائے ہوئے   ولے عشق کا تیر کہائے ہوئے
کہ تہا دل کسی پر لگائے ہوئے

خواصیں جو آئی تہیں جاں گہر گئیں   اوڑا عقل اور ہوش سکتہ گئیں   رہ بیخودی میں برابر گئیں   یہ عالم جو دیکہا تو غش کر گئیں
وہ جیتی جو آئی تہیں سب مر گئیں

پہر آخر کو وہ ہوش تہنے سنبہال   لگیں کرنے آپس میں کچھ قیل و قال   سمجہکر مناسب سخن کا مآل   شتابی سے جا کر کہا وہ احوال
کہ ایک شاہزادہ ہے صاحب جمال

نصیبوں سے کچہ جان بیتاب میں   پڑی بیقراری ہے احباب میں   زباں گنگ ہے اسکے اسباب میں   عجب سحر ہے سیر مہتاب میں

یہ عالم تو دیکھا نہیں خواب میں

خدا نے کیا دلہن بٹھاؤگی تم ہر اک ڈھب کے قصے بکواؤگی تم مگر ندیاں بیکلی بہاؤگی تم کسے سے بہار سے نکالوگی تم
جو دیکھوگی آنکھوں سے جانوگی تم

یہ سنتے ہی جی ہوگیا بیقرار کہ پہنچوں ابھی جلد ہوکر سوار وہ بولی کہ ہو کر دو بہر و آشکار ادھر آیا ہی گلگونہ جا بدامن نگار
نجانی کہیں جا تھے سے یہ بسا

دہر و دیر کے گنبد ہے یہ اب دست راس خواصیں ہیں اور سب آس پاس رکھیو دو یہ جوت لاؤ یہ پاس نہیں ہم کچھ نکھیجو یہ اس
چلی آؤ تک تم در خیمہ کے پاس

خواصیں تھیں گرد سب دستگیر جو تھیں ہمنشین و مشیر مقدمہ یہ تقدیر کی دلپذیر گئی اوسکی چشم جب بے نظیر
ادھر اوسنے وہ دیکھا شہ بے نظیر

نہ تھا اوسکے ہی کوئی اوستحمل نگاہیں لڑیں ملتے ہی متصل گرہ غنچہ دل کی وونہیں کھل گئی گئے دیکھتے ہی سب آپس میں مل
نظر سے نظر جیسے جی دل سے دل

لڑیں نظریں یکبارگی متصل ہی چشم سے چشم اور تل سے تل بہم ہو گئے نور اور نخل سے ظل گئے دیکھتے ہی سب آپس میں مل
نظر سے نظر جیسے جی دل سے دل

یہ اوسکی ندیم اور وہ اوسکا شیر یہ اسکا مشیر اور وہ اوسکی خبیر جو تھے دونوں نگاہوں کے تیر غرض بے نظیر اور بدر منیر
گرے دونوں آپس میں ہوکر اسیر

نہ کچھ انجمن کی رہی سدھ اوسے نہ باغ و چمن کی رہی سدھ اوسے نہ کچھ تن بدن کی رہی سدھ اوسے نہ کچھ اپنے تن کی رہی سدھ اوسے
نہ کچھ اپنے من کی رہی بدھ اوسے

ہوئے بیخبر وہ تو غش میں اسیر وہ بدر منیر اپنے گھر کی امیر یہ اسکا فقیر اور یہ اسکی فقیر تھی ہمراہ اک اسکی دخت وزیر
قیامت حسین اور نہایت شریر

جبیں اسکی تھی داغ دل ماہ کا وہ عارض کہ دو پہر کو انجلا ستارہ بہت اسکا چمکا ہوا زلیس تھی ستارہ سی وہ دلربا
اوسے لوگ کہتے تھے نجم النسا

چمک کر گئی برق ساں وہ شتاب دہن پہ سے وا کیا بیحجاب دوبارا اٹھا شیشہ اک لاجواب شتابی سے لا اوسنے چھڑکا گلاب
تب آئی تنوں میں ذرا اونکی تاب

کچھ اک ہوش کچھ چین انجان سے دلوں کو پھر اپنی ارمان سے لڑا ہو لی چانکو جان سے وہ اٹھے تو اٹھے پہ حیران سے
گل و شبنم آلودہ گریان سے

گئی عقل آتے ذرا ہوش تک رہے شکل آئینہ ہر اک کو تک گئی غش کی حالت میں جو چلی وہ شہزادہ دلشدہ لو مسک
وہیں رہگیا نقش پا سا ٹھٹک

اوسی جی جو کچھ ہوا ہوش سا تو سمجھی کہ ہے بیر القشہ ہی کیا کچھ اک بیخودی ہوش کچھ کچھ چبا تو وہ نازنیں کچھ جھجھک منہ چھپا
کمر اور چوٹی کا عالم دکھا +

محبت کے رشتہ سے دل جوڑ کر بظاہر اک انکا توڑ کر نہ بولی نکی بات منہ پھوڑ کر چلی اوسکے آگے سے منہ موڑ کر
یہین نیم بسمل اوسے چھوڑ کر

وہ آگاہ کرنا اپنا جاتی اگر تو پیچھا پکڑتا سقہ رہگذر چلی مڑ کے بیخود اوسے چھوڑ کر وہ گدی وہ شانہ وہ پشت و کمر
وہ چوٹی کا کولے پر آنا نظر

عنبر فشانی خامہ مشک بار کی صفت بلائے زلف مین سراسر خطا بل اور پیچ کا مضمون شباشب سوچنا چوٹی کے وصف مین طبع کلک مشک بیز کا چوٹ ہی کرنا ہے بکسر بلا

سطرنا آج میخانہ کو معبر صراحی و شیشہ سبو خطا ہی مدنی چین اچھی کو تو پلا ساقیا ساغر مشک بو
کہ ہے مجھکو در پیش تعریف مو

بجے ہر طرف عود و چنگ و رباب خرابی مین آنکھ ہے خراب گزک کو دل قاضی کے ہو کباب سر شام ہو دے یہان تک شراب
کہ مستی مین دیکھون رخ آفتاب

یہ آنکھون مین چھائی ہین تاریکیان سیہ بخت دیکھو نہیں پتلیان اندھیرا لگا ہے شب و دیان کرون اوسکے بالون کا کیا مین بیان
نہ دیکھا کسی نے انتہین یہ سمان

وہ طرہ کہ جی بال باندہا رہے وہ کاکل کہ دل جسمین الجھا رہے وہ چوٹی کہ اندہیر چھایا رہے وہ زلفین کہ دل اونمین الجھا رہے
او لجھنے سے دل مجھکے سلجھا رہے

وہ زلفین لٹکتی ہوئی تا بناف وہ الجھن کہ جسمین ہو بخا کا کاف وہ پیٹ بار وما ہی دلالا بخاف وہ کنگھی وہ چوٹی کی پھبتی ساف صاف
کنارے کا پیچھے لٹکتا موباف

گندہا ہوا ہے اسکی مبخت سنگ دل تنگ کی کچھ نہ نکلی امنگ یہ کالا بلا ہے وہ کردے تنگ کہون اوسکی چوٹی کا کیا رنگ ڈنگ
کہ جون آخری شب ہو چھلے کا رنگ

جھلک اور چمک اوسکی بن بن دمک کبھی ہے چمک اور کبھی ہے جھلک جو دیکھا ذرا غور سے بھی جھپک نمایان ہے یون اوڑھنی کی جھمک
کہ جون ابر مین برق کی ہو چمک

سمجھ مین نہ آیا کہ ہے کیا سبب ذرا سا ہی ہے پیچ اسکا الیسا عجب چمک ہے قیامت کی جو ہی سمین عجب مبادا ذرے نے کیا ہے غضب

دیا ہی گرہ دیکھو دنبال شب

لبوں پر ہے ابر مسی کی بہار　تس اوپر وہ سرخی پان آشکار　سر طرہ ہی طرۂ تابدار　سنگار ان مین گو سب ہے جو وہ اوتار
پہ کھٹی مین چوٹیکا اوسکو سنگار

ہی کیا طرہ و حسن مین بل پڑا　شب قدر سی نور مضمون لڑا　یہ ظلمت کا چشمہ نظر مین تڑا　نہو کیونکہ چوٹیکا تب تڑا
کہ ایک نور نے اوسکے پیچھے پڑا

بنفشہ کی عنبر کی کیا شان ہے　کہ خود پیچ مین عشق پیچان ہے　چمن تک فدائی سامان ہے　گل و سنبل اوس سے پر قربان ہے
کہ اوسکی لٹک مین میری جان ہے

وہ چوٹی کجوری جو تھی ایک پھانٹ　بلا پیچ نی اوسکو رکھا تھا ڈانٹ　اوسی ساحری نی دیا علم بانٹ　لڑی تھی زلبس سحر سے دو اوسکی سانٹ
شب و روز کو دو رکھا اوسنی کاٹ

کرین کالو روالی لاکھون جتن　چلی اوسکی غون ہے پہ کب مکر و فن　ہے شاید کہ منتر کوئی جادو بن　ولی ہاتھ آتا ہے اوسکا کٹھن
کہ ہی فی الحقیقت وہ کالیکاسن

کسینے کہا ہی یہہ کیوان وقار　کسینے کہا نسر طائر شعار　منجم لگے کھنے با صد پکار　اولٹ کر ندیکھے اوسے ہوشیار
کہ وہ اک ستارہ ہی دنبالہ دار

وہ چوٹی وہ گردن وہ شانے عیان　شب تار اور برق مہتاب تھا ان　کمر کا بیان ہو گیا درمیان　وہ پیٹھ اوسکی شفاف آئینہ سان
تس اوپر وہ چوٹیکا پڑنا وہان

وہ ابر آئینہ مین جو دیکھا ذرا　کہا دل نے چشمہ ہی ظلمات کا　کہون اور پیٹی مسلسل بلا　کہون اوسکی عالم کا کیا ماجرا
کہ جون ہووے دریا پہ کالی گھٹا

یہی لہر و شہتی جبین سے سدا　دہوان دہار بدلی مین سے برق کیا　شب تیرہ مین نور روشن ہوا　کہون اوسکے عالم کا کیا ماجرا
کہ جون ہووے دریا پہ کالی گھٹا

تہ پیچ سی شب لگی اوسکی تھاہ تنگ　تو شب نیر خامے نے الجہائی ٹانگ　بہت شوقون سے غرض تانگ تانگ　بہری تہی دو لعن زلف اوسکی تنگ
بہت دل لٹے اوسکی کنگہی نے مانگ

تہری پیچ چین سے پریشان ہو　کہ بل کہا رہی زلف پیچان ہو　انہی خیال مین مانگ پر دستان ہے　دل عاشق اوس سے پر قربان ہے
کہ مشاطہ کا سر پہ احسان ہے

نئی طرح سے کجمع چار اخشیج　ہی چوکاف لے زیکا باہم مزیج　لے قافیہ لکھہ گیا ذیج کو ذیج　کشاکش مین تھا و نہ جینا لعیج
بھلے کو رکھا اوسنے ڈھیلا ہی پیچ

زبان تک مجھے دل سے پہونچی نوید　ہر ایک من سے دانش کی سیکہا ہی بید　اندہیرا اوجالی کی کچھہ کربید　غرض حسن کا اوسکی سب ہے بھید
جو چاہی کرے یہہ سیاہ و سفید

سلم سکا ہی سب نے بنسر و خلاف　ہی دم لال بیندا یہہ خوبی ہی صاف　یہ کالا بلا کا ہے ست جان لاف　گہری سرخ جو کوئی اسمین شگاف
کرے خون دل اپنا اوسکو معاف

لگی کہنے شیراز کی لا شتاب   صراحی و ساغر ہوئے کل انتخاب   تکلف انہیں میں ہوئی گزک بار یاں   شب و روز پی ملکے جام شراب
سیہ و مہر کو رشک سے کر کباب

پری شیشہ کی کیا دکھائی مزا   کباب طیور اور بطی اوڑا   صبا و خرد کو اوڑا دے نشا   یہہ سن سنکے وہ نازنین مسکرا
لگی کہنے اچھا بھلا ری بھلا

لٹری تیری اوس سے بیشک نظر   ملاتی ہے یا تو تمہیں شیر و شکر   مجھے تیری جھکی ہے ہان ہان خبر   مین سمجھی تیرا دل گیا ہے اودہر
بہانہ تو کیون کرتی ہے مجھ سے پہ دہر

بلا اونسکو خلوت مین ہو بادہ کش   چلے دور ساغر کا با عقل و غش   یہ سن کر کے بس اپنے حقہ کا کش   لگی کہنے ہنس ہنس کے وہ ماہ وش
ہوئی تھی آ دیکھ مین تو بیغش

مین ہین تو ہوئی کہاں کی غش حجاب   مین ہین تو گئی سیر کو اجتناب   مین ہین تو ہوئی شب کو دیکھا خواب   مجھی پر تو چھڑکا تھا تمنی گلاب
بھلا میری خاطر بلاؤ شتاب

میسر تو وصل کی راتین ہوئین   بیان سبب محبت کی ذاتین ہوئین   علانیہ کیا کیا صفاتین ہوئین   یہہ آپسمین مزونکی باتین ہوئین
اشارونکی باہم جو گھاتین ہوئین

نگہبان تھے جو وہان کی تعین   ہوا حکم اونکو کہان کی تئین   جھٹ کر بلاکر بلانکے تئین   بلالائی جا او سیج اونکے تئین
کیا میزبان مہمان کے تئین

سنانا تھا جو کچھ سنایا اوسے   طریقہ وہان کا جتایا اوسے   تکلف سے نہایت خوش آیا اوسے   بلا اک مکان مین بٹھایا اوسے
محل کا سمان سب دکھایا اوسے

وہ نجم النسا تھی عجب نکتہ دات   سمجھ اوسنے کی سب نئی واردات   مہیا و موجود وہ کر کے بات   پھر اوس نازنین نے پکڑ اوسکا ہات
بٹھایا ہی لا آخر اوس گل کے سات

دو مشعلونکا باہم مشتعل ہونا دو اخترون کا ایک برج مین آنا دو نورون کا آپس مین ملنا دو گلونکا ایک شاخ مین کھلنا یہہ قطبین ہین یا قران السعدین نحسین آنا بے نظیر کا اور ملاپ بدر منیر کا

چمکتا ہی کیا روئی مینائی عیش یہہ آئینہ ہر نقش زیبائی عیش جو میخانہ مین حکم فرمائی عیش پلا ساقیا مجھکو صہبائی عیش

ملے ہر نصیبون ہے یہان جائی عیش

محبت کی جاری یہان رسم و رہ مقام ایسے ملتے ہین ہر گاہ گہہ ہین اک برج مین جمع سعدین کہہ بہم ملکے بیٹھے ہین دو رشک مہہ

قران ہے مہ و مہر کا اک جگہہ

برابر عدالت کی میزان ہی آج تہی خوب جوزا کی میزان ہے آج فلک رشک اشل باغ خندان ہے آج ہر اک برج رشک گلستان ہے آج

بہار وصال عزیزان ہے آج

دوادائیان اور مغلانیان کرین کام مین اپنی سرگرمیان یہہ نجم النسا کی ہین سب شوخیان بزور اوسکو لاکر بٹھایا وہان

نپوچھ اوسگھڑی کی ادا کا سمان

نہو کوئی آگاہ آواز سے قدم پاون کھینچے تک تا زسی چھپا ہوئی جسم پشواز سے وہ بیٹھی عجب ایک انداز سے

بدنکو چرائے ہوئے ناز سے

نظر کو نظر سے چرائے ہوئے الگ اوس سے دامن بچائے ہوئے مگر جمین تہی دل لگائے ہوئے منہ آنچل سی اپنا چھپائے ہوئے

لجائی ہوئے شرم کہائے ہوئے

محبت کی گرمی سے سوزان تہا تن تپش عشق کی سینہ مین شعلہ زن ادہر شرم نے کھینچا دامن کہ سن پسینہ پسینہ ہوا سب بدن

کہ جون شبنم آلودہ ہو یاسمن

اودہر شاہزادہ جو تہا باریاب محبت کی آگ اور کچھ اضطراب تہی دونون طرف سے حیا حجاب کہڑی دو تلک وہ مہ آفتاب

رہے شرم سی بائے بند حجاب

نہ یہہ بولتی کچھ نہ وہ بولتا تو گویا کہ عالم تہا تصویر کا بس اس شکل پر اونقشا کھنچا اونہون رکہ کے بیٹھنے سے خفا

ہوئی دلمین اپنے وہ نجم النسا

اوٹہالائی اک تحفہ شیشہ کہرا صراحی کا می سے کیا دل ہرا کیا ساقی کو بزم کا سر دہرا گلابی کو لا او سنے آگے دہرا

پیالے کو جلدی سی لیکر بہرا

لگی کہنے نجم النسا ہے بوا پیالہ مئی سرخ سی ہے بہرا ذرا دست نازک سے اوسکو اوٹھا کہا شاہزادی تو بیٹھی ہے کیا

پیالے کو اوس بت کے منہ سی لگا

سنا اسکو الفت کے دو بول تو در گفتگو کو ذرا کہول تو وہ قیمت آپ اور انمول تو ذرا میری خاطر نہین بول تو

لب لعل شیرین کو تک کہول تو

مہ و مہر مین اتفاقی بہم یہ محفل ہی اب غیرت بزم جم تہوشی ہی اب سو ظالم ستم مین صدقے تیرے مجکو میری قسم

[illegible] بلا [illegible]

کہا تیری خاطر ہی نجم النسا کہا تو نے جو کچھ وہ مین نے سنا یہہ جام دست مبارک کو لا یہہ دیکہ اوسکی منت دیا [illegible]

او دختر مہر [illegible] کو اوٹھا [illegible]

کہا اسکے پینے مین کیا ہوگا فرق گلگین بیڑا نگا ہون کا فرق [illegible] ہے موقع کو موق کہا بادہ نوشی کا ہو جسکو شوق

لیئے یہ پیالا نہیں اپنا شوق

عبث دامن سب کو کیون تر کرون عبث لوث عصیان سے اپنی تن کرون
مین اپنی فعل کا مرتکب کیونکہ ہون کہا شاہزادی نے ہنس کر کے یون
پیون مین کسیکے نہ ہونٹہون سے کبھون

رہا سلسلہ گو سخن کا دراز وہ صحبت سے ہرگز نہین آئی باز
کہلا آخرش کو دہر حرص آز غرض ہوکے آپس مین بی نیاز
لئے دو پیالی بصد امتیاز

اسی گفتگو مین حجاب اوٹھ گیا فقط باتون باتون کا پردا رہا
حجاب قدم بی حجابی کا آ پہر آخر کو شہزادی نے بہی اوٹھا
دیا ساغر اوس مہ کی منہہ سے لگا

جو شیشہ کی قلقل سے اوٹھا یہ غل کہ شرم و حیا کا ہوا اب تو قل
گرہ گفتگو کی گئی پہر تو کہل جب آپس مین چلنی لگی جام مل
ہنسے غنچہ سان دل کہلے مثل گل

کہا شاہزادی نے اے سیر لال کہ کس چرخ کا ہے تو بدر کمال
کہا مین ہون شہزادہ خوردسال ہوئی یکدگر پہر تو تفتیش حال
لگی ہونے آپس مین قال و مقال

کہلا باغ مین غنچہ آرزو مین ہون بینظیر جہان دیکہ تو
فلان شاہ کا ہون پسر خوبرو کہلا بند جب ہم در گفتگو
جو ان نے حقیقت کہی مو بمو

مین سویا جو کوٹھے پہ آ وقت شب پری لے اوڑی مجکو تہی بی ادب
سو ہون اوسکے گہر مین پڑا تاب تب کہی ابتدا سے جو گذری تہی سب
جتایا سب اپنا حسب و نسب

یہ در جگ سے باہر جو اہر گیا جو اہر کو در جگ سے باہر کیا
وہ نجم النسا اوسکو تو اہر کیا پری کا بہی احوال ظاہر کیا
چہپے راز سے اوسکو ماہر کیا

کہا ہے دل تجہسے الفت مجہے کہا جان و دل سے محبت مجہے
کہا تیری اکسیر صحبت مجہے کہا اک پہر کی ہے رخصت مجہے
زیادہ نہین اس سے فرصت مجہے

یہ سن جبین غصہ ہوئی بیحساب یہ سن آتش غم سے دل کر کباب
یہ سنکر ہوئی سن کیا اضطراب یہ سن دل ہی دل بیچ کہا پیچ و تاب
دیا شاہزادی نے اسکو جواب

کہ تم سا وہ دل ہو نہایت کہرے پرے ہو کے سیر پہلو سے ہو دور سے
بہلا تم نے کیا کی الفت کر کر مروت ہی پردہ تم پیر مرے
بس اب تم قدر مجہسے بیٹہو پرے

کہی اسکو صورت دکہاتی نہین صدا اپنی ہرگز سناتی نہین
عبث تمسے الفت جتاتی نہین مین اس طرح کا دل لگاتی نہین
یہ شرکت تو بندہ کو بہاتی نہین

عبث کیون جلا پاس اپنے کوئی عبث اپنی صورت دکہائے کوئی
عبث تمسے الفت جتائے کوئی عبث تمسے کیون دل لگائے کوئی
بہلے جگ کے جگ کو جلائے کوئی

اگر تیون دلکو روان اشک سے جگر کا نکالی دہوان اشک سے
کہلا دیر کہین ہی جان رشک سے بہی کیون کوئی شمع سان اشک سے
جلے کیلئے آتش رشک سے

کہا تو نے جو کچھ کہ شوخ و شریر　سخن وہ تو سب ہیں ترے دلپذیر　تجھے مجھ سے کیا تو پری کا اسیر　یہ سن پاؤن پر گر پڑا بے نظیر
کہا کیا کرون آہ بدر منیر

فرشتہ ہے جنت کا غلمان یا　کہ ہو آدمی ماہ و خورشید یا　پری تیرے آگے او حور کیا　کوئی لاکھ جی سے ہو مجھ پر فدا
میں تجھ پر فدا ہون مجھے اوس سے کیا

میں قدمون پہ تیرے جھکا اپنا سر　کیا عرض احوال دل سر بسر　خفا مت ہو اے جان ذرا رحم کر　کہا چل مرا اپنا قدم پر نہ دہر
کسیکے سبب مجھے دل لگی کب ہے خبر

وہ ملکہ الگ بیٹھے کہنے لگے　تو باتون کی نشتر چبہونے لگے　سبھی داغ کلفت کے دہونے لگے　یہ رمز و کنایہ جو ہونے لگے
تو آپس میں ہنس ہنس کے رونے لگے

ہوا ناپدا اوسدن کچھ آیا بات　یونہیں رہگئی ساری مطلب کی گھات　دہر ملکی دہری رہگئی کائنات　رہی دل ہی میں آخرش دل کی بات
پہر گئی اتنی عرصہ میں رات

نہ طے ہو چکے وہ سخن دلپذیر　ہوا پہر تو ناچار وقت اخیر　گئی کان میں جب گہڑی کی صفیر　خبر رات کی سن اوٹھا بے نظیر
کہا اب میں جاتا ہون بدر منیر

غذا کی عوض تیرا غم کہاؤنگا　در اشک کی آب پی جاؤنگا　جدائی میں اس دلکو سمجہاؤن گا　اگر قید سے چہوٹنے پاؤن گا
تو پہر آجکے وقت کل آؤن گا

پریشان ہون آغاز و انجام میں　نہیں دل لگانی کسی کام میں　گہڑی پل میں یا صبح یا شام میں　یہ مت سمجہیو ہون میں آرام میں
کرون کیا پہنسا ہون عجب دام میں

تمہیں تیرے جیکی خبر تا نہیں　وہ کیا ہے جو مجھ پر گذرتا نہیں　لگا ہے کچھ ایسا او بہرتا نہیں　دل اسجا سے اوٹھنے کو کرتا نہیں
کوئی آپ سے جان مرتا نہیں

عنایت کرو تم تو ہو قدر دان　تو جیسے رہے مجھ پہ ای مہربان　تفقد سے باہر نہیں ای میان　کرم مجھ پہ رکھیو ذرا میری جان
میں دل چہوڑے جاتا ہون اپنا نشان

ضرور آؤن گر آب و دانہ ہوا　یہ سب جب نہ ہو تم بہانہ ہوا　ترے تیر کا دل نشانہ ہوا　یہ کہہ اوسطرف کو روانہ ہوا
دل اس نازنین کا دوانہ ہوا

چلا کہینچتا دل سے آہون کے تیر　میری جان آ ہائے بدر منیر　ہوئی حاضری وقت پر دلپذیر　گیا اپنے معمول سے بے نظیر
اودہر کا ہوا قید کی پہر اسیر

وہ شب روز محشر کی تہی واردات　وہ صحبت پری کی قیامت کی بات　وہ جی جیکے مر مر کے سو سو جہات　پری ستا کاٹی وہ جونکی رات
اوٹھا صبح ملتا ہوا اپنے ہات

وہ آرام وہان جا کے پایا ہوا　وہ اوس بیدرد سے دل لگایا ہوا　وہ وعدہ پہر آنیکا لایا ہوا　سماں شب کا آنکھون میں چہایا ہوا
مزا دلمین سارا سمایا ہوا

پہر شوق جسکی نہ حد نہ حساب　ستائی دل کو پہر اضطراب　سنبہالا بہت جی پہ جیسے دل داب داب　اونہون جو کوئی وصل کا دیکہے خواب

نہو وصل اور دلکو ہو اضطراب

نئی یار سے دل لگانا غضب　نئی طرح آنکھیں لڑانا غضب　نئی لب پہ اسکرانا غضب　نئی بات کا لطف پانا غضب
وہ پہلی پہل دل لگانا غضب

ملے دیکھیں پھر غم اندوز کب　یہ آتی ہو شام سے تو روز کب　ملیگا مرا یار دلسوز کب　قلق دل میں یعنی کئی روز کب
ملے مجھسے شمع شب افروز کب

قیامت ہوا وہ آفت ہوا　وہ آفت قیامت کا قامت ہوا　قیامت قلق غم کی بابت ہوا　وہ دن ہجر کا روز شامت ہوا
ادسی کا شادن قیامت ہوا

رفاقت میں روئے گل اندام کی　گل و لالہ بات کی کام کی　وہ ہے تیرگی بخت بدنام کی　محبت میں لعبت سیہ فام کی
لگا دیکھنے راہ پھر شام کی

یہ قصہ کہا طب یا بس طرح　بنا مجھسے جو اسطرح وسطرح　بیان وہاں کا ہو وے اوسکا کسطرح　ادہر کا تو احوال تھا اس طرح
کہا میں نے کر مختصر جسطرح

قلم ہے مرا راوی داستان　زبان آور و نغز گو قصہ خوان　وہ معنی زبان پر ہیں اسکے روان　ذرا اب سنو تم ادہر کا بیان
ہوا طرف ثانی پہ کیا حال وہان

وہ اول تو لطف و کرم میں کٹی　اور آپس کی ہر صبح و دم میں کٹی　جو باقی تہی جور و ستم میں کٹی　وہ شب اوسکو اندوہ و غم میں کٹی
گہڑی جو کٹی سو الم میں کٹی

کبھی دل میں تصویر دلدار کی　وہ حیرت کی صورت قلمکار کی　سحر تک محبت میں غمخوار کی　رہی صورت آنکھوں میں جو یار کی
ہوئی یاد میں صبح رخسار کی

ادھر کس قدر اوسکی ہوتی حواس　خوشی نے جو تاکی تو غم آیا پاس　یہ خوف و رجا کے ہی من پاس　کچھ امید دل میں کچھ اک جیکو یاس
لبوں پر ہنسی لیک چہرہ اداس

یہ احوال اسکا جو دیکھا ذرا　تو پہلا نیکو جی کے نقشہ جما　ادہر کی کہی کچھ ادہر کی سنا　لگا اوسکو باتوں میں تجھم الف
لگی کہنے جی چاہتا ہے سرا

ہے حمام گرم آج بے اختیار　کرو غسل اچھی طرح اکبار　نہا دھو کے پوشاک تن پر سنوار　کہ تو خوب کر آج اپنا سنگار
مجھے حسن کی اپنے دکھلا بہار

پہن وہ جو پشواز دہانی نہو　دوپٹہ بھی جو آسمانی نہو　نئی ہستی ہووے پرانی نہو　لگی کہنے چل رہی دو اتی نہو
کوئی چیز اپنی بگانی نہو

کوئی مہروش کیا ہے میرا نگار　کوئی ماہرو ہے اشکبار　کوئی بن پیر جان کیا ہی یار　کرون کسکی خاطر میں اپنا سنگار
وہ ہے کون جسکو دکھاؤں بہار

مگر تیرے کہنے سی مجبور تھی　کرم کی تیری دلسی مشکور تھی　ظرافت ذہانت میں معمور تھی　غرض شاہزادی بہت دور تھی
یہ شکل اوسکو پہلی ہی منظور تھی

وہ تہی دست قدرت سے کیسی بنی کروں کیا بیاں میں کہ کیسی بنی پری حور ہی پر نہ ویسی بنی نوا ہو کر اوس روز ایسی بنی
کہ دو دن کی سیج پچ عروسی بنی

جبیں کا وہ نقشہ کہ مہتاب تنگ وہ چہرہ کہ سورج کی مٹی اننگ سہم تہا عجب روسیاہ کا ڈہنگ وہ مکھڑے کا عالم وہ گنگا [illegible]
شب ماہ ہو دیکھکر جسکو دنگ

سی ابر ما تہا شفق احتشام وہ پان خوردہ دندان گوہر نظام وہ سرمہ کہ اندہیر کا ازدحام وہی اوس کے [illegible]
سواد دیار بدخشان کی شام

وہ سرمہ کی تحریر کا انتظام پسا دیکھ مسل الجواہر تمام شفق شام کا دیکھئے احتشام وہی اوسکے [illegible]
سواد دیار بدخشان کی شام

وہ قتال دو مژگان با ادب سیاہی وہ تیلی کی اندہیر سب وہ سرمہ کا دنبالہ جان کی طلب وہ آنکھوں کا عالم وہ کاجل غضب
کہو تو پڑی نرگستان میں شب

وہ جعد مسلسل گرہ گیر سی بلا زلف کافر وہ زنجیر سی وہ پلکیں نگہ بد غضب تیر سی ستم جیسے سرمہ کی تحریر سی
کہیں بات کافر کی شمشیر سی

ہزاروں ہی ٹیڑہی قتل پر مارے ہات وہ دانتوں کی ریخیں میں مل زنا کس میں سب حیران اسکے نکات کلوٹا وہ بالوں کا مسی کی [illegible]
کہ جوں دامن شب شفق کو سہات

بہت محو میری بانکوں دل لگی کہ ہو جیسے چرخ کی دھلی خطوط شعاعی سے یکسر رنگی وہ پشواز اک دانگ کی جگمگی
ستاروں کی سے انکھ جسپر لگی

تکلف سنو اور ہنی کا دہی وہ پٹہ تہا اوسکا چمک برق کی ہر اک کنگری کہکشانی جہی وہ اک اوڑہنی جالی مقیش کی
چڑہی چاندنی جیسے قدموں لگی

بو محرم ہوا اوسکا کوئی دلفگار حباب لب جو کا ہمسر یار کچہ اسمیں ہمیں جسپر کا اعتبار جو دیکہو وہ انگیا جواہر نگار
فرشتہ سنکے ہاتھ بے اختیار

تہا چال کچہ اوسے توبچا تڑپتا ہوا اس دام میں پہنسا لطافت سے لاہی کی وہ پیرہن کیا کہ وہ جالی کی کرتی مثل ہوا
عیاں ہو جس سے تن کی صفا

کمر کسکے خون پر وہ باندہی ہوئی خون آلودہ شمشیر لیٹی ہوئی شفق باتصدق کمر گیتی فلک سرخ نیفے کی ابہری ہوئی
گلابی سی گرد اوسکے تہ دی ہوئی

پرے ہاتھ ہوا اوسکو پہنچی گزند کہ ڈہیلا کروں کہول کر بند بند مریں مجہ تحت اسکو کیا ہو پسند مغرق زری کا وہ شلوار بند
ثریا سے تا بندگی میں دو چند

زمین کو فلک کر دیا ایکبار ستارے جڑے اوسکے بے اختیار لپسے نقش پا کو دل بے قرار تہی پاؤں میں کفش زرین نگار
ستاروں کی جیسے زمین پر بہار

سراپا کو اوسکے کہوں مو بہ شق دیا سر تا پا وہ ہر مسئلہ برق کہ بہ غرق برق تا بہ نہیں اس میں فرق انگیا وہ تا زمین تا بہ غرق

ق

سراپا جواہر کے دریا میں غرق

وہ قد جیسے تیغ برہنہ کا فن
قیامت ہے شوخی کا اسکی چلن
موافق کو وہ دست و پا اور تن
گٹھی ہوئی وہ ترکیب اعضائے بدن
وہ پوشاک و زیور کی اوسپر پھبن

وہ تنگ سنگ سراپا ہو دل جس سے شاد
وہ سج دھج کہ اللہ آجائے یاد
وہ غمزہ ادا ہوئے جس سے فساد
وہ چھب تختی اوسکی نزاکت نژاد
چمن زار قدرت کا نخل مراد

کھجوری وہ چوٹی بلا جانستان
وہ زلفیں سیہ کالی دو ماران
وہ ماتھے کی افشان سے انجم فشان
بھری مانگ موتی سے جلوہ کنان
نمایاں شب تیرہ مین کہکشان

وہ افشان کی اک زرفشانی چمک
جبین وہ کہ جسکو رہے مہر تک
عجب ناک کے پاس تھی آکے دمک
وہ ماتھے پہ ٹیکی تھی اوسکی جھلک
سحر چاند تارونکی جیسے چمک

تو غواص طبع رسا شہرہ کی نہر
جو موتی چمکتا ہوا آئے گہر
سو اسکے نسب نے بھی لی نظر دیکر
ہوین ہو بہو کیا اوسکو زیور کی
کہے تو کہ ٹیکا تھا سب اوسکے سر

وہ مچھلی جڑاؤ تھی کیا فلس پوش
جو تڑپے اڑا دے لہو دریا کی ہوش
ہو ہالہ ماہ حلقہ بگوش
وہ بالیکی تابندگی زیر گوش
جسے دیکھ اوڑ جائین بجلی کی ہوش

ہلال گریبان ہے وہ انتخاب
سلخ کھو دے جسے دیکھ تاب
وہ کنٹھی کی دانے ہین انجم کی آب
وہ ہیرے کا تکمہ بصد آب و تاب
وہ صبح گلو مطلع آفتاب

گلو غیرت صبح عید زمن
وہ اوس نور پر سخت نازک بدن
مرصع وہ چمپا کلی زیب تن
وہ تکمہ چمپے پہ کلی کی پھبن
کہ سورج کے ہو گرد جیسے کرن

وہ تکمہ عجب اوسپہ وہ چمپا کلی
جنہیں دیکھ دلکو رہے بیکلی
لٹکتی نئی طرز سے جگمگی
وہ چھاتی پہ الماس کی دہکدگی
رہے آنکھ سورج کی جسپر لگی

وہ جگنو کے ہیرے چمکتے ہوئے
چلے کان سے سب ٹپکتے ہوئے
بہت زیوروں سے اٹکتے ہوئے
وہ موتی کے بالے لٹکتے ہوئے
رہین دل جہاں سر پٹکتے ہوئے

وہ ریشم کہ مخمل بھی ہے نرم کیسا کہ چھوری علاقہ رکھیں اوس سے آ
وہ آنگی جو تیار ہو گندہ گنمبلا
وہ الماس کی ہیکل اک خوشنما
تصور ہے جس کا دلاسے لگا

عجائب کڑی جسکا نادر چلن
گئی زرگرونکی بنا دے ہین بن
وہ جوشن وہ اور نونگوں کی پھبن
وہ بازو پہ بھجبند اور نورتن
کہ جون گل سے ہو شاخ زیب چمن

جہانگیریون کی بناوٹ پسند
جنھین دیکھ حیران ہین ہوشمند
وہ مہندی کے پیہم لگی اونمین بند
وہ پہنچی زمرد کی اور دستبند
نزاکت میں ہے شاخ گل سے دو چند

کڑا پا کے زیب ایسا پائی نگار
وہ گھنگرو لٹکتے ہوئے دل ہزار
صدا سے ہوا جنکی حشر آشکار
وہ لعلونکی پازیب آمیزہ دار
صد اشک خونی ہو جسپر نثار

زبس انگلیون پر یہ کہنا یا تہا بال کہ ہر پور پر صدقے ہوتی تہی دل فقط انگلیونکو کیا کچھ بچاتے تہے غل وہ بیٹے کی پاؤن میں چھلے تہے کل
کہ انکو دیکھے مٹتے دل اونپہ کہتا تہا گل

بنی ہوکی آراستہ جب دلہن وہ پوشاک و زیور کی دونی پہن وہ کالی سی زلفین گورا بدن وہ بالونکی بو رشک مشک ختن
وہ ڈوبا ہوا عطر مین تن بدن

خطا ہے کہوٹن تبت و چین تلک بہلا عطر اترا کے گیا مہک معنبر تہی نکہت مشک ختن تلک معطر زمین سے ہوا تا فلک
زمانہ گیا اوسکی بو سے مہک

ہوئی جب تم تزئین کی ساری رسوم سبہی کٹ گئے جب کہ بعض شوم زمین کی ہوئی تنگ وسعت عموم فلک تک گئی حسن کی اوسکی دہوم
لیا ہاتھ مشاطہ نے اپنا چوم

تو نجم النسا نے کیا حکم عام کہ ہان اب مکان کا بہی ہو انتظام ہوئین مستعد صبح سے تا بشام خواصون نے گہر کو دیا انتظام
تمامی کی پردے لگائے تمام

بلایا گیا صبح کا نور باف اک ہر کارہ دوڑا گیا تا بقاف بنا چاندنی کہ نہیں جس میں لاف بچھا فرش اوپر کہ چھپر کہٹ کو صاف
مرصع کا اسپر اوڑہایا غلاف

عجائب ہے ترکیب خلاق مین کنول کیا ستونکی ہر اک ساق مین لکہا تہا یہ کیا رونق میثاق مین وہ نرگس کے دستے دہرے طاقچین
نہ نکلے جو لاکر دہرے طاقچین

چنگیرین دہرین مثل در صدف وہ براق مہتاب جیکا کلف سوا اسکے باندہی ہوئے صف بصف ولایت کے میوے دہرے ہر طرف
کہ لیجائے بو جنکی گل سے شرف

کہین عود و سوزنکی کیا شان تہی کہ نکہت معنبر تہی ہر آن مین دماغون کی بجان آگئی جان مین وہ ہر سے نکلے خاص ایوان مین
ہوا ہو گئی عطر دالان مین

وہ گلدستہ جنت کے پہولونکی ہار خزان جنکی پامال صدقے بہار لے آئین اوٹہا مالنین بار بار دہرین اکطرف کیاریان بیشمار
جنہی اکطرف ڈالیونکی قطار

اور اک توشہ خانہ سے فراش آ لے آیا کناریکا بقچہ اوٹہا اوسے کہولکر بے تکلف ذرا چھپر کہٹ کے پاس ایک مسند بچھا
اور اوسپر تمامی کی تکیے لگا +

پہر اوسنے بہت جلد جلدی میان تہولن سے مالن بلا کر وہان سلیقہ سے آراستہ کر کے عیان چنگیرین بنا اور رکہہ پاندان
قرینے سے اوسمین رکہے ہار پان

سوا پاندان ہار پان کے ارے کئی اور سامان لائق کرے اسپر خوشبوؤن سے بہر کئی عطر دان تہے مرصع دہرے
الوکہی گلدستے کئی چوگہڑے

کتب خانی مین آپ جاکر شتاب جو تہا فقہ و تدریس حکمت کا باب لی آیا اوٹہا کر یہ صد اضطراب صہ ہاتھ مجلد دہری اک کتاب
ظہوری و نظیری کا کل انتخاب

سوا اسکے تہا اوسکو شوق سخن عروض و قوافی مین تہا پرفن سبب اسکے فعول و مستفعلن دہری اک بیاض او شک چمن

پر از شعر سودا و میر حسن

سوا اوسکے دل اوسکا تہا منگرا سو کشتی مین مخمل لگا کر دھرا قلم روشنائی سے کر کے کہرا قلمدان سے ہی اک نزاکت بھرا

قرینے سے زیر جہیر کدست دھرا

سوا اسکے اوجہہ اوسمین تہی فاش خواصون مین سرتاپا بتا بود و باش ارادہ اگر دل لگی کا ہو کاش دہر اکطرف گنجفہ نقش قماش

دہری چوپڑ اکطرف شغم تراش

سوا اسکے کرتا تہا وہ عقل و ہوش پڑا انتظام اونیلس خبر کوش قرینے سے ہوئی پڑی گردوش بدوش بچہا چوکی اوس پر دیا اوڑہ پوش

اسکے مین دیکہکر عشق جیسے بادہ نوش

یہ سامان سب کچہہ بنا لاجواب جو آئی تہی شیراز سے وہ شراب تو قرابا او شیشے بہر بہر شتاب صراحی و ساغر شراب و کباب

دہرا اور سب ساقی دکر انتخاب

کباب اور شامی بنا ہوئے جو قرباشتی تہے دو آتشے ہوئے وہ قالو ین بہی کہ دبا ہوئے ولی اونکو کہا چہپا ہوئے

کہ چینیون مین بہہ لگا ہوئے

یہ سامان از حکم سرکار کر چلا مطبخی کو وہ ہوشیار کر دہی آواز سوتی کو بیدار کر کہا خاصہ پر جو خبردار کر

کہ خاصہ کے ہیں کہے وہ تیار کر

مہیا ہوا سب جو انخواستہ وہ تہا خواستہ یا کہ ناخواستہ تسلی ہو سامان پیراستہ یہ سب کچہہ ہوا جسکا آراستہ

خرامان ہوئے سرو نوخاستہ

وہ بیٹہے جہاں تہی ہوا اوٹہ کہری گہڑی لیکی گنتی لگی ہر گہڑی وہ سورج کی گیند اک فرا اوتری سر شام لی ہاتھہ مین اک چہری

ولیکن چہڑی وہ کہ جگنو تہری

بہلنے مین بہلاتی تہی دل مگر ترودد سے چارون طرف تہی نظر بہرحال ہے باطن خوش سبہر روش پر لگی پہرنے اید ہر ادہر

کہ چہپا نہ سورج ہی آئی دیگر

گردن مینا ساغر پر خم ہوا چاہتی ہے قلم دوات مین جانے کا ارادہ کرتی ہے شاہد مضمون کی بکر طبیعت سے در آمد بر آمد یعنی عاشق و معشوق کی ہمصحبتی کا سامان ہے بدر منیر و بینظیر کی صحبت تخلیہ کا بیان ہے،

جہان کم ہو جائے کے بہلائے

بتایا کہ بس وہ نسے ہاں وہاں   وہان سے پہر اوس سمت کو چلنے ہان   ادہر پہر نہ افشا ہو راز نہان   کہا وہ جو آراستہ ہے مکان

ادہر سے تو یون ہو کے لیجا وہان

خواصین تہین ہوشیار تر بجنبا   کسیکی جوانی کسی کا شباب   کچھ اک دل مین خواہش کچھ اک اضطراب   کہے کی بموجب اوٹھا ہائی نقاب

چھپا اوسکو وہان لا اوٹھایا شتاب

مکان تہا وہ آراستہ بے نظیر   ہر اک آئینہ رشک بدر منیر   وہ آرائش اوسکی ہوئی دلپذیر   وہ بیٹھا جو خلوت مین آ بے نظیر

اودہر سے چلی آئی بدر منیر

زبان نے کیا کام لب جنبش کیا   طبیعت کو از بس مشوش کیا   خرد ہوش دونونکو رو کش کیا   اوسے دیکھ کر اوس نے پہر غش کیا

لباس اور زیور سے غش غش کیا

سوہن نے کچھ اپنی ترنگی سی کی   خیال طلب نے دورنگی سی کی   دل شوق نے شوخ شنگی سی کی   زبس عرض مطلب نے جو تنگی سی کی

حیا عشق نے خانہ جنگی سی کی

مکان تہا وہ خلوت کا بیخوف تہے   ہوئے بے تکلف تکلف اوٹہے   کہا شوق نے دیکھتا کیا ہے لے   پکڑ ہاتھ مسند پہ کھینچا اوسے

محبت کے رشتے سی اینچا اوسے

جو کھینچا تو گذری عجب واردات   کشاکش مین مطلب کی پائی نہ بات   وہ جھنجلا کی تیوری چڑہا ایک سات   لگی کہنے یہ پہر اچہوڑ ہات

یہ گرمی سو جتنے رہے اونکی سات

وہ بولا کہ کیا غیر پایا مجھے   سمجھتی ہو تم بن بلایا مجھے   بس اگر تمین ایسا بہلایا مجھے   کہا تہا پیاری جلایا مجھے

دکھائی نہ تیری ستایا مجھے

چھڑاتی ہے کیون ہاتہ بس بیجان تو آ   مجھے اپنی صورت کا جلوہ دکہا   گہڑی کیون بیجی ٹہر تو اک ذرا   اری ظالم اکدم تو تو بیٹھ جا

ذرا میرے پہلو سے تکیہ لگا

نہ خلوت ہے یہان کون ہے اب مخل   مین ہون مستعد تو ہے کیون منفعل   بڑی آتش شوق سے مشتعل   تڑپتا ہے کب سے پڑا میرا دل

ذرا کھول آغوش اور مجھسے مل

ادہر سے نیاز اور ادہر احتراز   ادہر ذوق مستی ادہر ناز ناز   بڑی یونہی تو اول رہی ترکتاز   غرض آخرش بعد راز و نیاز

وہ مسند پہ بیٹھی بصد امتیاز

تکلف اوٹھا بیٹھے طور اور اور   ملا شیشہ سے جب جام بلور   کباب لطف مے اوڑنے پہر بغور   ہوا پہر تو صہبا گلگون کا دور

ہوئے اور ہی اور کچھ وہان کے طور

لنڈہانے لگے وہ سبو کی سبو   بدن مین نہ شیشے کی چھوڑا لہو   یہ پی پیکے بگڑے ہیں ہے مونہ کو   ہوئے جب وہ بدمست دو ماہ رو

لگی ہونے آپس مین عجب گفتگو

حجاب اوٹھ گئے اور تعلیان اوٹھ گئین   لحاظ و حیا شرم سب اوٹھ گئین   خر و نیز مرضون کی چہتین ہٹ گئین   خواصین جو تہین روبرو ہٹ گئین

بہانے سے ہر کام کے بٹ گئین

جو یہ لطف اوٹھی اور یہ جوش ہو صنم سے صنم اپنے ہمدوش ہو نہ یاد خدا پر فراموش ہو غرض رفتہ رفتہ وہ مدہوش ہون
چھپرکہٹ مین لیٹے ہم آغوش ہو

ہم آغوش ہو کر اوٹھا جب حجاب ستونکو لیا چہٹ لئے دانتون مین آہ جو مطلب مین ہونے لگا اضطراب لیا کھینچ ہاتھون سے پردا شتاب
چھپے ایک جا دو مہ و آفتاب

جو حائل ہوئی ایک پردے کی آڑ دیا شاہزادے نے اوسکو بچھاڑ بسپر کا دیا تیغ نے سینہ پہاڑ لگی ہونے پردے مین جب چھیڑ چھاڑ
در حسن کی کہل گئے دو کواڑ

وہ دی سبز شیشے سے ساغر مین ڈال شتابی سے ساقی نے می لال لال اوٹھا ہجر کا دل سے یکسر خیال لگے پینے باہم شراب وصال
ہوئے نخل امید سے وہ نہال

شکم سے شکم مرد سے چشم زن جبین سے جبین اور شکن سے شکن زبان سے زبان جان سے جان تن سے تن لبون سے ملے لب دہن سے دہن
دلونسے ملے دل بدن سے بدن

لعاب دہن منھ کی جب رال ہو مقابل نہ کیون خال سے خال ہو برابر گیا گال سے گال ہو ملی آنکھ سے آنکھ خوشحال ہو
گرین جسر مین دلکی پامال ہو

کسی کا گریبان گیا ہو مسل کسیکی گئی آستین چل پہل کسی چاک دامن مین آیا خلل کسیکی گئی چولی آگے سے چل
کسیکی گئی چین ساری نکل

شگفتہ گل نو دمیدہ ہوئے بہم راست سرو خمیدہ ہوئے شنیدہ جو تہی لطف دیدہ ہوئے غم و درد دامن کشیدہ ہوئے
وہ گل نارسیدہ رسیدہ ہوئے

برہمن تہے دونون نے پڑہ پڑہ کی بید بھری گوش دل مین صدائے نوید کھلے دو دلون مین جو تہے بند بہید اوٹھے پیکے باہم شراب امید
کوئی سرخرو اور کوئی روسپید

فراغت ہوئے کام سے وہ صنم جو مشغول تہے عیش مین دو بہم اوٹھے پیار کرتے ہوئے دمبدم چھپرکہٹ سے رکھے اپنا باہر قدم
نکل آئے باہر تو محبت کا دم

وہ مقصد سے اپنے سبکدوش ہو تھکے ماندہ دو نطفے جو تن سے خم عیش سے بسکہ می نوش ہے نشے سے محبت کے بیہوش ہے
گئے بیٹھ مسند پہ خاموش ہو

تو اوس وقت کا حال ای ہمنشین جو تہا حجرہ مین چہپا اور چہین تہکے ہارے محنت کش و شرمگین کبہی آنکہین نیچے ادہر نازنین
عرق مین ادہر غرق وہ مہ جبین

بہت خواہشین دل مین تہین یکدگر کہ پھر کوئی دم لیجئے دم ٹہر کر اوٹھا نیکے آپس مین خطرہ بیشتر یہ بیٹھے تہے خوش ہو باہم ادہر
کہ اتنے مین آ دہر سے باجا پہر

گھڑی پہر گذری تہی ای صغیر سوئے تہے نہ باہم سخن مین مشیر پکارا یہ گہڑیال چل ای شریر بہر کر وہ بیچ اوٹھا بے نظیر
ہوئی غم کی تصویر بدر منیر

تو حیرت نے کچھ ایسا نقشہ کیا خموش آپ بیٹھی رہی اپنی جا ادہر یہ کھنچی وہ ادہر کو رکا نہ بولی نکلی بات نے کچھ کہا

دیکہا او دہر انکہہ اپنی اوٹہا

پہر ہانپ کر ہوئی یہ ناچار ہو چلا جان ودل کہو کی بیکار ہو سنو چلتے چلتے جو تم یار ہو کہا مجھسے پیاری نہ بیزار ہو
پہر آؤ نگا بولی کہ مختار ہو

محبت بہی ہی کیا غضب مہربان کہ معشوق بن تنگ سے جیسے جان یہ ناچار تہا کیا کرے نا توان خفا ہو نہ سے اوسکے وہ نوجوان
چلا تو ہوئے بہنچہ یہ آنسو روان

ہوا اوسکا جانا بہت ناپسند کوئی امر ایسا نتہا سودمند یہان پیش چلتا نہین کوئی چند ہوئی داغ دہ نونکی آپسمین بند
لگی بہر ہی بہ آنے گزند

پری پاس جا کر وہ خوش خرام تعشق کے آپسمین کرنا کلام کہ یہ راز خاص او سپہ تا نہو عام بندہا پہر تو معمول اسکا مدام
کہ ہر روز آنا دہر وقت شام

او رآنا بہنکر بیا چولنا ہر اک باتمین قند سا گہولتا گہر ہائی مطلب سے اتولنا پہر اک تک ہنسنا اور بولنا
در عشق اور حسن کو کہولنا

کبہی عرض کرتا مطالب کو طول کبہی مختصر گفتگو با عقول رہا شادی غم کا باہم اصول کبہی ہجر مین اونکو ہونا ملول
کبہی وصل مین بیٹہنا پہول پہول

آبداری دینا خنجر زبان کو دیو غماز کا روبرو ماہرخ پری کے دشنہ بیان کو صیقل کرنا اہرمن کا مصقلہ مخبر سے بابت ملاقات بدر منیر کی بینظیر سے

تو سمجہا یہی ہی کہ ہر عقل خام مجہے جلت وحرمت سے ہی کام نکر دیر اس دور مین سن کلام پلا جلد ساقی مجہی بہر کے جام
کہ ہی چرخ بہی در پئے انتقام

دکہاتا ہی روز غم اندوز ہجر جلاتا ہی شمع شب افروز ہجر یہ کہینچی کمان سینہ توز ہجر یہ ہی دشمن وصل دلسوز ہجر
کرے ہی شب وصل کو روز ہجر

خدا کی بہی گردو دو ہائی آے نمازی یہ موذی سوائی اے بری لگتی ہی سب بہلائی آے جدائی انہون کی خوش آئی اسے
یہ اتنی بہی صحبت نہ بہائی اسے

درانداز موذی کہانکا یہ خر اوٹہی وہ اوڑاتا کہانسے کدہر فرشتو نکی سوگند کہاکر مگر کسی دیو دی پری کو خبر

کہ معشوق عاشق ہوا اور پر

وہ سنکر یہ شعلہ بھبوکا ہوئی   وہ آتش پرستونکا منشا ہوئی   کبھی شعلہ گاہ ہے پتنگا ہوئی   جلی اسقدر وہ کہ کوئلا ہوئی

لگی کہنے یارب بلا کیا ہوئی

قسم مجکو حضرت سلیمان کی   سزا دونگی مین اسکے ایمان کی   بچے مجھسے کیا جان انسان کی   خبر سچ ہے یا جھوٹ بہتان کی

ہوئی دشمن اب اسکی مین جان کی

کہا دیوسے تو مجھے دے پتا   قصور آدمی سے ہوا ہو گیا   کروں مین تو تحقیق سچ جھوٹ کا   نہ جھی یہ سچا ہے جھوٹا ہے یا

کہا جب کسی باغ مین تھا کھڑا

کوئی نازنین سی تھی اک اسکے سات   تو آنکھوں سے دیکھی تھی یہ واردات   یکایک مین گزرا ادہر پے جہات   گھڑی دو گھڑی کوئی گزری تھی رات

کھڑی تھی دئے ہاتھ مین اسکے ہات

قضارا اڑا مین جو ہوکر ادھر   کہین اتفاقاً ہوا تھا گذر   ادہر سے ادہر تھا اودہر سے ادہر   مین کرتا تھا سیر جہان بیشتر

یہ دونو مجھے وہان پڑے تھے نظر

یہ اڑتی سی اس کی خبر سن پری   یہ آتش کا شعلہ ہوا مین بھری   اذیت پہ اس نے طبیعت دہری   یہ تھی کافرہ کب خدا سے ڈری

کہا دیکھ پاؤں مین اوس کو ذری

تو کھا جاؤن کچا اوسے موت ہو   اجل دم مین آئے ابھی فوت ہو   مرے اسکے باہم جو ڈنڈوت ہو   مرا عہد اس طرح سے فوت ہو

لگی ہے مری اب تو وہ سوت ہو

وہ آگے تو آوے مرے نابکار   سمجھ لونگی پیچھے لگے گا جو وار   نگاہونکی چھریون سے اب بار بار   مین کرتی ہون کیسا اسے خوار زار

گریبان اسکا کرون تار تار

یہی قول و اقرار تھا میرے سات   یہی گفتگو تھی بھلا مجھسے رات   اسی پر بنا تھا بڑا نیک ذات   یہی میری اسکی تھی آپس کی بات

بھلا دامن اسکا ہی اور میرا ہات

ہمارے بزرگون نے سچ ہے کہا   تما نیگا گر تو خطا پائے گا   ہو گو جھوٹ سچ جان لا ہے بجا   نصیحت کرے کچھ جو اپنا بڑا

کہ ہین آدمی زاد کل بیوفا

غضبناک بیٹھی تھی یہہ تو ادھر   اسی رنج مین یہ تو تھی سربسر   جبھی انکو کہتی ہے خلقت بشر   کہان انمین ہے خیر یک لخت شر

کہ اتنے مین آیا وہ رشک قمر

اسے دیکھ غصے مین وہ بھر گیا   مخوف ہوا جیمین وہ گھر گیا   تو سمجھا کہ کچھ غم اثر کر گیا   جو چہرے پہ اس کے نظر کر گیا

کہے تو کہ جیتے ہی جی مر گیا

بلا سی وہ دیکھ اس کے پیچھے لگی   پری آ جلی دیو سان بن گئی   بہت غصہ ہو ہوکے اسپر بکی   سنا قصہ کہکر کے پھر جلگئی

کہا سن تو او موذی و مدعی

تجھے سیر کو مین نے گھوڑا دیا   اسی واسطے یہ نگوڑا دیا   فقط خوش کیا بلکہ کوڑا دیا   بہت پاک سمجھا کہ تھوڑا دیا

کہ اس نالی آدمی کو جوڑا دیا

ادھر جوڑنا اور ادھر توڑنا دل عیش و عشرت کے یہ کوٹنا ہمارا ستم سے گلا گھونٹنا الگ ہم سے یون رہنا او چھپنا

یہ اوپر ہی اوپر مزے لوٹنا

اسی عہد پر وہ عبارت لکھی وہی سطر مضمون کی جھوٹی پڑی تجھے کچھ بدی اب تمسک ہوئی مچلکا دیا تھا نہ تو نے یہی

بھلا اس کا بدلا نہ لون تو سہی

تو قطرہ تھا پر مین لئے دریا کیا سمندر سے تو موتی لانے لگا یہی لہر ہے اب ڈبوؤن تو کیا ذرا چاہ کا دیکھ ابھی مزا

جھکاتی ہون کیسے کنوین مین بھلا

تعجب ہے یہ مجکو تجھسا حبیب الگ مجھسے پیدا کرے بو قریب مگر تجھ پہ ہو واردات عجیب تجھے جیسے مارون تو کیا اے غریب

ولے چاہتے تھے یہ تیرے نصیب

کنوین کیسے کیسے جھکاؤن تجھے ذرا اونچا نیچا دکھاؤن تجھے بگڑ کر پھر ایسا بناؤن تجھے کہ چاہ الم مین پھنساؤن تجھے

ہنسا ہے تو جیسا رلاؤن تجھے

کہ پھر بھول جائے تو سب یاد کو نہ غم ہنسائے دل شاد کو کہے قمری رو رو کے شمشاد کو یہ کہہ اور بلا اک پریزاد کو

کہا سنیو اس کی نہ فریاد کو

ہوا اس کے اوپر نہایت عتاب یہ اعمال سے اپنے ہوگا خراب اور رستے مین کرنا ستم بیحساب اسے لیکے پہنچنا یہان سے شتاب

وہ صحرا جو ہے درد و محنت کا باب

ہو معلوم اسے دہان کا کھوٹا کھرا دکھا دشت آفت کا سبزہ ہرا وہان اسکا کون ہوئیگا سر ہرا کنوان اوس مین جو ہے عجب بے کرا

کئی من کا پتھر ہے اوس پر دھرا

ہٹا جاکے پتھر کو اب سر بسر دکھا دے کنوین کی دہن کو مگر نکر رحم اسوقت کچھ بیشتر اسے جاکے اس چاہ مین بند کر

وہی سنگ پھر اسکے منہ پر تو دھر

نہ آواز اپنی سنانا اوسے نہ منہ اپنا ہرگز دکھانا اسے نہ اپنا ٹھکانا بتانا اوسے سر شام کھانا کھلانا اسے

اور اک جام پانی پلانا اسے

بلا سے کنوین مین یہ تو کچھ سہے خوشی مین ترے یا کہ غم مین بہے یہ روئے رلا دے یا چپ رہے نہ دیکھو سوا اس کے جو کچھ کہے

یہی اسکا معمول دائم رہے

پری سنکے کہا دیو نے سب سنا سنا جو سنا اور کہا جو کہا فقط حکم کی دیر تھی بر ملا یہ سن دیو اس گل کے نزدیک آیا

پکڑ ہاتھ اسکا فلک پر اڑا

فقط دیو سے تھا خلا اور ملا ادھر غم جدائی کا لے کر چلا کبھی سینہ اٹھا ہو کھانے کلا گری اوس پہ جو آسمانی بلا

دل اس نازنین کا ہوا ہو چلا

تلاطم پہ ہے بحر الفت کی موج وہ تھا بحر آفت سے پیوستہ موج یہ اس بحر مین شعر گاتے تھے موج ہوا یون جو اس بخت نازک کا اوج

چلی آہ و نالہ کے ساتھ اسکی فوج

ہوا مین پری دیو کا راج ہے یہ داناؤنکا دیو سرتاج ہے نہایت کا عالم الہی کا کاج ہے کہا دل یہ رتبہ جو کچھ آج ہے

نہ مونس نہ غمخوار اُس کا کوئی نہ دلجو نہ دلدار اُس کا کوئی نہ مخلص ہے ہشیار اُس کا کوئی نہ مشفق نہ سردار اُس کا کوئی
تنہا جز خدا یار اُس کا کوئی

وہی چاہ تاریک اُس کا رفیق وہی ہمنشین اُسکی تنگی و ضیق وہی ہم سخن جس مین تھا وہ غریق وہی مجلس اُس کا بحر عمیق
وہی سنگ سر پر بجائے شفیق

ہوا بھی نہ وہان جس سے دمساز ہو پرندہ نہ پر مارے جس سمت کو وہ راتون کو جاگے رہے نکوسو اندھیرے مین دن رات ہول یک تو
کنوین کی سنے کون آواز کو

ہوا بھی نہ وان جس سے دمساز ہو تو آئے نہ کیون جانسے باز وہ تو سمجھے وہ کس طرح انداز کو اندھیرے مین رات ہو راز کو
کنوین کی سنے کون آواز کو

کنوان ہی مدام اُسکا ہمدم رہے کنوین مین الم کے اڑین چھچھے کنوین مین رہین نخل غم لہلہے کنوین مین سدا اُلٹی گنگا بہے
جو اُس سے سنے وہی اُس سے کہے

کنوان اُسکو پوچھے وہ پوچھے اُسے کنوان اُسکو پوچھے وہ پوچھے اُسے کنوان اُسکو پوچھے وہ پوچھے اُسے وہ روڑے کنوین کے تھے گو جیو اُسے
اندھیرے سوا کچھ نہ سوجھے اُسے

سیاہی مین جیسے وہ کافر کا دل اندھیرے سے نسبت کے تھا مشتمل مگر چاہ بیژن کے تھا متصل ہے تنگی مین دیکھو وہ پتلی کا تل
صعوبت مین اُس سے جہنم خجل

نہ شبکی سیاہی نہ ونکا وہ نور شب تار لکھے قلم کا قصور سیاہی گور اوسکی تھی نور پور اندھیرے مین وحشت سیاہی گور
سدا خلوت غم کا اُسکا ظہور

غم و درد الفت کا کیا کہا کیجئے وہ عیش و طرب ہا سب کھو دیئے جان اُسنے الفت مین کیا کیا کئے بلا ہے محبت کہ جس کے لئے
لہو پانی اپنا کنوین مین پیئے

نشان وہ کنوان تھا ستون الم الم رنج و غم سوز ہم دمبدم بلا آفت و درد و غم سب بہم بھرے تھے تمام اوسمین جور و ستم
نشان شب آفت و درد و غم

اُس اندھیر کو کیا لکھون مین آہ غضب کا تھا تاریک الغرض چاہ ہوئی دمبدم اُسکی حالت تباہ نہین سوجھتی ہے نکلنے کی راہ
قلم کے نکلتے ہین آنسو سیاہ

کرون مختصر یہان سے اب غم کی بات بہت طول کرنے سے پا کر نجات ہوئی ہے جو کچھ اسپہ غم کی برات بیان کر چکا ہون مین سب واردات
لگا رہنے اُس مین وہ آب حیات

نہین مخلصی سوجھتی اب اُسے مصیبت ستاتی ہے شب بھر اُسے قیامت کا دن ہے ہر اک شب اُسے رکھے کب تلک دیکھئے رب اُسے
نکالے خدا دیکھئے کب اوسے

پھنسا اسطرح سے جو وہ بے نظیر کنوین کی اندھیر مین ہے اب اسیر نہ کوئی شفیق اور نہ کوئی بشیر نہ کوئی ندیم اور نہ کوئی مشیر
پڑی بیقراری مین بدر منیر

ہم اوس دلو نہین جو ہوتی ہے چاہ فقیر ابن ہو کوئی یا ہو وہ شاہ کجا وہ پہاڑ اور کہان یہ گیاہ غم عشق ہے کوہ اور دل ہے کاہ

تو ہوتی ہے دل کی تسلی سے راہ

قلق وہان جو گزرا تو یہان غم ہوا
لگا خار وہان یہان رد ان غم ہوا
وہان زخم یہان گھاؤ پیہم ہوا
وہان رنج اور یہان ماتم ہوا
مرکا جی وہان یہان خفا دم ہوا

کئی دن نہ آیا جو وہ رشک ماہ
بہت راہ دیکھی سر شام آہ
لگی ہونے خود اسکی حالت تباہ
جدائی کی آفت ہوئی سنگ راہ
نظر مین ہوا اوس کی عالم سیاہ

لگی کہنے نجم النسا سے بُرا
مخاطب سے بولی جو آیا سُوا
لدا اوسکی گردن پہ غم کا جوا
یہ روئے یہ روئے سمندر چڑھا
خدا جانے اوس شخص کو کیا ہوا

کہا اسنے بی تمکو سودا ہے کچھ
مجھے اُس سے اُلفت کا دعویٰ ہے کچھ
نہین حال معلوم ہے کیا ہے کچھ
وہ بیمار ہے یا کہ اچھا ہے کچھ
وہ معشوق ہے اوسکو پروا ہے کچھ

خدا جانے کس شغل مین لگ گیا
جب آئیگا تم پاس آجائیگا
پرستان سے وہ گیا اور کیا
کوئی کام درپیش اُسکو ہوا
مری چڑ ہے اتنا بھی ہونا فدا

وہ رہ رہکے تم کو دلاتا ہے چاہ
وہ عاشق وہ معشوق دونو ملین راہ
اُڑا لائی ہے اوس کو وہ خواہ مخواہ
لگا جی پری سے ہوا اُس کا بیاہ
عبث آپ کو تم کرو مت تباہ

رُکے جو کوئی اوس سے رُک جائیے
سمجھئے ذرا دل کو سمجھائیے
ذرا عالم ہوش مین آئیے
ذرا عقل کو کام فرمائیے
جھکے جو کوئی اُس سے جھک جائیے

تقول بھلا کچھ نکالا کرو
ہماری ذرا بات پالا کرو
دھیان آئے جب اُسکو ٹالا کرو
خیالو تمہین جی اپنا ڈالا کرو
ذرا آپ کو تم سنبھالا کرو

یہ سن چپ رہی دل مین کھا پیچ و تاب
جو کچھ کا دیا طعن نے بے حساب
تپ ہجر سے جان و دل ہین کباب
جدائی کا سر پہ پڑا یہان عذاب
دیا کچھ نہ اسبات کا کچھ جواب

گئے ہفتے جب کئی اور بھی
زمانے نے بدلے نئے دور بھی
جدائی کے دل پر سہے جور بھی
سمجھکر ذرا دل مین کی غور بھی
بگڑنے لگے پھر تو کچھ طور بھی

دیوانے سے ہر سمت پھرنے لگی
لہو دونو آنکھوں سے جھڑنے لگی
زبس ازرہ غم سے چڑنے لگی
سدا بحر الفت مین ترنے لگی
درختون مین جا جا کے گرنے لگی

ٹھہرنے لگا جان مین اضطراب
تسلی کا ہونے لگا گھر خراب
گزرک کے لئے دل کے بجھنے لگا آب
محبت کے پی پی کے ہر دم شراب
لگی دیکھنے وحشت آلودہ خواب

تپ ہجر گھر دل مین کرنے لگی
محبت کی آتش ابھرنے لگی
یہ مقراض غم گل کترنے لگی
وہ پھر آپ ہی جیکی مرنے لگی
دُرِ اشک سے چشم بھرنے لگی

خفا زندگانی سے ہونے لگی
وہ تخم الم جی مین بونے لگی
وہ یون داغ غم دل سے دھونے لگی
وہ کونون مین پڑ پڑ کے رونے لگی
بہانے سے جا جا کے سونے لگی

تپِ غم کی شدت سے وہ کانپ کانپ　سمجھ جاتے تھے لوگ سب ناپ ناپ　تپنچہ کو کہتے تھے وہ چاپ چاپ　وہ دستی کو کہتے تھے پیمان ناپ

اکیلی لگی رونے منہ ڈھانپ ڈھانپ

نہ اگلا سا ہنسنا نہ وہ بولنا　الم کی ترازو میں غم تولنا　گلے میں محبت کا بٹے ہولنا　نہ ہے وہ بدن اور نہ ہے چولنا

نہ کھانا نہ پینا نہ لب کھولنا

جہاں بیٹھنا پھر نہ اٹھنا اسے　کہا گر کسی نے چلو تو چلے　اٹھاوے کوئی تب وہ بیٹھے اٹھے　جہاں جا گرے بس وہیں وہ پڑے

محبت میں دن رات گھٹنا اسے

کہا گر کسی نے کہ بی بی چلو　اب آہستہ تم یا کہ جلدی چلو　منگا پالکی اس میں بیٹھی چلو　کہا گر کسی نے بغیچے چلو

تو اوٹھنا اسے کہہ کے ہانجی چلو

جو پوچھا کسی نے کہ کیا حال ہے　محبت کا دلبر تیرا جال ہے　کہا یار کا ہجر دنبال ہے　کہا گر کسی نے کدھر خیال ہے

تو کہنا یہی جو کہ احوال ہے

کسی نے جو کچھ بات کی بات کی　غرض بیخودی تھی ہر اوقات کی　سہیلی ہو دہ سنگ یا سات کی　کسی نے جو آکر ملاقات کی

اگر دن کی پوچھی کہی رات کی

جو پوچھا کسی نے کہ کچھ کھائیے　جو ہمدرد ہو اس سے کہہ جائیے　کہا حالِ دل کیونکہ بتلائیے　جو بولی کوئی کچھ تو فرمائیے

کہا خیر بہتر ہے منگوائیے

کسی نے کہا سیر کیجے ذرا　کسی نے کہا باغ ہے خوش فضا　ہر اک گل ہے رنگین کیا کیا کھلا　چمن لہلہا اور ٹھنڈی ہوا

کہا سیر سے دل بھرا ہے بھرا

جو پانی پلانا تو پینا اسے　ہر اک لمحہ گزرے ہے مر مر جیسے　برتنا یہی بس قرینہ اسے　محبت کی ہے سینہ کینہ اسے

غرض غیر کے ہاتھ جینا اسے

نہ کھانے کی شدت نہ پینے کا ہوش　سدا کرنا شورابہ غم کو نوش　اوسی کی محبت کا دل میں خروش　اوسی کے صدا پر لگے اسکے گوش

بھرا دل میں اس کے محبت کا جوش

چمن پر نہ مائل نہ گل پر نظر　نہ قمری نہ شمشاد کی کچھ خبر　نہ ذرہ نہ خورشید سے بہرہ ور　نہ طوطی نہ آئینہ یہاں کارگر

وہی سامنے صورت آنکھوں پہر

نہفتہ اوسی سے سوال و جواب　وہی بحر زخار وہی حباب　وہی مے وہی ساقی و کباب　وہی ذرہ ہے اور وہی آفتاب

سدا روبرو اس کے غم کی کتاب

نہفتہ اوسی سے سوال و جواب　اوسی نسخہ غم کا کرنا حساب　اوسی بیت ابرو کا پڑھنا جواب　وہی مصرعہ قدِ قیامت مآب

سدا روبرو اسکے غم کی کتاب

جو آجائے کچھ ذکر شعر و سخن　کبھی گر یہ تقریب شایستہ فن　معانی کی صورت دہی تن بدن　کھلا جب سے مضمون خال بتان

تو پڑھنا یہ دو تین شعر حسن

غزل

یہ کیا عشق آنکھون رُلانے لگا　یہ کیا عشق کالون سُنانے لگا　یہ کیا عشق جی کو جلانے لگا　یہ کیا عشق آفت اُٹھانے لگا
مرے دل کو مجھسے چھڑانے لگا

کہان ہے کدھر ہے وہ گلرو مرا　ہے کس برج مین وہ مرا مہ لقا　شتابی شتابی پئے مصطفےٰ　ملا میرے دلبر کو مجھسے خدا
نہین تو مرا دل ٹھکانے لگا

مجھے شکوہ اغیار کا کچھ نہین　قصور اس مین غمخوار کا کچھ نہین　گلہ مجکو دلدار کا کچھ نہین　گنہ چشم خونبار کا کچھ نہین
مرا دل ہی مجکو ڈوبانے لگا

مجھے عیش آنکھون دکھایا نتھا　مجھے ساتھ اُس کے سُلایا نتھا　شب و روز مجھسے ملایا نتھا　فلک تو نے اتنا ہنسایا نتھا
کہ جسکی عوض یون رُلانے لگا

دکھایا بہت مجکو رنج و محن　خزان بنگیا میرا گلشن چمن　ہے باطن کا اقرار ظاہر سخن　نہین مجکو دشمن سے شکوہ حسن
مرا دوست مجکو ستانے لگا

گہے غصہ سے سرخ گہ غم سے زرد　گہے رخ جنبیلی گہے رشک ورد　قصیدہ نہین تو اُٹھا غم کی فرد　غزل یا رباعی و یا کوئی فرد
اسی طرحسے پڑھنا کہ ہو جسمین درد

جو صحبت مین احباب و رہمنشین　بہم ہوئین مانند نقش و نگین　مکلف ہو تو ہوکے چین بر جبین　سو یہ بھی جو مذکور نکلے کہین
نہین تو کچھ اسکی بھی خواہش نہین

تو کیون یہ کہ دل تو پریشان ہو اب　کجا راحت و عیش و عشرت طرب　یہی وجہ کا ال ہے اس کا سبب　سبب کیا کہ دل سے تعلق ہے سب
نہو دل تو یہ بات بھی ہے غضب

نہو دل ٹھکانے جہان ایک پل　جہان جی ہو بیکل تو پھر کیسی کل　بھرے دل سے خالی ہو میری بغل　گیا ہو جب اپنا ہی جیوڑا نکل
کہان کی رباعی کہان کی غزل

نہال سخن کا سرسبز ہونا گلہاے بوقلمون کا شگفتگی سے باغ باغ بنا ترانہ سنجی مطرب خوش نوائے قلم کی زہرہ سیرت بکر طبع کا رقص کرنا اور اوہی مجلس مین بدر منیر کو یاد آنا بے نظیر کا اور آتش شوق کا بھڑک کر دل عاشق مین کام کرنا تیر کا

بسی جسمین خوشبو سے عطر و گلاب　چنبیلی کی دلجوئی ہو باریاب　صفا سیو کی کیسی ہو کے خوش آب　گلابی مین غنچہ کی بھر کر شتاب
پلا ساقیا کیتکی کی شراب

گل اشرفی سان ہو قیمت گران　زر گل ہو پیمانہ دور میان　سبو ساغر لالہ خونفشان　پیالے مین نرگس کے دے سیر یان
کہ دیکھون مین کیفیت بوستان

مین ہون اُردی داستان کرم　مین ہون حاکی قصہ بیش و کم　مین ہون ناقل حال لیکر قلم　حکایت کرون ایک ان کی رقم
کہ دنیا مین توام ہین شادی و غم

اُٹھی سو کے اکدن وہ رشکِ پری　　غمکی آنکھونمین لیکر تری　　کہ نیند آسکے شاید ہو ن غم سے بَری　　پڑی بستر رنج پر سرسری
کہا جا کے دیکھون چمن کو ذری

مگر غنچہ سان کچھ کھلے میرا دل　　فضا باغکی دیکھکر متصل　　ہنسین نسترن بیلے دو دو پل　　رہے ہین گل و لالہ ہمت کھل
کہ غم نے کیا ہے نپٹ مضمحل

زبس گل سے آتی ہے بو یار کی　　بہار آگئی صبح دیدار کی　　بنفشے سے لٹ ہی زلف خمدار کی　　دلاتا ہے گل یاد رخسار کی
ہوا پھر ہوئی اوس کو گلزار کی

پھر ایک دن تہا کہ منہ ہاتھ دہو　　طبیعت بہل جاے شاید چلو　　کہا دل لئے گرجی بین ہے تو ہو　　یہ کہ اٹھکے بیٹھی وہ پاکیزہ خو
چلی اوٹھکے دالان سے سیر کو

زمرد کا مونڈہا چمن مین بچھا　　کہا دل نے اب تو یہین بیٹھ جا　　سہانا سا سایہ درختون کا کیا　　تو آگے سے اوسکو نظر آگیا
وہ بیٹھی عجب آن سے دلربا

کہا انون کو اک پانون پر دہر لیا　　ولے اسکا نقشہ ہوا اس شکل کا　　دو زانو کی ترکیب سے بہی جدا　　کہون چار زانو تو کیونکر بہلا
اور اک پانو مونڈہے سے لٹکا دیا

نپوچھ اسکی پائے نگارین کا حال　　عقیق یمن کا ہوا خون حلال　　بہت دل لئے ہین قیامت کی چال　　بہت سر ہین اس پانو سے پائمال
زبان حنا وصف مین جسکے لال

ککک ور فندق سے لالہ کو داغ　　گل ارغوان کا ہوا گل چراغ　　کہ سر اس قدم سے لگا یا فراغ　　گیا آسمان پر حنا کا دماغ
ہوا ایسی کیفیت پائین باغ

طلائی کڑے اور ککک کا وہ رنگ　　دو رنگی کے رنگون کی آپس مین جنگ　　ادہر لعل کا خون ہوا دلمین تنگ　　ادہر جان مرجان کے جی مین ترنگ
سنہری شفق دیکھ ہو جس کو دنگ

جواہر کے چھلے پڑے پور پور　　نزاکت مین تہین انگلیان شرور　　وہ پاہات آئین تو قسمت کا زور　　کڑے سخت دل کے تکین جسکو چور
زری کی ٹکی جیسے مخمل پہ نور

زبس سوتی اٹھی تھی وہ نازنین　　کہون کیا اسے موج دریا جبین　　وہ ماہ مبین سے زیادہ حسین　　جبین کیا اگر رشکِ ماہِ مبین
پڑی تھی عجب ڈہب سے چین جبین

خماری وہ انکھیان وہ انگڑائیان　　وہ سرمہ کی تحریرین بہ آئیان　　ذقن پر وہ مستی کی پرچھائیان　　وہ مکھڑے سے زلفین لٹک آئیان
وہ جوبن کے عالم کی سرسائیان

جوانی کا موسم شروع کی بہار　　وہ اوٹھتی جوانی سو جی بیقرار　　ٹپکتا ہوا رنگ رخسار یار　　نئی عمر کا حسن بے اختیار
وہ سینہ سے اسکے کچونکی ابھار

نشے مین وہ آ حسن کے بیٹھنا　　غرض آپ بن بن کے بیٹھنا　　بہک کرکے دشنام سے بیٹھنا　　صراحی و جام آگے لے بیٹھنا
وہ چھب تختی اپنی کو دیکھ اینٹھنا

خواص ایک حقہ لئے تھی کھڑی　　ادب سے قرینے سے پیچھے اڑی　　کہ خوشبو وہان تھی پہ ٹہرون پڑی　　تماکو عجب عنبرین تھا جڑی

کہ لالہ کی پتی تھی اوس مین پڑی

وہ شیشے کا حقہ مرصع کا کام نزاکت نزاکت رکھے جس کو تھام وہ نازک تھی ایسا کہ دل جسکا تھام نہ تھا حلب مین بصد انتظام

معرق زر کا وہ نیچہ تمام

لب نازک اوپر وہ مینائی زہر جو دم کش وہ کرتی تو اسطرح پر پیچم کی تو ضع مین رکھی تھی بہر وہ آتش دل عاشقان تھی مگر

نکالے تھی پردے مین دود جگر

لب نازک اوپر وہ تنہال دہر دہوان سینہ سے باہر آتا تھا پر تو ظاہر مین حقہ وہ پیتی اگر جلا سوز الفت سے دل سر بسر

نکالے تھی پردے مین دود جگر

ادہر اور ادہر ہر طرف تھی نگاہ کدہر سے نظر آئے وہ رشک ماہ غضب پہونکتی سوز الفت کی راہ دہوان چہوڑ کر دم بخود ہوتی آہ

کسی کی کوئی جیسے تکتا ہو راہ

خواصین کھڑی اسکے سب گرد پیش کوئی خلق مشرب کوئی ظلم کیش کوئی خندہ زن اور کوئی سینہ ریش تو خدمت گزاری مین با نوش و نیش

جو تھین اپنے عہدے پہ حاضر ہمیش

کوئی لے چنگیر اور کوئی ہار پان پکارا تو بولی کوئی جیسے ہان کوئی منتظر حکم کی ہر زمان کوئی چتر لے اور کوئی خاصدان

کوئی مورچہل لے کوئی پیکدان

رسیلی چھبیلی بنی تنگ چست رنگیلی مبارک قدم ہے درست کوئی رکھے سنجیدہ عقل نخست کوئی ہے تو چنچل چلن مین تو چست

لباس اور زیور سے ہر اک درست

کھڑی آنکھین نیچی کئے با ادب بہم دست بستہ یہ وہان سب کے سب بجا لائین جو کچھ کہ ہو حکم جب ہین حاضر ادب سے خموشی بلب

اسی شرم سے پر قیامت غضب

وہ آنکھین کہ کرتی تھین جیدھر نگاہ تو کچھ نرگس و گل ہی تکتے تھے راہ الٹ جائے صف قتل ہو خواہ مخواہ پلٹ جائے تیغا جو ابرو کا واہ

ادہر غش مین آتا تہا ہر بہول آہ

کئی ہمدم اسکی جو تھین ماہرو امیرون کی دوشیزگان خوبرو تمام کو ندیمون کی ہے جستجو کردان ہمنشینون کی اب گفتگو

بچھائے ہوئے کرسیان سو بسو

وہ گرد اسکے بیٹھی تہین صف باندھ کر جہان تک پہنچتی ہے تا بہ نظر وہان سے ہاتک وہان سے گذر مقابل یہان سے وہان تک مگر

برابر برابر ادہر سے ادہر

سمان اس گھڑی کا کہون کیا مین آہ عجب سیر اور لطف تہا خواہ مخواہ لگا سرو سے جوتی تک درگیاہ جوانان گلشن مین سیرے گواہ

ستارون مین تھا جلوہ گر ایک ماہ

عجب حسن تھا باغ مین جلوہ گر خوشی مین ہوا غنچہ گل پہول کر بہار چمن جوش پر اس قدر وہ سب باغ مین باغ گلزار پر

کہ ہر گل کی تہی اوسکے منہ پر نظر

چمن اس گھڑی پر سر جوش تہا پڑا ایک سناٹا تہا اک خاموش تہا ہر اک نقش دیوار سر گوش تہا عنادل کو دل کا کہان ہوش تہا

گل و غنچہ جو تہا سو مدہوش تہا

بنگا موتیا کیوڑا اور جوہی / حنا صندل و خس بہم ہر کوئی / وہ مجموعۂ عطر خود تھی بنی / زبس عطر مین تھی جو ڈوبی ہوئی

دو بالا ہر اک گل کی خوبی ہوئی

ہوئے باغ کے عقل کے گل چراغ / پڑا رشک سے دل مین لالہ کے داغ / معنبر ہوا باغ با صد فراغ / معطر ہوا اور گل کا دماغ

کہ مہکا تمام اوس کی خوشبو سے باغ

چمن مین جو بیٹھی تھی وہ گلبدن / چمن در چمن بس گیا باغ بن / بگاڑی ہر اک گل کے رنگ کی پھبن / پڑا عکس جو اوسکا طرف چمن

ہوا لالہ گل اور گل نسترن

گیا غم سے رنگ رخ گل ٹپک / ہوا یاسمن کا بھی پھیکا نمک / گلون کا یہ رنگ ہو گیا یک بیک / درختون پر اوسکی پڑی جو جھلک

زمرد کو دی اور اس نے چمک

وہ مہ پارہ تھی ایک عابد فریب / وہ حسن و جوانی و صورت عجیب / گل و لالہ سنبل بچارے غریب / ہوئی اسکے بیٹھے سے گلشن کو زیب

گیا اور صبا کا بھی صبر و شکیب

وہ عارض برنگ گل آبدار / وہ کاکل کا بل ڈالے سنبل کو مار / جبین رشک گل اور رخ گلعذار / چمن نے جو اس گل کی دیکھی بہار

ہوا دیکھ اپنے گلونپر فگار

ہوئے حسن پر اس کے سب منفعل / کوئی منفعل اور کوئی مشتعل / بہم ہو کے انصاف سے معتدل / گل و غنچہ و لالہ آپس مین مل

لگے کہنے اس باغ کا ہے یہ دل

نہ شمعون سے پروانون نے رکھی ہے راہ / چکورون کے دل [illegible] عشق باد / اڑی فاختہ چھوڑ شمشاد واہ / گئی دل سے بلبل کے گلشن کی چاہ

لگی سرو کی شکل قمری کو آہ

گیا باغ کو اس نے محو اسقدر / کسو کو کسی کی نہ تھی کچھ خبر / کچھ اس وجہ حیرت ہوئی آنکر / بنے وہان کے آئینہ دیوار و در

وہ منہ سب کے دل مین ہوئی جلوہ گر

اسے ایک جلوے کی ہی سوجھا / کہ وحدت کو کثرت مین دکھلا دیا / یہ کچھ ہے سو ہے اور جو کچھ تھا سو تہا / کہ اتنے مین جو جی مین کچھ آگیا

ادا سے لگی کہنے وہ دلربا

وہ باغ و بہار اور وہ دلربا / وہ گل کھل رہے اور ٹھنڈی ہوا / سمان بندھ رہا تھا عجب لطف کا / کہ اتنے مین جو جی مین کچھ آگیا

ادا سے لگی کہنے وہ دلربا

نہ کچھ دیر کو کام فرمائیو / توقف نہ ہرگز ذرا لائیو / چنبیلی سہیلی ذرا دوڑیو / اری سچ ہے کوئی ہان ذرا جائیو

مری عیش بائی کو لے آئیو

عجب باغ ہے اور عجب باغبان / عجب گل کھلے ہین عجب بوستان / عجب زمزمے ہین عجب بلبلان / عجب وقت ہے اور عجب ہے سمان

کرے دو گھڑی آکے مجرا یہان

بدن کا [illegible] کیا طول ہو / الم رنج و غم [illegible] / گئے عیش و عشرت سے محروم ہو / خفا ہون مرا دل بھی مشغول ہو

کوئی دم تو داغ جگر بھول ہو

[illegible] / الم ختم ہو [illegible] ہو / خوشی اڑ گئی خاک محو ہو / خفا ہون مرا دل بھی مشغول ہو

وہ دن تھوڑا تھوڑا سا ہونا الوپ   وہ پتوں کی سبزی وہ گل کا سروپ   وہ سازندہ و ساز کا ڈھنگ و چپ   درختوں کی وہ چھاؤں اور کچھ وہ دھوپ

وہ دھانوں کی سبزی وہ سرسوں کا روپ

کفِ لالہ میں پر وہ عشرت کا جام   دماغوں میں تھا پختہ سودائے خام   ہر اک برگ تھا سبز پوشی میں عام   لپٹے ہوئے پوشش پر تھا [illegible] م

سنہرے روپہلے ورق صبح شام

وہ نرگس کا نقشہ سمن کی امنگ   وہ البیلا بیلا جوہی رنگ رنگ   وہ گل سرخ عارض حنا کی اچنگ   وہ لالے کا عالم ہزارے کا رنگ

وہ آنکھوں کے ڈوروں سے نشے کی ترنگ

وہ دن پھولنا چرخ پر سر بسر   وہ زردی سی آجانی خورشید پر   وہ دن تھوڑا تھوڑا گھٹنا ادھر   گلابی سا ہو جانا دیوار و در

درختوں سے آنا شفق کا نظر

کریں شور ہر سمت طوطی چکور   شجر پر عنادل منڈیروں پہ مور   وہ نہروں کا بہنا درختوں کی اور   وہ چادر کا چھٹنا وہ پانی کا زور

ہر اک جانور کا درختوں پہ شور

وہ شبو کی بو اور وہ ارغوان   وہ نرگس وہ اور سوسنِ دہ زبان   وہ راہبیل اور موگرا نوجوان   وہ سروِ سہی اور وہ آبِ روان

وہ مستی سے پانی کا بہنا وہان

وہ سازندہ ڈھولک کا لبن واہ وا   وہ چابک تھا اس مرتبہ ہاتھ کا   بجاتا تھا جو تال آڑا وہ کیا   وہ آڑتی سی نوبت کی دھیمی صدا

کہیں دور سے کان میں پڑتی آ

[illegible] خوش تھے آپ   یہاں پا بیدہ گانے والوں کی لاپ   یہاں وجد میں آتی [illegible] تاپ   وہ رقص بتان اور وہ ستھری الاپ

وہ گوری کی تانیں وہ طبلوں کی تھاپ

وہ گھونگھٹ میں منہ کو چھپا لینا ہات   کبھی منہ دکھانے کی تہلا کی گھات   بتانا وہ آفت کا اک واردات   وہ دل پیسنا ہات پر وہ ہرکے نات

اچھلنا وہ دامن کا ٹھوکر کے سات

پرستان والوں کے آیا پسند   پری رشک سے ہنستی تھی زہرخند   تحیر میں تھے جو کچھ [illegible]   نہ انسان ہی کا ہو دل [illegible]

ہوئے محو [illegible] چرند اور پرند

درختوں کے پاؤں گڑے سے رہ گئے   چڑھے جو کہ آتے چڑھے رہ گئے   کھڑے تھے جو پیچھو پڑے سے رہ گئے   غرض جو کہ رستے تھے ٹھہرے رہ گئے

اڑے جس جگہ تھے اڑے رہ گئے

کوئی ایسی الجھ بیچ میں کیا ٹل سکے   یہ حیرت نہ ہرگز اوکس کل سکے   یہانتک کہ سایہ نہ خود ڈھل سکے   جو پیچھے تھے آگے نہ وہ چل سکے

جو بیٹھے تھے بیٹھے نہ پھر ہل سکے

ہوا سبزہ و قد سرو اکڑ کھڑا   خرد ہوش سب فاختہ کا اڑا   لگی کہنے سوسن کہ واہ مرحبا   لگی دیکھنے آنکھ نرگس اٹھا

گلوں نے دیئے کان اپنے لگا

بچھایا وہاں ایک سبزے نے تخت   کلی کیا کھلی کھل گئے اس کے بخت   اڑے لالہ و گل کے یاں لخت لخت   لگے ہلنے آدھ میں سب درخت

کھڑے رہ گئے سرو ہو کر کرخت

یہ تھا عالمِ بیخودی سر بسر   کسی کو کسی کی تھی کچھ نہ خبر   یہانتک کہ اکثر بجائے ثمر   درختوں سے گرنے لگے جانور

بنی مثل آئینہ دیوار و در

گیا فاختہ نے بھی خاکی برن گلے مین کیا طوق مسلی نمن تدروون نے مستانہ سیکھا چلن ہوئین قمریان شوق سے نعرہ زن
بھرے اشک سے بلبلون نے چمن

رہے آنکھ سے اشک شبنم کے ڈہل بنے حوض چشم تر آب بلبل بہے چشمون سے بحر آنسو نکل ہوئے نہر کے سنگ پانی پگہل
پڑے سارے فوارے آکے اچہل

ہرن تھے کوا کھڑے ہون مگر دئے جل اٹھین گائین یکبارگہ مزریے جلسین سنگ تین یکمگر عجب راگ کو بھی دیا ہے اثر
کہ پتھر کا ہوجائے پانی جگر

ہر انسان گویا ہوا لے زبان ہوئے پہچو لئے خمش طائران ہوا عالم حیرت آئینہ سان بندھا اس طرح کا جو اسکا سمان
ہوا اسکے دل کا عجب حال وہان

عجب راگ تہا اور عجیب ماجرا عجب رنگ کا تہا سمان بندھ رہا وہ محفل کہ حیرت ہوئی جمع آ ولیکن جو کچھ دل سمجھ کر گیا
تو ہین آئی ہر اک وہان مر گیا

کشا کش محبت کی تہی گوشہ گیر تو چلا کے کہینچی پیا پے صفیر بلاؤن کا تودہ بنا بے نظیر لگا تہا زبس عشق کا اوسکو تیر
لگی کہینچنے آہ بدر منیر

وہ لطف چمن راگ کا رنگ حال وہ خلقت کی حیرت سمان بیمثال ہوا ان بہارون سے جی کو ملال بندھا اسکو عاشق کا اپنے خیال
لگی رونے آنکھون پہ دہر کر رومال

محبت سے ہوتی ہے دلکو جو لاگ نصیبہ بھی کہتا ہے بس ہائے بہاگ کف بحر الفت بھی کیا لائی جہاگ کہین کا کہین لیے اڑا اسکو راگ
ہوا سے ہوئی اور دونی وہ آگ

کہان دشت الفت کہان دلکی لاگ کہان باغ اور راگ اور وہ سہاگ کیا کوسون ہمین یہان دل سے گہاگ کہین کا کہین لیے اڑا اس کو راگ
ہوا سے ہوئی اور دونی وہ آگ

جلایا جدائی کا تہا جیسے ہیر مین جیتی رہون اپنی جان کے بغیر تنتنگ آہ کی یک بیک کرکے تیر لگی کہنے ہے ہے مین دیکھون سپہر
نہو پاس میرے وہ یادش بخیر

ہو بیدرد ہو جائے الفت کی بہاگ ہو عاشق یہی پر کہان ایسے بہاگ مزا عشق کا لائی جب جی پہ آگ دئیے جاتی ہو دل کو چھپکی لاگ
کہ معشوق بن ہے یہ گلزار آگ

تپ سوز الفت سے جو لال ہو تپ غم کی شدت سے پامال ہو محبت کا اچھا ہوا جال ہو بہلا کیونکہ دل اسکا خوشحال ہو
کہ ہجران کا غم جسکے دنبال ہو

جو شغل محبت مین مشغول ہو اڑے میرزائی تیری ڈہول ہو دل و سینہ مین ہوک ہو ہول ہو جگر مین اگر آہ کی سول ہو
لگے خار کیسا ہی گر پھول ہو

نہ غم سے کیا تمتما سے ہین گال کہ لالہ بنے سرخ وقت زوال یہ باغ ایکدن ہوئیگا پائمال درختون کے عالم سے کیا ہو نہال
جسے یاد شمشاد کا ہو خیال

گیا جس کا سینہ ہو داغون سے بہر ترو تازہ ہون جس کے زخم جگر جو اپنا ہی گلزار ہو درد تر کرے گلشن و گلپہ کیا وہ نظر
جسے اپنے گل کی نہووے خبر

جو اپنا ہی دل سینہ سے ہو جدا جو اپنا ہی دل جی سے ہووے خفا تو کیا زندگانی کا ہے پہر مزا یہ کہکر ادہر ہی وہان سے وہ ذرا
چہپر کہٹ مین جا کر گری منہ چہپا

وہ اٹہنا ہی اسکا غرض سم ہوا یہ دل خوش تہا جسکا خفا دم ہوا وہ سب عیش اک صورت غم ہوا خوشی کا جو عالم تہا ماتم ہوا
ورق کا ورق ہی وہ برہم ہوا

کہے تو کہ جلسہ یہان تہا کہین نہ وہ سیر گلشن نہ وہ گل زمین نہ وہ گانے والے نہ وہ سامعین سب اٹھتے ہی اس کے جاتی رہین
طوائف کہین اور خواصین کہین

گہے جیح گا ہے پریشان ہے گہے دشت گہہ باغ و بستان ہے حقیقی طلسمات کی شان ہے میری عقل اسجا پہ حیران ہے
کہ یارب یہ کیسا گلستان ہے

یہ نیرنگ سازی کا ہے ماجرا نیا رنگ ہر رنگ مین ہے سدا یہان کام ہے دیدۂ غور کا ہراک وقت ہے اسکا عالم جدا
جو چاہو کہ پہر ہو تو امکان کیا

گہے گل کہلے ہین گہے خشک خار گہے خندۂ لب گہے چشم زار اندہیرا گہے صبح گہہ آشکار کبہی ہے خزان اور کبہی ہے بہار
نہین اک تیرے پہ لیل و نہار

وہ لا صورت خون دل ہو شراب گزک کے لئے ہو جگر کے کباب گنہ گار ہو گر دنیہ تیرے عذاب پلا ساقی اک جام مجکو شراب
کہ پردے مین شب کے گیا آفتاب

بلا اک جدائی کی آفت ہوئی غضب لیل کی کیا طوالت ہوئی طوالت مین یہ اور شامت ہوئی شب ہجر کی پہر علامت ہوئی
غرض عاشقو پہر قیامت ہوئی

غم ہجر جانان جو آیا حضور دل و سینہ یکسر ہوے چور چور وہ تابوت تہا یا کہ تاریک گور گری جب چہپر کہٹ مین وہ بے شعور
سبہون کو کہا تم رہو دور دور

بلا کر تصور مین تصویر یار بہت بیقرار اور بہت بیقرار شب تار حسرت بندہا تہا جو تار اکیلی وہ روتی رہی زار زار
اسی اپنے عالم مین بے اختیار

لباس و بستر ہوا تر بتر یہ دریا مین نالے اسکے مگر صدف نے دیا آفتابے کو بہر گرے چشم سے اسکے اتنے گہر
کہ دہویا اوسے آب سے منہ سحر

بہرے خون سے چشم نے اپنے جام عقیق جگر مین مژہ پر خرام سمجہتا ہون ہرچند اسکو حرام صبوحی تو دے ساقی لعل فام
یہ رو دہو گئے مین رات کاٹی تمام

ہوئی صبح ہوتا ہے اب کیا وقوع خدا جانے کیا فعل ہوگا رجوع اثر کرتی ہے کیا دعائے خضوع ہوا آفتاب الم جو طلوع
اداسی کا ہونے لگا دن شروع

اسی رنج سے دل مین آئی امنگ کہ غم لے گیا ہے بہت جیکو تنگ مین دیکہون کہ کس شکل پر ہے یہ انگ ذرا آئینہ لیکے دیکہا جو رنگ

تو جون آئینہ رہ گئی آب و رنگ

بدن کو جو دیکھا تو زار و نزار　نظر پڑ گیا دفعتاً ایک بار　وہ دل سا جو تھا بن گیا شکل خار　وہ خود ایک اور زار بہت بیقرار

کسی کی کوئی جیسے دیوے فشار

فلک کی طرف دیکھ اور شکر کر　بڑھا رنج و غم تن گھٹا اسقدر　کہ ہے سوکھ کر تن بنگیا ہے مگر　یہ عالم بدن کا جو آیا نظر

لگی دل کو بہلانے ادہر اودہر

زبان پر تو باتین و لے دل اداس　خواصون سے تہین جو گھڑی چپ اداس　خوشی دور دورا و غم پاس پاس　جو کمزور دیکھے بدن کی اساس

پراگندہ حیرت سے ہوش و حواس

نہ منہ کی خبر اور نہ تن کی خبر　زبان کی خبر نے دہن کی خبر　نہ پا کی خبر نے چلن کی خبر　نہ سینے کی خبر نے ذقن کی خبر

نہ سر کی خبر نے بدن کی خبر

اگر سر کھلا ہے تو کچھ غم نہین　غرض کیا دوپٹہ مین گر دم نہین　بلا سے اگر بال پر خم نہین　غرض بیخودی کوئی دم کم نہین

جو کرتی ہے نیلی تو محرم نہین

جو مسّی ہے دو دن کی تو ہے وہی　کسے سرمہ بننے کی پروا رہی　جو لاکھے سے سرخی تھی سو تھی　نہین جاتی ہے بیخودی کچھ بہی

جو کنگھی نہین کی تو یون ہی سہی

جو سینہ کھلا ہے تو دل چاک ہے　کچھ اپنی خبر اسکو کیا خاک ہے　بہت بیخود اسی مین بیباک ہے　زبس عاشقی مین وہ چالاک ہے

غم آلودہ صبح طربناک ہے

نہ منظور سرمہ نہ کاجل سے کام　یہ ہے ظلمت ہجر کا انتظام　ہر اک وقت اک بیخودی ہے مدام　محبت نے تزئین کی سب حرام

نظر مین وہی تیرہ بختی کی شام

ولیکن یہ خوبون کا دیکھا سبھاو　نہ ارمان دل مین کہ ہان بال کہاو　نہ مسّی کا ہو شوق نہ پان کچھ لگاو　غرض زیب سے کچھ نہ زینت کا چاو

کہ بگڑے سے دونا ہو آن کا بناو

نہین حسن کی اسطرح بہی کمی　رخ زرد ہے شکل خورشید جی　ہے چاک گریبان سحر نور کی　بھلو نکو لگی ہے بگڑی ہی بھلی

جو بگڑی ہے چوٹی تو گویا بنی

غرض بے ادائی ہے یہانکی ادا　خم زلف کی بہی لٹک ہے بلا　کہ مہتاب پر ہے شکال ابر سا　عجب گرد چہرے کی ہے خوشنما

بہلون کو سبھی کچھ لگے ہے بھلا

جو ماتھے پہ چین جبین غصے سے ہے　تسلی کی لہرون کو کرتی ہے طے　اثر ریز وہ بہی ہے اک طرفہ شے　جو نکلے ہے پر درد نالہ کی لے

تو ہے وہ بہی اک موج دریائے مے

وہ آنکھین جو روتی تہین سب پھوٹ پھوٹ　مچا لی تہی پلکون نے کیا لوٹ لوٹ　وہ گویا تھے لعل یمن چھوٹ چھوٹ　جو ٹپکے تھے لخت جگر ٹوٹ ٹوٹ

تو گویا کہ موتی بھرے کوٹ کوٹ

تپ غم سے یون تمتمائے ہین گال　رخ زرد زرد ہو گیا لال لال　بہر حال ہے وہ بہی فرخندہ فال　غم ہجر سے ہے یہ آشفتہ حال

کہ جون رنگ لالہ ہو وقت زوال

جو کھلا گریبان سینہ پہ ہے ۔ کلی ہے پھٹی کرتی کی باغ سا ۔ واہ وا ۔ طلائی سنہری ہے ۔ جو کنٹھی ہے کرتی کی بجلی ذرا
تو گویا ہے وہ صبح عشرت فزا

نقاہت سے چہرہ اگر زرد ہے ۔ چنبیلی ہے پژمردہ یا ورد ہے ۔ تو بیٹی تھی اک شال ہی فرد ہے ۔ جو رخسار پر غم کی کچھ گرد ہے
دیا آہ ہونٹوں پہ کچھ سرد ہے

اداسی نہیں یہ بھی عالم جدا ۔ جو تکلیف میں ہے تکلف بلا ۔ کہ افسردگی میں بھی دل ہے ہرا ۔ خزان میں بھی رنگ بہار ہی ہو گیا
کہیں چاندنی اور ٹھنڈی ہوا

اضطرار بدر منیر فراق بے نظیر میں اور تابش کوکب نجم النساء فکر ملاقات دلپذیر کی تدبیر میں

پلا ساقیا ساغر بے نظیر ۔ وہ مے آفتاب فلک کی خمیر ۔ وہ مینا کہ مینائے گردون اسیر ۔ وہ ساغر جو ہے رشک بدر منیر
پھنسی دام ہجران میں بدر منیر

یہ حسن و جوانی اور اسپر یہ غم ۔ یہ صورت یہ نقشہ شباب و الم ۔ زیادہ ہے رخ بدر کا ہلال سے کم ۔ جبین مہر گردون سے یکسر بہم
ستم ہے ستم ہے ستم

جہان بیٹھنا آہ کرنا اوسے ۔ غرض اپنے جی سے گذرنا اسے ۔ وہ بن بن بگڑ کر سنورنا اسے ۔ محبت میں دن رات مرنا اسے
بہانا نزاکت پہ دھرنا اسے

گہے خون آنکھوں سے رو ڈالنا ۔ گہ اشکوں کے موتی پرو ڈالنا ۔ گہ آنکھوں کو خون میں ڈبو ڈالنا ۔ گہے جان کو اپنی کھو ڈالنا
کسی کو کبھی دیکھ دھو ڈالنا

خواصوں کو بالا بتانا اسے ۔ طبیبوں کو نادان بنانا اسے ۔ بتانا کسی کو بہانا اوسے ۔ غم دل کسی کو سنانا اسے
اکیلی درختوں میں جانا اسے

ملے ان درختوں میں تنہا وہ ماہ ۔ ہزاروں میں یوں باغ دنیا میں آہ ۔ قد یار کی وضع پیش اہ واہ ۔ وہ کیسے شجر شکل مردم گیاہ
سر شام چھپ چھپ کے کرتا نگاہ

اسی ڈھب پھر دن سے کرد ام ۔ اسیطرح پکتا تھا سودائے خام ۔ سحر سے سہ پہری تلک غم کا کام ۔ سر شام سے تا سحر لا کلام
اسی چھاؤن میں بیٹھ کرتی تھی شام

گیا اسطرح جب مہینا گذر ۔ سحر سے سہ پہری تلک بے خبر ۔ بھڑک کر بلک کر وہ کرتی سحر ۔ پس شام شب بھر تڑپتا ادھر
کہ وہ ماہ مطلق نہ آیا نظر

اور اسکا ادھر رنگ کٹنے لگا ۔ اور اسکا کلیجہ سا پھٹنے لگا ۔ اور اسکا بلا روز گھٹنے لگا ۔ اور اس کا یہاں جی اچٹنے لگا
جگر خون ہو مژگان پہ بٹنے لگا

لگی رہنے تپ جان بیتاب میں ۔ غم و درد تھے اسکے احباب میں ۔ ترستی تھی یہ بزم اصحاب میں ۔ فراق غم و درد نایاب میں
لگا فرق آنے خور و خواب میں

محبت کا سودا سا ہونے لگا　گھڑی عمر سحرا مین کہونے لگا　ہر اک دیدہ طوفان رونے لگا　نظر اشک خونی ڈبونے لگا
جنون تخم وحشت کا بونے لگا

سرکنے لگا پاس ناموس ننگ　رخ شرم سے اڑگیا صاف رنگ　کہ جان جسم مین بھی ہوا تنگ　دکھایا یہ آخر کو الفت نے ڈھنگ
لگی عقل اور عشق مین ہونے جنگ

خموشی اٹھانے لگی دلمین شور　ہوا جسم بے حس تہلکی پور پور　سخن کی زبان ہو گئی کام چور　لگی کرنے بینائی آنکھو کو کور
جتانے لگی ناتوانی بھی زور

یہ احوال دیکھ اسکا دخت وزیر　ہمہ تن بدن ہو گیا ہے حقیر　سراپا تھا جس جسم کا بے نظیر　وہ چہرہ جو تھا رشک بدر منیر
لگی جل کے کہنے کہ بدر منیر

تو وہ ہے کہ سب تئین دے وقوف　وقوف آکے خود پائے تجھ سے وقوف　فلاطون بھی آئے تو وہ بیوقوف　سمجھ تجھ سے لقمان سیکھے وقوف
کدھر جی گیا تیرا اے بے وقوف

مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پیت　تو اب تک بھی پی تک جو گاتی ہے گیت　تمہارے محبت مین کی ہار جیت　عبث اس سے ڈالی تھی الفت کی ریت
مثل ہے کہ جوگی ہوئے کس کے میت

ارے چار دن کے یہ ہین آشنا　جو قابو چلا اپنا مطلب کیا　لیا جوش بیچ باتون ہی لگا　جو آئے ہنسنے بولنے بیٹھے ذرا
ملا دل کو آخر کرتے ہین جدا

ارے چار دن کے یہ ہین آشنا　سمجھ لے ہوا مان کہنا مرا　نہ خوشی کر عبث غم مین جی کو پھنسا　بھلا مرد وے سے ترا دل لگا
ملا دلکو آخر کرین ہین جدا

گئے آسمان گہ زمین کے ہین یہ　ٹھکانا دیہ کیا یہ کہین کے ہین یہ　نہ یہان کے ہین یہ نہ وہان کے ہین یہ　کہین منہ سے ہان اور کہین نا ہین یہ
جہان بیٹھے جا بس وہین کے ہین یہ

تو بھولی ہے کس بات پر اے بوا　سمجھ کر چل اب چال اور ایک سوا　نہ پوبارہ دیکھے یہ چھپی ذرا　عبث تو نے الفت کا کھیلا جوا
خبر لے دوانی تجھے کیا ہوا

سلونچ جانی اپنے پہ کوئی مرے　یہ کیا ہو رہے اور وہ کوسون پرے　تو ہر دم رہے اوسکے دیسے ڈرے　جو الفت کا کوئی کہین دم بھرے
تو دل پہلے اپنا ہی صدقے کرے

اگر آپ پر کوئی شیدا نہو　محبت بھی کچھ اوسکو ہو یا نہو　برا یہ چلن ہے کچھ اچھا نہو　جو تم اسکی اور وہ تمہارا نہو
تو پہر چاہیے اوس کی پروا نہو

وہ خوش ہوگا اپنی پری کو لئے　اسے تیری کیا تو مرے یا جئے　کہ بھر بھر کے جام الم تو پئے　محبت نے اوس کی ستم یہ کئے
عبث اوس پہ بیٹھے ہو تم جی دیئے

تمہاری اسے چاہ ہوتی اگر　منہ سے وہ آڑا اتا تو ہوگا مگر　نہ لی اوس نے اب تک لٹ کی خبر　یہ ہے تمہاری بتاؤ کدھر
تو اب تک نہ آتا وہ مٹکو نظر

لگی کہنے تب اسکو بدر منیر　یہ باتین ہوئین جب کچھ دلپذیر　ہمنشین ہین تمہین سب نیک ضمیر　کہا ہے عبث تم نے ہم کو حقیر

کہ سنتی ہے اسے میری دخت وزیر

ترا ہے شباب اور نہین شیب ہی ترے منہ مین یہہ جیب کیا جیب ہی یہ غیبت گنہ بے شک و ریب ہی کسی کی بدی تو نکر عیب ہے
کہ اسکا خدا عالم الغیب ہے

ذرا ہوش مین آکے سن میری بات یہ باتین مری عقل کے مین نکات سلامت رکھے اسکی مولا حیات وہ اپنے دلوں سے تو ہی بیکذات
ہوئی اور سپہ کیا جانے کیا واردات

ادہر کو جو تشریف لایا نہ وہ مجھے اپنا جلوہ دکہایا نہ وہ سبب کچھہ نکچھہ پیش آیا نہ وہ ہوا قید یا آنے پایا نہ وہ
گئے اتنے دن اب تلک آیا نہ وہ

کہے بات عاقل سمجھہ سوچ کر تری عقل نجم النسا ہے کدہر مین غلطان ہوں اس فکر کے پیچ پر مجھے راتدن اس کا ہتا ہے ڈر
پری لے مستی ہو نہ یہان کی خبر

پڑی ہو نہ بحث عمرو اور زید مین رکہا ہو نہ شاید کسی کید مین ہوان بن اُنکا ہمین او رصید مین نہ باندہا ہو اسکو کسی شید مین
کیا ہو نہ اُس کو کہین قید مین

بہری ہو کدورت دل صاف مین نہ فرق آگیا ہووے الطاف مین غضب ہے نہ مین لام او رکاف مین پری نے کہین طیش کہا اُنمین
دیا ہو نہ پہینک اُسکو کوہ قاف مین

بری آنکھہ سے دیکہا بہالا نہو اُسی چپے کو آگے ہٹالا نہو کہین وہ بلا کا نوالا نہو پرستان سے بہی نکالا نہو
کسی دیو کے منہ مین ڈالا نہو

یہ کہہ ایسی روئی کہ دریا بہے گئے آہ کہینچی ہوئی چپ گئے بندہی ہچکیان جاتی ہی وہ کہے نہ ملنے کے دکہہ اسکے سب مین سہے
بہلا اپنے جیسے تو جیتا رہے

لگی اسقدر درد و غم کی جہپیٹ کلیجہ کو تہام اور پکڑا پیٹ دوپٹہ اوڑہا اور دامن لپیٹ گئی منہ لرہی مار آخر کو لیٹ
چہپر کہٹ کے کونے مین سر لپیٹ

دنیا خواب ہے خواب مین خیالی خواب دیکہنا باولی بدر منیر کا بے نظیر کی چاہ مین نالے نے جو فرصت نہ دی تو مانند حباب دریاے اشک مین بہ کر مثل ماہی بے آب مشغول ہوئی آہ آہ مین اور بے نظیر مضمون کا چاہ طبع مین مقید رہنا اور خامہ دوربین کا جوگن بنکر اداسا کرنا واسطے تلاش مضامین بے نظیر کی سیاحی پہ دل دہرنا اور دُر مقصد سے صدف مثنت پر کرنا

خموشی کے پردے مین ظاہر ہو غل جو پوشیدہ ہو راز سب جائے کہل مثالی ہو عالم ہے شہر گل پلا ساقیا جام جم سے مجہے گل
کہ غائب کا احوال حاضر ہو کل

سکندر کا آئینہ کہا جائے چل جو مخفی ہون وہ جائین کہل ہو الہام غیب کی لہر قل پلا ساقیا جام جم سے مجہے

کہ غائب کا احوال حاضر ہو کل

ہر اک جرعہ دکھلائے شکل نہال　　معانی سے صورت روان کی قوال　　خرابی کا اک دن خراب ہو گا حال　　کسی کے تو آ کام فرخندہ فال

کہ آخر یہ دنیا ہے خواب و خیال

ہے اُس جام کا تجھسے میرا سوال　　جو مستقبل کا کھلے دل پہ حال　　تغافل نکر یہ ہے کدھر کو خیال　　کسی کے تو آ کام فرخندہ فال

کہ آخر یہ دنیا ہے خواب و خیال

یہ ہوئی غم دل کے احوال مین　　گہر آنسوؤن کے ملے لعل مین　　عقیق مین اشک و مال مین　　ذرا آنکھ جھپکی ہوا اس حال مین

تو دیکھا پھنسا اوس کو جنجال مین

گئی سیر کو روح پر اضطراب　　کہ تا حال سے آسکے ہو بار یاب　　یکایک نظر آ گیا کیا حساب　　قضا نے دکھایا عجب یہ اُسکو خواب

کہ دشمن نہ دیکھے یہ حال خراب

گیا ہے کہان اُسکو لیکر قلق　　جہان عالم ہو کا لظم و نسق　　یہ بیتاب مضطر جگر سینہ شق　　جو دیکھے تو صحرا ہے ایک لق و دق

کہ رستم جسے دیکھ ہو جائے فق

نہ گل ہے نہ نخل گلستان ہے　　نہ سایہ نہ جن ہے نہ شیطان ہے　　نہ دانا نہ غول بیابان ہے　　نہ انسان ہے وہان نہ حیوان ہے

فقط اک کف دست میدان ہے

وہ میدان ہے یا سایۂ گیلون　　نہ آئے نظر وہان بدن کاروان　　اسی کی کران قافیہ نوجوان　　مگر بیچ مین دیکھے ہے اک کنوان

کہ اُٹھتا ہے آہونکا وان سے دھوان

وہ ہو مین تک پہنچا ہی منزل کڑی　　کہ ہے سنگ رہ اُس کو مشکل پڑی　　یہین وہ کیا دیکھتی ہے پڑی　　کنوین کا ہے منہ بند اوس پر پڑی

کئی لاکھ من کی ہے اک سل بڑی

لگا شوق کی کان کو وہ حقیر　　لگی سننے اُس نیم جان کی صفیر　　یہ آواز اوس سے ہوئی گوش گیر　　صدا وہان سے آتی ہے بدر منیر

تیری چاہ غم مین ہوا ہون اسیر

مہربان ابھو کہان ہین کہان　　تو وہان مضطرب اور مین بیتاب یہان　　کہان تیری یاد اور کجا یہ کنوان　　مین بھولا نہین تجکو ای مہربان

کرون کیا کہ ہے مجھپہ قید گران

گران قید مین گو پھنسی جان ہے　　ہر اک وقت آفت کا سامان ہے　　تیری شکل آنکھونمین ہر آن ہے　　پر اس قید مین بھی تیرا دھیان ہے

فقط تیرے ملنے کا ارمان ہے

تو مہمان دم بھر بلائے مجھے　　تو پاس اپنے لیکر بٹھائے مجھے　　تو جام توصل پلائے مجھے　　تو اپنی جو صورت دکھلائے مجھے

اور اس قید غم سے چھڑائے مجھے

تمنا ہے مین تیرے گھر مین رہون　　شراب توصل کو ہر دم پیون　　یہ ہے آرزو اور اب کیا کہون　　تجھے کاش اسوقت مین دیکھ لون

جیون مین مگر تیرے آگے مرون

مجھے زندگی دم بدم ہے محال　　کہان تو کہان مین یہ آشفتہ حال　　وہ صحبت ہو اور پھر وہی قیل و قال　　ولیکن یہ ہے خام میرا خیال

نہین وصل ممکن بغیر از وصال

گیا سر سے پا تک مین یکسر بدل   مری زندگی مین پڑا ہے خلل   طرح اشک کی جاؤنگا پل مین ڈھل   کوئی دم کا مہمان ہون آجکل

اسی چاہ مین جائیگا دم نکل

محبت مین تیری ہوا ہون اسیر   گھلا جسم بالکل پڑا ہون حقیر   وہ جب کہہ چکا سب قلیل و کثیر   یہ حسن وارداتِ شہ بے نظیر

جو چاہے کرے بات بدر منیر

نہ وہ شکل پھر دی دکھائی اسے   جو تھی دل مین لب پر تو لائی اسے   کہان اپنے جی کی بتائی اسے   یہ ہرگز میسر نہ آئی اوسے

قضا نے نہ اوسکی سنائی اسے

گیا خواب مین دیکھکر شور و غل   تڑپنے لگی خاک مٹی مین رل   اسی اضطرابی مین کہا بیٹھی جل   یکایک گئی آنکھ اتنے مین کھل

بھرے اشک رخسار پر آ کے ڈھل

جو جاگی تو یاد آیا انداز وہ   وہ انداز اور اسکا اعزاز وہ   اُس احوال سے آئی جی باز وہ   نہ وہ چاہ دیکھا نہ ہمراز وہ

پڑی کان مین پھر نہ آواز وہ

وہ کیا کہتی احوال احباب سے   زیادہ تھی بیتاب سیماب سے   زلیخا کی مانند آداب سے   صدا اپنے یوسف کی سن خواب سے

اٹھی باولی جان بے تاب سے

پریشان ہوئی پڑھ کے منہ شبکا بید   تھے آہون کے تیرون سی سینے مین چھید   اٹھایا یہ جو کچھ محبت مین کھید   کہا پھر کسی سے نہ اسنے یہ بھید

ولے جون سحر تھا چہرہ سفید

گیا دل ہی دل بہت کشمکش و پیچ   ہوئی مضطرب وہ زبس نالہ سنج   جو رخسار گل تھے بنے وہ ترنج   ڈھلے منہ پہ آنسو ہوا بسکہ رنج

چھٹے چاندنی مین ستارون کے گنج

رہ غم کے منہ پر پڑی بسکہ گرد   وہ گرمی کا عالم ہوا سر بسرد   چنبیلی وہ عارض بنی تھی جو فرد   وہ مہتاب چہرہ ہوا زرد زرد

سراپا ہوا شکل اندوہ و درد

بلائے محبت مین گھٹنے لگی   متاعِ دل و جان لٹنے لگی   جگر مین کچھ اک ہوک اٹھنے لگی   زبس آہ پنہان سے گھٹنے لگی

تو منہ پر ہوائی سی چھٹنے لگی

وہ ابرو جو تھی ایک خونریز سی   وہ برش بڑی ظلم انگیز سی   نگہ بر ملا تھی صبح خیز سی   مژہ وہ نکیلی جو تھی تیز سی

ہوئی اشک خونی سے گلریز سی

جو تھے رشک گلزار اسکے عذار   خزان نے کیا انکو مانند خار   نہ ہوتی تھین نرگس کی آنکھین دو چار   وہ بوٹا سا قد تھا جو شکل انار

نکلنے لگے اس سے شعلے ہزار

ہوئین گرد مٹی مین رل صورتین   ہوئین خاک پانی مین گھل مورتین   جو تھین بیچ عالم مین گل صورتین   جلین اوسکی آہون سے کل صورتین

ہوئین سب وہ مٹی کی جون مورتین

خس و شعلہ مین عشق و حسنِ مبین   جلاتا ہے دل شعلۂ آتشین   بھڑک جسکے اٹھے تو بجھتی نہین   چھپایا بہت اسنے پر ہمنشین

چھپانے سے آتش چھپے ہے کہین

بہت نازنین نازنین باز تھین   باکرام و تشریف و اعزاز تھین   بڑی دل لگی مین چہل باز تھین   خواصین کئی وہ جو ہمراز تھین

بڑی خدمتون مین سرافراز تھین

مخاطب ہوئی اُن سے تب بیتاب   کہا خواب مین دیکھا حالِ خراب   وہ تھی اپنی حالت مین پر اضطراب   کہا اُس نے رو رو کے احوالِ خواب
رولایا انھین پڑھ کے غم کی کتاب

کتابِ غم خواب تھی پر ملال   ہر اک فقرہ اندوہ و غم کا مآل   جب افشا ہوا حال پر اختلال   سنا پھر تو نجم النسا نے یہ حال
ہوئی بیقراری تب اُسکو کمال

کیا اُس سے ہرگز نہ خاموش رہا   سنایا کہ تو خود مزے سے بہا   نہ وہ دل لگی ہے نہ وہ چہچہا   لگی کہنے تب آپ آنسو بہا
ترے واسطے مین نے اب کچھ سہا

بس اب پھر خدمت سنبھلتی ہون مین   بس اب شکل سایہ کے ڈھلتی ہون مین   بس اب روپ اپنا بدلتی ہون مین   بس اب سر سے بھر نکلتی ہون مین
اُسے ڈھونڈھ لانے کو چلتی ہون مین

جو شامل خدا کا ہے فضل و کرم   تو مقصد کو جلدی پہنچتے ہین ہم   اگر زندگی ہے خدا کی قسم   جو باقی رہا کچھ مرے دم مین دم
تو پھر آکے یہ دیکھتی ہون قدم

ہو پھر بات و پرسش شاید کوئی   ملی مجھسے زیر و زبر کی دوئی   اگر جیتی آئی تو بہتر اجی   وگر مر گئی تو بلا سے تری
تو یہ جانیو تجھپہ صدقے ہوئی

غرض شاہزادی بہت تھی خلیق   خلیق و رحیم و رفیق و شفیق   یہ رہا جو تو پھر سے کی ہے عمیق   کہا شاہزادی نے سن اے رفیق
ہوئی مین تو اس چاہِ غم مین غریق

ہو میری خاطر پریشان تو   سفر کے نکر دیکھ سامان تو   ارے سنتی ہے میرا کہا مان تو   بھلی جنگلی اپنی نہ کھو جان تو
کہ ہے وہ پری اور انسان تو

کدھر جائیگی اے مری مہربان   کہان وہ پرستان اور تو کہان   کدھر ہے پری کچھ پتا کچھ نشان   رسائی تری کیونکہ ہوگی وہان
مجھے بھی نہ دے ہاتھ سے میری جان

ڈبوتا ہے ہر دم مجھے غم کا شط   ہے موج تلاطم ستم کی نمط   سناتی ہے تو میرے شک کی نقط   مین جیتی ہون اس آسرے سے فقط
کہ ہوتا ہے تجھسے مرا غم غلط

ادھر جائے تو مین کدھر جاؤنگی   مین کیا یہ الم سر پہ دھر جاؤنگی   مین لے زندگانی کو کر جاؤنگی   وگرنہ مین رک رک کے مر جاؤنگی
اسی طرح جی سے گذر جاؤنگی

گیا وہ تو پہلو سے اب تو نہ جا   گئی تو تو بس جی گیا دل گیا   سمجھتی تھین تو تو نجم النسا   کہا اوس نے کیا کیجیے پھر بھلا
پڑی ابتدا پہلے ہی سر پہ بلا

بنی تو دوا ملی یکے اول قول   ہے بے ربط یکسر ترا فعل و قول   کہان آگرہ اور کجا نار نول   مین اس عشق کا یہ سمجھتی تھی طول
ترے غم سے آ لے لگا مجھکو ہول

تجھے کب وہ دلدار پیارا نہین   جدائی کا دم بھر سہارا نہین   دل آئینہ ہے سنگِ خارا نہین   تجھے دیکھنا یون گوارا نہین
اس اندوہ کا مجھکو چارا نہین

یہ کہہ اور رونے لگی زار زار　یہ کہہ اور چلائی وہ ڈاڑھ مار　یہ کہہ اُس نے دریا بہائے ہزار　یہ کہہ اوس نے رو رو کے تار اسنگار
کیا اپنی پیشواز کو تار تار

دوپٹہ کو پرزے کیا سر بسر　وہ دامن کے لتے اڑائے ادہر　کیا چولی کا پارہ پارہ جگر　گریبان کو مثل گل چاک کر
دیا خاک پر پھینک ادہر اودہر

اداسی سے جب دل ہوا کچھ اداس　تو سمجھی وہ کچھ چین کر کے قیاس　بلایا خرد ہوش دونو کو پاس　پھر آئے جو کچھ اس کو ہوش و حواس
سجا تن پہ جوگن کا اس نے لباس

تملق کی باتوں سے دل اٹکالیں　کہ شیشہ ہے نازک نہ لگ جائے ٹھیس　یہی جی میں تھا تا کہ بس چھوڑ دیں　یہن سیلی اور گیروا اوڑھ کھیس
چلی بن کے صحرا کو جوگن کا بھیس

کیا جوگ کا جمع سامان مگر　طلب کر سمندر سے کتنے گہر　وہ آتشکدے میں دہری یکدگر　کئی سیر موتی جلا راکھ کر
بھبوت اپنے تن پر ملا سر بسر

وہ آیا ہوا تھا بنا قاف کا　ہر اک تار تھا اوس میں انصاف کا　تو لایا سلا اگر جو ندرا ف کا　یہن ایک لنگا زری باف کا
وہ پردا سا کر اس تن صاف کا

کچھ اک اس شکم کی چھاتی کو باندھ　ذرا سا سرے شباتی کو باندھ　بہرحال اعضائے ذاتی کو باندھ　زری کے دوپٹہ سے چھاتی کو باندھ
بدن کو چھپا اور گاتی کو باندھ

لگی شان اوسکی عجب شان میں　نکلنے لگی آن ہر آن میں　جواہر ہیرے کا تھا امکان میں　زمرد کے مندرے لگا کان میں
کہ جون سبزہ گل گلستان میں

بنا تکیے بازو کے لعلوں کے تئیں　بنا حلقے ہیرے کے حالوں کے تئیں　غرض جمع کر سب خیالوں کے تئیں　گلے ڈال موتی کے مالوں کے تئیں
پریشان کر اپنے بالوں کے تئیں

ستارا سے سلمہ کو بلوا لیا　فلک سے کرن آفتابی منگا　کیا جمع سامان منقش کا　زری کا بنا حلقہ سر پر رکھا
کیا سنبلستان کو جگمگا

کبھی زلفیں کاکل سے بس جوڑ دیں　کبھی جوڑ دیں اور کبھی توڑ دیں　یہ غم ہیں جو ناگنیں بوڑ دیں　لٹیں جیسے کیے بل دوش پر چھوڑ دیں
دو ناگنیں سی شبدیز کی موڑ دیں

پلانے کو ساقی نے کر کے حلال　صراحی سے ساغر میں کیا ہے ڈال　نظر آگئی مجکو پوری مثال　مے غم سے آنکھوں کو کر لال لال
رکھا چشم میں خون دل کو نکال

کئے جمع یاقوت آنکھوں سے ڈہال　بس اک مالا کے لال سے لال لال　گلے میں وہ ڈالی سن اوپر چال　زمرد کی سمرن کو ہاتھوں میں ڈال
اور اک بین کاندہے پہ اپنے سنبھال

جو جوگن بنے کا ارادہ نخست　شکستہ دلی سے کیا سب درست　مہارت سے کر کے بہت شو و شست　جو منکے تھے منکے انھوں میں کر درست

ہیں اپنے موقع سے چالاک و چست

چلی بن کے جوگن وہ باہر کئی تئین | تو رخصت بھی کر اپنے سب گھر کے تئین | ملی راکھ روئے منور کے تئین | کر انڈوں سے آراستہ سر کے تئین

دکھاتی ہوئی حال ہر ہر کے تئین

تپ سوز دل کا عیاں منہ سے حال | جو باطن غمی ہو تو ظاہر کلال | جو جیبن ہو غم تو ہو چہرہ پہ ڈال | جبین پر ہو چین دل میں ہو گر ملال

اڑاتی چلی اپنی آہوں سے رال

اس آئینہ رو کا کروں کیا بیان | کہاں وہ صفائی کی یہ خوبیاں | عجب ششدر ہی ہے صورت عیاں | سکندر کی بھی روح حیران ہے یہاں

صفا راکھ سے اور چمکی وہاں

کرے حسن کو کس طرح کوئی ماند | ہو صفحہ فلک تیرا اختر فشاند | چہ مہتاب یکچند حیران بماند | غبارے کہ بر روئے روشن نشاند

چھپے ہے کہیں خاک ڈالے سی چاند

چھپا نیکے سانگ اس نے جو جو کئے | زبس اپنی پوشیدگی کے لئے | تو پردے پئے اختفا سب لئے | چڑھے ہے گو کہ الفت کی مے بن پئے

غرض حسن نے اور جلوے دئے

وہ موتی کی سیلی وہ تن کی دمک | تجلی گئی عارض حور تک | وہ خورشید اور یہ کرن کی جھپک | یہ جلی وہ مہتاب بے شبہ و شک

شب تیرہ میں کہکشان فلک

زری کا وہ حلقہ سر اوپر دھرے | اور آرائش ویسے پر یکے پرے | وہ گاتی وہ لنگا بدن پر دھرے | سراسر بدن پر بھبوت اب ملے

کہ شب میں کوئی جوں ہنسی کرے

زمانے کو بھاتی جو اوسکی ادا | یہ سامان جب سب مہیا ہوا | وہ سیلی وہ ماتھے پہ قشقہ کھنچا | وہ حسن اور انداز جوگن بنا

تو اس رات پر دنکو حسد تھے کیا

کرے جو کہ تقویم دل سے حساب | کتاب اوسکی دے جیسا اسکو جواب | لگن سے بچاری وہ پوتھی کا باب | پھرا سے میں جوں پڑ نئے آگ شتاب

کہے سنبلہ میں گیا آفتاب

یہ برق اور یہ ابر سیہ ہے اگر | وہ اندو وازیکا سیہ موسے پر | چمک برق کی طرح ہے مگر | بلا کالی بدلی گھری آن کر

تو واں عشاق ہو دینگے تر

گلابی سے وہ نرگسی شوخ رنگ | آداہٹ وہ مسی کی قاتل اسنگ | سفیدی وہ دندان کی ہیرے ہوں تنگ | سیہ و سپیہ ابروئے شوخ و شنگ

بھرا جسمیں لالا کے لالے کا رنگ

وہ قشقہ کھنچا سرخ ماتھے پہ یوں | بیاں کر گیا یونہی موج و نسیم لون | وہ سامان تیار سب جو نکاتوں | سوا اسکے توصیف اوس اب سنوں

پڑے نور پر لعل کا عکس جوں

ادا اوسکی دیکھے جو عاشق کبھو | یہ کہتا نہیں ہوں کہ میں ہے رتو | شفق اور مہ کو رکھو ایک سو | جبین اور وہ قشقہ جو ہو رو برو

تو رو دیا کرے آنکھ سے وہ لہو

یہ ہیں اوسکے کندھے پہ ہی خوشنما | بہت دور بینی جو کی ہے نے آ | یہ ہر تار رودار سن واہ وا | کروں اوسکی تعریف جو ہیں بجا

چلے جوں کوئی سخت شیغہ اٹھا

فقط کچھ نہ صورتمین مہنگی تھی وہ حقیقت مین سیرتمین مہنگی تھی وہ یہ سچ ہے کہ قیمت مین مہنگی تھی وہ دیار محبت مین مہنگی تھی وہ
نہ تھی بین عشرت کی بہنگی تھی وہ

طنبورے ہون بین کے سنگ کے وہ بین غیر قانون منہ چنگ کے یہ بین قمقمے ہون نہ ہمسنگ کے نہی بین تھے قمقمے رنگ کے
دیا تھی سبو بحر آہنگ کے

ان آرائشون سے وہ جوگن چلی کلی گل کی پشواز کی ہر گلی چلی کہتی ہر ہر خفی و جلی سو وہ بین کاندھے پہ رکھ یون چلی
کہ لاوے کوئی جیسے گنگا جلی

بڑی بین کار اور نہایت عقیل بڑی ہوشمند اور اہل دلیل ہر اک لہر تھی بحر نتے قال و قیل ہر اک تار تھا بین کار و دلیل
وہ تھی ہند کی راگ کی سلسبیل

لیا کسکی الفت مین اُسنے یہ جوگ لگائیگا کون ایسی جوگن سے بھوگ یہ ہنڈی خدا جانے ہے کسکے جوگ نہ عاشق ہوئی اوسکے عالم پہ لوگ
دوا نہ ہوا جوگ دیکھ اوسکا جوگ

نئے رنگ سے اور نئے ڈھنگ سے نئے ڈھنگ سے طرز و آہنگ سے اُسے دیکھ عاشق ہو دنگ سے بنی جبکہ جوگن وہ اس ڈھنگ سے
لگے پھوڑنے دوست سر سنگ سے

رہی مل کوئی اُس سے کونے لگی کوئی غم مین جیکو ڈبونے لگی کوئی موتی رو رو پرونے لگی یہ رخصت جو اسطرح ہونے لگی
تو وہ صاحب خانہ رونے لگی

کوئی یون ملے اور کوئی دون ملے کوئی کل ملے کوئی پرسون ملے گلے غیر سے پس کوئی کیون ملے وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے
کہ جسطرح ساونون سے بہادون ملے

ہوئین اسقدر ملکے وہ اشکبار خجل ہو گیا دیکھ ابر بہار یہ روئین کہ بہنے لگے سب بجار یہانتک بندہا اُن کے رونیکا تار
بہے پھوٹ دیوار و در ایکبار

جدائی کی تھی کس کے دل کو سہار بھرے اشک سے سب نے جیب و کنار پھر آخر کو ناچار ہو ایکبار نہ دیکھا کسی نے جو کچھ اختیار
کہا حق کو سونپا تجھے لے سدہار

کہین آئینہ پر ہے پانی پڑا دیا اُسنے ٹیکا دہی کا لگا کوئی بولی جا لاکے سن آ بوا چلی جسطرح بیٹھ اپنی دکھا
اسیطرح دکھلائیو منہ پھر آ

وہ بولی کہ تکلیف اُٹھاتی ہو تمین ہوا شہر جنگل کی کہاتی ہو تمین مین مرتی ہون یا جیتی آتی ہو تمین کہا تمنے خیر اب تو جاتی ہو تمین
جو ملتا ہے تو اوسکو لاتی ہو تمین

مرا حال اسطرح دیکھا سُنا یہ کانون نے جو کچھ سنایا سنا مین سب کچھ سنا کیا کہا کیا سُنا تمہین بھی خدا کو مین سونپا سُنا
مرا بخشیو تم کہا یا سُنا

ہوئی وقت رخصت کے باتونکی توڑ یہ باتون کی توڑا اور باتونکو جوڑ غرض آپ لے دل کے آپس مین پھوڑ جدا ہو کے القصہ رو تونکو چھوڑ
چلی اپنے گھر بار سے منہ کو موڑ

خراب نہ کچھ جان بیکل کی لی نہ کچھ آج کی اور نہ کچھ کل کی لی یہ فیصل پل پہ تھا جو کہ پل کی لی نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ جنگل کی لی

نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

لیے بین پہرتی تہی صحرا نوزرد　وہ آنکھین تو سرخ اور منہ زرد زرد　کچھ اک جبین گرمی کچھ اک جان سرد　کچھ اک لب پہ آہین کچھ اک سینے مین درد
تن چاک چاک اور رخ گرد گرد

کہ شاید کوئی شخص ایسا ملے　کہ شاید ولی کوئی پورا ملے　ہے جوئیدہ یابندہ اچہا ملے　خضر جائین مل جو بہت رستا ملے
کہ جس سے وہ شیدا کا شیدا ملے

جہان بیٹھ کر وہ بجاتی تہی بین　ہو شہر ختن یا خطا کی زمین　مگر موج دریا نے الٹی تہی چین　جبین اسکی اک موج دریا مین
تو سننے کو آتے تہے آہو چین

بجاتی وہ جوگن جہان جوگیا　سنبہل کر کسی دشت مین اکجا　تو اک سانپ سا دلیہ لہرا گیا　اگر ہاتھ سے اسکے لہرا بجا
وہان بیٹھتی خلق دہونی رما

اسے سنکے آتا تہا صحرا کو جوش　نہ انسان ہی کے فقط اڑتے ہوش　پرند آتے تہے بولتے پوش پوش　چرند اپنے دل سے لگاتے تہے گوش
صدا سے درختون کو آتا خروش

گل نغمہ جو اس سے گرتے ہزار　جو ہنستی پڑے پہول جہڑتے تہے یار　تو سن سنکے دل ہوتے تہے بیقرار　وہ ہر ہر جو کرتی تہی دل سے پکار
تو پہیلا دیتی دشت دامن پسار

کہین حلقہ حلقہ کہین لخت لخت　بجاتی جہان بین جی کر کرخت　تو بولی رے آیا کہان مجکو بخت　جو بیٹہے بچہا مرگ چہالا یا تخت
کہڑے ہوکے گرد اوسکے سنتے درخت

بجاتی تہی جون جون وہ بن بن کی بین　وہ بن بن بجاتی تہی تن تن کی بین　سنے آکے اگر گوش دشمن کی بین　وہ خود ڈالتی تکتے ہر فن کی بین
خس و خار سنتے تہے بن بن کے بین

نظر جو کہ پڑتی تہی بوٹی جڑی　نگہ جا کے اوسجا پہ جس دم لڑی　تو سننے کو بین آ زمین مین گڑی　جو بوٹی جڑی بہی تہی کہڑی اوپڑی
ہر اک عالم شوق مین تہی کہڑی

تماشا نہ دیکہا تہا جو بہید کبہی　ہوئے جمع آ آکے یکسر تبہی　دو دو دام سننے کو آتے جبہی　بجاتی تہی بیٹھی ہوئی بین ابہی
در دشت عشق ہو پڑے تہے سبہی

یہان تک کہ رہ مین جو تہے نقش پا　سوار اسکے دیکہو تعجب کی جا　تو سن ہو گیا دیکہہ وہ ماجرا　جو اس راہ سے ہو کے نکلا ذرا
وہ بیٹھی تہی کان اپنے ادہر لگا

گل نغمہ ترکی تہی یہ بہار　کہڑی کہہ رہی تہی یہ سوسن پکار　صدا پر تہے اوسکے تصدق ہزار　نوائے چکاوک کی صوت کہ ہزار
کہ صحرا کے گل اوس کے آگے تہے خار

نہ پانی ہی سن شور اوسکا چلے　نہ تالاب ہی تہل رہے تہے پلے　نہ بدلی کی آنکہون سے آنسو ڈہلے　صدا بین کی اپنے کانون مین لے
کنوئین کے بہی دل مین اٹہے ولولے

نہ چشمے ہی کچہہ آبدیدہ رہے　ٹپک کر فقط اولتی کیا کہے　نہ جہیلون نے جہیلے بہت دکہ سہے　نہ ندی نہ نالے کئے تہے کبہی
گریبان کر چاک دریا بہے

ہوے جمع آ طائر شام و روم　بہرا و جد مین آنکا سب عم و ہم　تصدق وہ ہوتے تہے ہاتہو نکو چوم　ہجوا بلبل و گل کا یہان تک ہجوم

کہ گرتی تہین وان ڈالیان جہوم جہوم

ہر اک نوع کا جب ہوا اژدہام　تو آپس مین ہونے لگے ہم کلام　یہ کیا تار پر انکے ہے کاہے دام　تحیر کا تہا وان ہر اک کو مقام

زبان کا نکلتا تہا ہاتہو سے کام

وہ تکلیف دی بان نے گل کے تئین　لگاتی تہی دل آج اور کل کے تئین　کہاتی گل تازہ پل پل کے تئین　چمن کر تی پہرتی تہی جنگل کے تئین

بساتی تہی جنگل مین دنگل کے تئین

ادا کیا ہوا اسطرح ہے طلسم　جو ہے آج جوگن کے دم سے طلسم　یہان ہر زبان قلم سے طلسم　یہ ہر جا پہ تا آسکے دم سے طلسم

بندہا تہا اسی دم تو دم سے طلسم

روشنائی کا ہر نقطہ دانہ تسبیح سلیمانی ہے سب کے کار مشکل مین کس ترکیب کی حکمت سے آسانی ہے تختہ کاغذ مین تخت جیسے بناتا ہون شاہد معنا کو اپس مین ہوا مین اڑا کر لاتا ہون آنا فیروز شاہ شاہزادہ جن کا پہر مین کی آواز اس کے گوش زد ہونا اور آ کر محو ہونا جوگن کی چشم پر فن کا

کہان جام ہے او کدہر میگسار　کہان مے پرستان عالی وقار　کہان شیشہ سا قرے خوشگوار　کدہر ہے تو اے ساقی گلعذار

کہ صحرا سے اب دل ہوا انتظار

عجب ہے فضاے چمن کی بہار　عجب گل تر و تازہ ہین آبدار　عجب نغمہ عندلیبان زار　کدہر ہے تو اے ساقی گلعذار

کہ صحرا سے اب دل ہوا انتظار

یہان نہر چمن مین ہون مثل حباب　مری زندگی صورت موج آب　ذرا آنکر مجکو بالی شتاب　کوئی پہول ہی دے شتابی شراب

کہ شہر مطالب کو پہنچون شتاب

یہ پژمردہ ہوگا گل آفتاب　قلم ہوگا دم بہر مین سارا گلاب　تو اس بے ثباتی مین آجا شتاب　کوئی پہول ہی دے شتابی شراب

کہ شہر مطالب کو پہنچون شتاب

تو آیا ہے جمشید کے پاس ہو　مجہے تو بجا ہے بلیناس ہو　اگر بات حکمت کا کچہہ پاس ہو　وہ دارو پلا دل کو جو راس ہو

کہ جینے کی بیمار کو آس ہو

جو علم خدا کو یہ منظور تہا　کہ پیدا کرے مظہر مصطفےٰ　تو پہلے دو عالم کو پیدا کیا　سبب کے اسباب دیکہو ذرا

کہ قدرت مین اوسکی ہے کیا کیا ہوا

ارادہ جو رکہے قدر اور قضا　کسی امر کا واقعہ ہو سنا　تو پہلے سبب اسکے کرلے مہیا　سبب کے اسباب دیکہو ذرا

کہ قدرت مین اوسکی ہے کیا کیا ہوا

جو چمکا یا ہے نور رخسار یار　تو تاریکی زلف کا ہے شعار　بہم سایہ و نور کی ہے بہار　سفید و سیہ اوس کے ہے اختیار

بنائے ہین اوسنے یہ لیل و نہار

جہان مین ہی اندوہ و عشرت بہم　بلندی و پستی ہین سب این ضم　قضا نے یہ قدرت کا لیکر قلم　گل و خار دو نو کیے ہین رقم
کہین صبح عیش و کہین شام غم

دو رنگی زمانے کی مشہور ہے　کہین نوش اور نیش زنبور ہے　کہین خندہ و گریہ معمور ہے　کہین رنج و راحت کا دستور ہے
کہین سایہ ہے اور کہین نور ہے

قضارا سہانا سا اک دشت تھا　سو جوگن کا لکھتا ہون ماجرا　گلے مین کفن پہن کر گیروا　مین خود ایک جوگن پہ جوگی ہوا
کہ اک شب ہوا اوس کا وان بسترا

قضارا سہانا سا اک دشت تھا　کہین چلتے چلتے نظر کیا پڑا　پڑی خاک تن پر بھبوت ہو گیا　یہ جوگن بروگن چلی منہ اوٹھا
کہ اک شب ہوا اُس کا وان بسترا

وہ تھی اتفاقاً شب چاردہ　بچھی چادر نور تھی تہ بہ تہ　تو بیٹھی اک آرام کی پا جگہہ　اُٹھائی جو تھی بسکہ تکلیف رہ
اوسے وہ بیٹھی وہان رشک مہ

بچھی ہر طرف چادر نور تھی　اسی جا جم اور حق کی شکور تھی　زمین عارض حور تھی　جگہہ نور انور سے معمور تھی گویا
یہی چاندنی اوسکو منظور تھی

وہ سنسان جنگل وہ نور قمر　وہ ذرے چمکتے ہنسین تا بکہ　وہ ہر سمت گویا تھی نور سحر　وہ میدان ہو کا یہ تنہا ادہر
وہ براق تھا ہر طرف دشت و بر

وہ اُجلا سا میدان چمکتی سی ریت　وہ براق سا مان چمکتی سی ریت　وہ ماہ درخشان چمکتی سی ریت　وہ روشن بیابان چمکتی سی ریت
رنگا نور سے چاند تارونکا کھیت

درختون کے پتے چمکتے ہوے　شگوفون کے تارے چمکتے ہوے　گل چاندنی سب جھلکتے ہوے　وہ ذرے زمین کے چمکتے ہوے
خس و خار سارے چمکتے ہوے

درختون کے سایہ سے ہو کا ظہور　سیاہی ہوئی نور مین ملکے چور　شجر جتنے تھے سب وہ اشجار طور　کیا نور نے آکے ایسی جا عبور
گرے جیسے چلنی سے چھن چھن کے نور

دیا یہ کہ جوگن کا منہ دیکھکر　دیا یہ کہ رخسار پر نور پر　دیا ظلمت شب مین نور سحر　پڑے سایہ و نور کی آ نظر
ہوا نور و سایہ کا ٹکڑے جگر

وہ صورت خوش آئی جو اس رنگ کی　اندھیرے مین سوجھی بہت دور کی　جھلک نور مین تھی عیان نور کی　عجب ایک پتلی تھی کافور کی
دل اپنے پہ ساحر نے منظور کی

بچھا مرگ چھالا لیکو اولیکے بین　اوسی جا پہ تنہا بہت سہم گئین　نہ تھا آدمی کا پتہ کچھ کہین　تو اُس دشت پر نور مین ہمنشین
وہ ذرا تو سنبھل کر وہ زہرہ جبین

کدارا بجانے لگی شوق مین　کبھی تحت مین اور کبھی فوق مین　تو تنہا بچاری وہ اِس ہوق مین　نکلا تھا محبت کے جو طوق مین
لگی دست و پا مارنے ذوق مین

وہ نور قمر اور وہ سنسان رات سوا ہیکسی کون کرتا تھا بات ہوئی شوق مین اک عجب واردات کہ ارا یہ بجنے لگا آسکے ہات
کہ مہ نے کیا دائرہ لیکے سات

وہ جنگل وہ جوگن وہ ریگ روان وہ گانے بجانیکا ساماں وہان وہ نقشہ وہ عالم کرون کیا بیان بندھا اس جگہہ اسطرح کا سمان
صبا بہی لگی رقص کرنے وہان

سمان اسطرح پر بندھا راگ کا کہ ہر اک پڑا وجد مین لوٹتا نسیم سحر کا تہا اک پتا درختون سے لگ لگکے ابہی صبا
لگی وجد مین بولنے واہ وا

عجب وقت تہا اور عجب دور یہ سمان آبندھا کیا ہی فی الفور یہ سمجھنے کی جا ہے محل غور یہ یہانکا یہ عالم تہا اور طور یہ
لتس اوپر مزا تم سنو اور یہ

زمانہ بدلتا ہے کس رنگ پر چلی اودہی کچھہ ہوا سر بسر یہ ہے اتفاقات سے بیشتر کہ تہا اک پریزاد فرخ سیر
جنون کے وہ تہا بادشہ کا پسر

سبب سے نہین بات دور از خیال کہ ہر اک مین کیا بہید یا ذوالجلال ہمایون مزاج اور فرخندہ فال نہایت طرحدار صاحب جمال
برس بیس اکیس کا سن و سال

جوانی کے گلشن کا تازہ درخت مسیحائی ہو جسم پر تحفہ رخت جہانکا وہ دیکھے ہوئے نرم و سخت ہوا تہا اڑے ہوئے اپنا تخت
کسی سمت جاتا تہا فیروز بخت

روانہ ہوا تہا سوے سیرگاہ وہ طے کرتا جاتا تہا صحرا کی راہ نہتی اور تو دل مین کچھہ اسکی چاہ وہ جاتا تہا کرتا ہوا سیر راہ
اسے خلق کہتی تہی فیروز شاہ

وہ بیٹہا ہوا تخت پر تہا اوڑا ہر اک سیر کو دیکہتا تہا سنا قضا و قدر نے کیا کام کیا یکایک سنی بین کی جو صدا
وہان تخت لا اوس نے اپنا رکہا

وہ تہا اپنے عالم مین بن بے شعور نظر کیا گئی اسکے نزدیک و دور نگہ پڑتے ہی دل ہوا چور چور جو دیکہے تو جوگن ہے اک [illegible]
کہ چشم فلک نے نہ دیکہا یہ نور

اڑی عقل اور ہوش بکہر گیا وہ نور اوسکی آنکہون مین آبہر گیا کہان گہر گیا آکے وہ گہہ گیا نظر کرکے جوبن ادہر کا غش کر گیا
تعشق کے عالم مین بس مر گیا

فقیرونکا ایسا کہان بہیس ہے یہ سچ مچ کہ جوٹا یہان بہیس ہے نہان اور کچہہ ہے عیان بہیس ہے یہ بجہا بتاوت کا پتہ بہیس ہے
لگا کہنے جوگی جی آدیس ہے

لگا کسکی الفت مین تمکو یہ روگ لیا واسطے کسکے ایسا یہ سوگ کہین کہے تمہین دیکہکر کیا یہ لوگ پڑا تمپہ ایسا کہو کیا بجوگ
لیا واسطے کسکے تمنے یہ جوگ

رسوئی بنالو مین کیا کہاؤ گے کہین بیٹہہ آرام کچہہ پاؤ گے کچہہ اپنا ٹہکانا بہی بتلاؤ گے کدہر سے تم آئے کہان جاؤ گے
دیا اپنے ہم پر بہی فرماؤ گے

کیا اسنے آغاز کچہہ جانکر نہ بولی نہ کی اسطرف کو نظر محبت ہوئی اسکے جی مین مگر وہ سمجہی کہ دل اسکا آیا ادہر

کہ دل ہی تو رکھتا ہے دل کی خبر

یہ عشق اور حسن ایک گھر راگ ہے　یہ سو راگ کا آپ بھی راگ ہے　جہاں دیکھو لاتا بڑا بھاگ ہے　حسن و نثار ہے عشق حسن آگ ہے

سدا عشق اور حسن میں لاگ ہے

محبت کی ہے چیز کہے دلمیں ہوا　جو ہو کوہ دے صورت کہہ اوڑا　یہ دونوں کے تیر نگاہیں بڑا　وہ نالے راگ ہے اور آنہیں ہوا

کہ دونوں طرف آگ لگی تو ہے لگا

محبت کی اوسکی جو دیکھی نظر　تو کچھ یہ دلمیں اپنے سمجھ سوچ کر　لگا لینے کے ڈھنگ سے پیشتر　کہا ہنس کے جوگن نے پھر بول کر

جدھر سے تو آیا چلا جا اودھر

محبت سے بولے اُسے شاہ جی　کہ دلکو سدا دل سے ہے راہ جی　تو ہو طرز سے اوسکی آگاہ جی　کہا تب پریزاد نے واہ جی

بہت گرم ہیں آپ اللہ جی

میں کیا ہاتھ لانے لگا اوٹھا جاؤنگا　تمہیں ساتھ اپنے بٹھا جاؤنگا　نہ کچھ چھیڑ چھاڑی سنا جاؤنگا　نہ روکی ہوا تنا بہلا جاؤنگا

ذرا میں سنکر چلا جاؤں گا

کہیں اوسنے باتیں یہ جوگن سے جو　تو سمجھی کہ دانا ہے یہ دیولو　ہوا ایک تم اذیت کا دو　کہا ہو تم سو تو نے اپنے کو

فقیروں کو چھیڑو نہ بیٹھے رہو

بہت پردے سے دیکھیں محرم ہوئے　بہت دل ہی میں شاد و خرم ہوئے　کچھ آگے ہی باتیں مدعے کم ہوئے　یہ دو دو لطیفے جو باہم ہوئے

اسی لطف میں یہ تو بیدم ہوئے

پہ آیا مزا سامنے ریت میں　تماشا جو تھا سامنے ریت میں　بچھونا بچھا سامنے ریت میں　گیا بیٹھ آ سامنے ریت میں

نہ کھیت یہ تو اوسی کھیت میں

بھرا دل میں ایسا محبت کا جوش　جوانی کا طلے ہو گیا سب خروش　[illegible] ہوگئے تاب و توش　رہا تن بدن کا نہ کچھ اوسکو ہوش

بتا بکلی وہ جوں نقش باچشم و گوش

کبھی اوس سراپا کی تزئین پر　کبھی اوسکی پوشاک رنگین پر　کبھی اوسکی اس طرز و آئین پر　نظر حسن پر گاہ گہہ میں پر

سراپا دل [illegible]

محبت میں ہووے گدا یا امیر　برابر ہیں [illegible]　سرا قول ہے [illegible]　وہ جوگن جو تھی درد و غم کی اسیر

ہوا [illegible] بھی فقیر

ہوئی گرد یہاں شان شاہ کی　کسی آبرو عزت [illegible] کی　کتاں ہو محبت میں اُس ماہ کی　نہ سدھ گھر کی لی اور نہ کچھ راہ کی

جب آیا ذرا ہوش تو آہ کی

رہے دمبدم منہ پہ آنسو ٹپک　نہ پل بھر کو جھپکی پلک سے پلک　رہی تکتی باندھ صورت کو تک　بجاتی رہی بین وہ صبح تک

یہ رویا کیا سامنے بیدھڑک

بجانے میں وہ انگلیوں کا شمار　وہ تاروں کی [illegible] باہم قطار　نکلنا وہ حرفوں کا تاروں سے یار　ادھر تار پر بین کی تھی بہار

بندھا تھا ادھر اوسکے رونے کا تار

بجی بین شب ماہ عجب شان سے ٭ وہ نور قمر اور چمکتی زمین ٭ ستارا سحر کا جو چمکا کہین ٭ دہری اپنی کاندہے پہ جب بین

اٹھی لیکے انگڑائی زہرہ جبین

تو اسوقت گذری عجب واردات ٭ یہ جوگن سے پوچہین سبکی بات ٭ نہ پوچہا کچہ اور نکی اس سے بات ٭ پریزاد نے تب پکڑا اوسکا ہات

شتابی بٹہا تخت پر اپنے سات

کہا دیو زادون سے اے ہمنشین ٭ شتابی سے لے آؤ یہ ایسے وہین ٭ سنی بات یہ اوسکے منہ سے جو ہین ٭ زمین سے گئے اوڑ آسمان کے مکین

وہ کتنا کہا کی نہ ٹہرے نہین

جو تہا حال دل سب سنایا اسے ٭ محبت کا رشتہ جتایا اوسے ٭ دیا اپنا دم دم مین لایا اسے ٭ نانا اور اونے اڑایا اوسے

پرستان مین لا کے بٹہایا اوسے

مکان جو طلسمی تکلف کے تہے ٭ عجائب غرائب سے یکسر سجے ٭ سو اک انمین سے اپنی جوگن کو دے ٭ یہ مژدہ گیا باپ پاس اپنے لے

کہا عرض کرتا ہون مین آپسے

کہ اک شب کو مین بہر دفع ملال ٭ گیا سوے صحرا سے فرخندہ فال ٭ اوڑا کر لے آیا ہون مانند مال ٭ یہ جوگی ہین جو ایک صاحب کمال

ذرا بین سنئے اور اونکے خیال

جو محفل مین آکر دکہائینگے حظ ٭ ہر اک سامعین کو سنائینگے حظ ٭ بہت جیکو اپنے دلائینگے حظ ٭ بہت آپ اوس سے اوٹہائینگے حظ

بہت بین سن آپکی آئینگے حظ

یہ صحبت اگر تم کو مطلوب ہے ٭ بہت خوب ہے اور خوش اسلوب ہے ٭ ہمارے بہی دل سے وہ محبوب ہے ٭ کہا اوس نے بابا بہت خوب ہے

ہمیشہ سے راگ اپنا مرغوب ہے

تکلف سے تعظیم کی سر بسر ٭ رکہی اوسکی تکریم مد نظر ٭ ادب سے یکہ بات کو پیشتر ٭ کہا آؤ جوگی جی بیٹہو ادہر

کرو روشن اپنے قدم سے یہ گہر

تم آئے ہو راہ کرم ناپ کے ٭ بہت ہو گئے دق اور بہت تاپ کے ٭ سب اسباب باندہے ہو یا پاپ کے ٭ کہلے بخت بیٹے کے اور باپ کے

سرون پر ہمارے قدم آپکے

ہوے آکے خدمت مین اگر یہی ٭ وہ توقیر کے سب مناسب جو تہی ٭ کیا کہان پان اور تکلف اجی ٭ بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی

جگہ ایک پاکیزہ رہنے کو دی

بزم آرائے سخن بمقدمہ ترتیب مجلس پرستان اور پریزادون باریک بین کا از راہ دور بینی جوگن سے سننا بین کا۔

یہ کہا پی لبالب شراب و طعام ٭ مجہے اب نہین ہے تکلف سے کام ٭ میخانہ کا چاہتا ہے تو نام ٭ پلا مجکو ساقی محبت کا جام

کہ مہمانون مین ہو ادن تمام

محبت مین جسکے جوگن ہوئی ٭ یہ سوگن ہوئی کیا کہ روگن ہوئی ٭ بروگن ہی سوگن بجوگن ہوئی ٭ یہ جوگن جو بیٹہی بروگن ہوئی

بکلتے ہین رات آئی جوگن ہوئی

بہبوت اپنے منہ پر شتابی اسی مل   سراسر یہ سب روپ اپنا بدل   بلاغت مین اسکی نہین کچھ خلل   کہی پہلی شاعر نے کیا برمحل

رکھا اندوے کو مہ کے شب آئی نکل

دکھاتی ہوئی سوز دل دور سے   یہ کی ہمسری مشعل طور سے   عمل اسکا باہر ہے مقدور سے   مقابل ہوئی ہے یہ آخور سے

اڑاتی ہوئی رال کو نور سے

ستارون کے بالے گلے بیچ ڈال   ہر قشقہ کہیں جبہ پر خوش خصال   فقیر دکھی پوشاک تن پر سنبھال   بلا کی یہ جوگن بنی بال بال

وہ پہنچی پرستان مین حال حال

ہوئی شب کو وہ بزم انجم فروز   کیا جمع سامان محفل ہنوز   کوئی اہل دل اور کوئی کینہ توز   اکٹھے ہوئے اہل درد اہل سوز

یہ پیار شتاب سے اُسکے پردے مین روز

ملک نے پرستان مین مجلس بنا   ہوئی مشعل ماہ مہر انجلا   وہ ترتیب محفل کا سامان ہوا   جو درکار تھا سب مہیا کیا

بلایا ادھر جسکی تھی یہ ثنا

پریزاد سارے ہوئے جمع وہان   وہ تشریف لائین سبھی قدردان   بلا یہ خبر دی تھی کہ اے مہربان   جو ہمسایہ تھے دیو وانسان

کہ دیکھین تو جوگن کا چل کر سمان

وہ جوگن جو سچ مچ تھی زہرہ جبین   وہ افشان ثریا سے روشن کہین   وہ عارض کہ خورشید بھی تھی جبین   وہ غنچے غیرت و رشک یاسمین

سو مجلس مین آئی لئے اپنی بین

بہت منتون سے بلایا اسے   وہ فیروز رشتہ جبکہ لایا اسے   پرستان کا جلوہ دکھایا اسے   بزرگ اپنا سب نے بنایا اسے

بڑی عزتون سے بٹھایا اسے

کہا ہم ہین مشتاق کچھ گائیے   نہ تکلیف اگر آپ یہان پائیے   یہان بیٹھیے جلوہ فرمائیے   کوئی بولا تشریف ادھر لائیے

سمان بین کا ہمکو دکھلائیے

کہا کچھ بجانا نہین اپنا کام   ذرا بین کے بھی سنین ہم مقام   سنین آپکے منہ سے کچھ کچھ کلام   یہ حاضر ہین محفل مین سب خاص و عام

ہر اک طرح کا لینا ہمین ہر کا نام

ہے بیزار فرمائشون سے فقیر   کوئی راگ کے رنگ پر ہے دلیر   کسی راگنی پر ہے کوئی مشیر   یہان ہے نظر باز کوئی شریر

دلے کیا کرین اب ہوئے ہین اسیر

کہا جوگی صاحب یہ کیا بات ہے   تماشا تو مشکل مکافات ہے   زبردستیون کی یہان گھات ہے   نئی صورتون سے ملاقات ہے

کرم آپکا ہمپہ دن رات ہے

جو مرضی ہو تو تمکو تکلیف دین   جو ناراض ہین آپ آرام لین   سدا حکم پر آپکے ہم چلین   عبث طبع نازک پہ کیون کچھ سہین

نہین جسمین راضی ہو سو ہم کرین

کہا اس طرح سے جو فرماؤگے   تو ہم یون نہین راضی ہین گھر جاؤگے   نہ کچھ بین کا لطف دکھلاؤگے   کہا گر خوشی سے نہ تم گاؤگے

تو ہان بندگی ہی مین کچھ پاؤگے

پشیمان گر گئے وہ جو تھے نکتہ چین

سراہا پریزاد کے باپ نے ۔ جو کم عقل تھے وہ لگے کانپنے ۔ یہ چاہا پے خدمت کمر لگے چھاپنے ۔ رہ وصف کو سب لگے ناپنے
کہا جو کچھ جی کی دیا آپ نے

اسیطرح ہر شب کرم کیجیے ۔ تلطف کرم لطف عنم کیجیے ۔ سفر کا نہ رنج و الم کیجیے ۔ نہ تکلیف کا آپ غم کیجیے
یہی بزم رشک ارم کیجیے

مقدم ہمارا رجبا نا کرو ۔ ہو خیر تکلف دکھانا کرو ۔ نہ ہرگز کبھی کچھ بہانا کرو ۔ عزیزوں کی تم عرض مانا کرو
ہمیں اپنا معشوق جانا کرو

یہ گھر بار ہے آپ ہی کا تمام ۔ تکلف کا ہرگز نہ آئے کلام ۔ نہ ہووے گا کیسا بجا ہم ۔ بجا لائیں ہم ہر اک امر یہ خاص خدمت ہے عام
ہوئے ہیں آج سے ہم تمہارے غلام

تکلف کو موقوف کر دیجیے ۔ مسیحا ہو تم تم سے سب جی جیے ۔ سدا بزم میں آپ پیچھے کیجیے ۔ مے عیش و عشرت سدا پیجیے
جو کچھ ہم کو درکار ہو لیجیے

کہا اوس نے مطلب نہیں کچھ ہمیں ۔ اور نہ تکلیف ہرگز ہمیں ۔ مکان میں بہت سے تکلف ہیں ۔ ہو موجود سب کار جو کچھ کہیں
تمہارا اسباب رہنے گھر نہیں

کہاں ہم کہاں تم ہوا یہ جو سات ۔ کہاں جن و انس اور نئی واردات ۔ کہاں یہ پرستان یہ محفل کی بات ۔ ہماری یہ صحبت کہاں اور یہ بات
یہ تھی بات سب آب و دانہ کے ہات

یہ کہہ وہاں سے اوٹھی وہ جوگن ادھر ۔ وہ فیروز شہ کا وہاں ہو گذر ۔ وہ بجنا وہاں بین کا سر بسر ۔ وہ صحرا کہاں چاندنی وہ کدھر
دیا تنہا جہاں اوس گئے بنے کو گھر

لگی رہنے اوس میں شب و روز وہ ۔ وہ عید کے دن نو روز وہ ۔ خوشی چین او کچھ غم اندوز وہ ۔ چلی وہاں سے با جان دلسوز وہ
سمجھ جس میں کچھ کچھ دل افروز وہ

کہا اپنے جی سے کہ سنتا ہے جی ۔ کہ باطن سے ظاہر ہو کیا بات ہی ۔ خبر کچھ نہیں غیب کے بھید کی ۔ اگرچہ نہیں ہے بیان عمر کی زندگی
نہ گھبرائیو اپنے دل میں کبھی

ببینم کہ تا کردگار جہان ۔ دکھاتا ہے دیکھوں تو کیا غیب دان ۔ ہے جلدی مگر کار شیطان یہاں ۔ تحمل سے سب کام ہوویں آسان
درین آشکارا چہ دارد نہان

غرض اسطرح اوسکا معمول تھا ۔ اسی الفت میں دن ہو چکا ۔ تو دانا نے دلجوئی کی جا بجا ۔ طبیعت جو گھبرائی اوسکی ذرا
کہ اس شاہ پریوں کی خدمت میں جا

پہر رات تک تانتی اور بولتی ۔ جواہر زباں سے سدا تولتی ۔ بخار سخن کے گہر رولتی ۔ جو درج دہن اپنا وہ کھولتی
ہر اک بات میں قند تھی گھولتی

بجا میں سب کو رجھاتی تھی وہ ۔ بہت درد بیٹھ دکھاتی تھی وہ ۔ ہر اک راگ رنگیں سناتی تھی وہ ۔ سر شام مجلس میں جاتی تھی وہ
پہر کے بجے گھر میں آتی تھی وہ

رہی یونہیں چندے بہت سہم وراہ   ہر اک اہل محفل کی اوس پر نگاہ   پڑا کرتی تھی ہر طرح گاہ گاہ   دلے کیا کہون حال فیروز شاہ
کہ تھی دن بدن اوسکی حالت تباہ

سوا اسکے صحبت کے جاتا کدہر   مدام اوسکی صورت پہ اوسکی نظر   نہ کچھ خواب و خور سے غرض بیشتر   نہ دنیا کی اوسکو نہ دین کی خبر
اسی کے تصور مین شام و سحر

اسی غم مین جہٹ پٹ کیے جہرنا اُسے   اُسے بحر الفت مین تر نا اُسے   اسی لو کی سوزش مین گہرنا اُسے   اسی شمع کے گرد پہرنا اُسے
پتنگے کی مانند گرنا اوسے

کہ جب کو سکہاتی ہے الفت ہی کا ڈہب   تو عاشق بناتے ہین باتین عجب   فلان چیز لاتا ہون مین جلد اب   بہانے سے ہر کام کے روز و شب
وہین کاٹتی اسکو اوقات سب

دل اب بحر غم مین ڈبونا اُسے   اور اشکو نسے رخسار دہونا اُسے   نہ کہانا نہ پینا نہ سونا اُسے   اسیطرح اوقات کہونا اُسے
سدا بین سن سنکے رونا اُسے

محبت مین اوس کی تڑپنا سدا   ہر اک آن اوسکی ادا پر فدا   یہ الفت مین جی جی کے مرتا رہا   وہ جوگن بہی سو طرح کر ادا
ہر اک آن مین اوس کو لیتی لبہا

لطیفے بہم آن مین ہوتے عجب   کبہی بے سبب اور کبہی با سبب   اشارے سے رمز و کنایہ سے جب   دلے کچھ بہی باقی جو حسن طلب
تو عاشق پہ غصہ وہ کرتی غضب

محبت کی ڈالی کبہی کچھ اساس   اشارون سے ہو جاتا ذکر سپاس   کبہی غصہ تو ڈ دیتی تہی آس   کبہی خوش کیا اور کیا گہ اُداس
کبہی دور بیٹہی کبہی اوس کے پاس

کہون اس کے کیا رمز و ایما کا حال   عجب ڈہنگ کی ہوتی قیل و مقال   ہنسی سخرا پن کی باتون مین ڈال   کیا اس نے پردہ مین جب کچھ سوال
دوانہ کیا اوس کو باتون مین ٹال

کبہی عشق کی مے سے غافل کیا   کبہی تلخ کامی سے بسمل کیا   کبہی سینہ آنکھون سے خوشدل کیا   کبہی ترچہی نظرون سے گہائل کیا
کبہی میٹھی باتون سے مائل کیا

کبہی جیتی دہوکا دو بارا اُسے   کبہی بانکپن کا اشارا اُسے   کبہی ترچہی نظر تک سہارا اُسے   کبہی ٹیڑہی باتون سے مارا اُسے
کبہی سیدہے دل سے پکارا اُسے

کبہی پاس اپنے بلا خوش کیا   کبہی دکھ دیا واہ یا خوش کیا   کبہی رو کبہی ہو کر تو کیا خوش کیا   کبہی ہنسکے دیکہا ذرا خوش کیا
کبہی ہو کے غمگین نا خوش کیا

کبہی اپنا دل اس سے اٹکا دیا   کبہی الٹی باتون سے بہٹکا دیا   بلا یا کبہی گاہ جہٹکا دیا   لطیفون کبہی دل کو لٹکا دیا
کبہی ساتھ باتون کے جہٹکا دیا

کبہی پاس اپنے بلاتی رہی   کبہی دور ہی سے بٹہاتی رہی   کبہی جہو لون مین ڈراتی رہی   وہ ہر چند آنکہین کہاتی رہی
یہ نظر و ٹہین دل کو لبہاتی رہی

وہ تہا متصل پر بہت منفصل   بظاہر جدا پر بدل متصل   بنی جان پر آ کے الفت مخل   بچارہ بہ پرداد وہ سادہ دل

ادائین یہ انسان کی متصل

اسی طرح مدت گئی جب او سے   کیا بیقراری نے تنگ اب او سے   تڑپنے گیا روز اور شب او سے   ملا جب نہ کچھ دل کا مطلب او سے
چھٹی گرمئ عشق کی بو او سے

جگر خون ہو آنکھون سے آیا نکل   کیا سینہ مین جوشِ غم نے عمل   گئی اسکے سینہ مین ہوتے بدل   پڑا زندگانی مین یکسر خلل
گیا دل سب اندر ہی اندر پگھل

یہ دی پردۂ دل سے جی نے صدا   گل سرخ اُس کا چنبیلی رہا   غم عشق یہ پھیلا پیلا ہوا   محبت نے نیرنگ یہ کر دیا
کہ ہے صبر کی اپنے بس انتہا

جو کہتا ہے اس سے تو کہہ حالِ دل   لٹا گنج سینہ مین سب مال دل   کہان تک سہے درد کا مین وبال دل   سراسر ہوئی جان پامال دل
کہ اب تنگ ہے اپنا احوال دل

سنبھلتا ہے اب بھی تو ظالم سنبھل   خبردار اب کر نہ لیت و لعل   گل لالہ عارض بنا زرد پھل   گئی اب تو یہ میری صورت بدل
نہین کوئی دم مین چلا مین نکل

ملاکر تو اب دستِ افسوس کو   مگر روئیگا جان مایوس کو   جلایا عبث شمع فانوس کو   لگایا تھا کیون طبع مانوس کو
بچا رہنے دے ننگ و ناموس کو

یہ سن جبکا پیغام مجبور ہو   گیا ساغرِ عمر معمور ہو   بس اب تو مرے پاس سے دور ہو   جگر دل مرا سینہ مین چور ہو
کہا اپنے نزدیک کو دور ہو

بلا سے اگر آن رہتی نہین   یہ عزت کہان مان رہتی نہین   یہ جان پر ارمان رہتی نہین   محبت مین یہ شان رہتی نہین
کہ اب اپنے گھر جان رہتی نہین

غرض ایکدن بات یہ ٹھان کر   کچھ سوچ کہنے کا سامان کر   بیان اُس سے سب جی کا ارمان کر   کہا جان سے اُس نے یہ جان کر
لگا کہنے تب اپنے وہ آن کر

نہ تھا اُس گھڑی کوئی ادھر ادھر   یہ دھڑکا تھا کوئی نہ ہو وہان مگر   پکڑ دونون ہاتھون سے دل تو گئی   چلا گھر سے اپنے یہ جوگن کے گھر
اکیلی پڑی جوگن اوسکو نظر

اکیلا اوسے دیکھ ہو بیقرار   یہ جیتا تھا بیتاب ہو ڈارہ مار   فقط ساتھ تھے آنسوؤن کی قطار   گیا تھا یہ روتا ہوا زار زار
گرا پاؤن پر اسکے بے اختیار

گرا اسطرح سے قدم پر جو وہ   ہوئی مضطرب دیکھ اوسکو تو وہ   جو یہ ماہ بے کدورت تو وہ   جوانی مین جیسا کہ یہ ہے سو وہ
تو کہنے لگی مسکرا اسکو وہ

کہ ہے آج کیا یہ خلافِ قیاس   مگر سچ بتا جھوٹ کی چھوڑ آس   مری آبرو کا ہے گر تجکو پاس   تو ہٹ ہٹ الگ رہ مت آ ای پاس
گرا اتنا تو ہو کے کیون بےحواس

کسی نے ترا دل ستایا کہین   کسی نے ترا ہوش اڑایا کہین   کسی نے ترا جی جلایا کہین   کسی نے الم سے رلایا کہین
دیا جی کو تیرے لبھایا کہین

مرے آنے سے تجکو دقت ہوئی   مرے بیٹھنے سے سخت زحمت ہوئی   مرے بولنے اٹھنے سے لت ہوئی   مرے بیٹھنے سے اذیت ہوئی

کہ مہمانیون کی مصیبت ہوئی

ہم آئے یہین کیا آپ سے پوچھتا   مگر آپ درد انہ مقید یہین تہا   اٹھا اسنے گیا اور اٹھ کر کہا   فقیرون سے اتنا نہو تو خفا

چلے ہم بہلا جا تراہو بہلا

یہ رو رو کے آنکھین کہتا ہے تو   یہ مکرون سے شور سے بہاتا ہے تو   یہ فقیرون سے بگڑی بناتا ہے تو   اذیت مگر ہمسے پاتا ہے تو

کہ اب پانوں پڑ پڑ اٹہاتا ہے تو

یہ جوگن کے غمزون سے قائل تہا تباہ   کبھی واہ کہتا کبھی کہتا آہ   جو مطلب کی باتون کی پائی نہ راہ   لگا کہنے رو رو کے فیروز شاہ

کہ بس بس یہی تم کہو گی نہ واہ

محبت نے یہان مار ڈالا مجھے   فقط عشق کا ہے سہارا مجھے   رولاتی ہو ہنس ہنس دوبارا مجھے   تمہاری سمجھ نے تو مارا مجھے

یہ باتین نہین اب گوارا مجھے

مین بگڑا ہوا ہون بناتی ہو کیا   مری یاد دل سے بہلاتی ہو کیا   موے پر بھی ڈر سے لگاتی ہو کیا   ستائے ہوئے کو ستاتی ہو کیا

جلے دل کو ناحق جلاتی ہو کیا

نہ نکلا محبت کے جنجال سے   پہنسا سر بسر ماضی حال سے   خبر تمنے پوچھی نہ پامال سے   ہوئین تم نہ واقف مرے حال سے

فدا مین رہا جان اور مال سے

تمہاری محبت مین دکھ سہے   کہ خون ہو جگر دل شرہ بہے   نسمجھی مری قدر تمنے گہے   تم اپنا سا مجکو سمجھتے رہے

بہلا تمکو اب یہان کوئی کیا کہے

ہوئی طول جوگن سے قیل و قال   کیا مختصر کر کے اسنے سوال   کہ مطلب ترا کیا ہے اور کیا مآل   کہا اسنے لے کہہ شتاب اپنا حال

کہ تو کیون گرا سر کو پانو پہ ڈال

ترے دل مین جو کچھہ کہ ہے کر بیان   نہان مت رکھ اوسکو کر آج عیان   سخن لطف کے آئے جب درمیان   کہا تب پریزاد نے میرے جان

کہان تک کرون راز دل کو نہان

گئی یاد سب عشق مین تیرے بہول   نظر مین ہے خار گلشن کے پہول   مین عاشق ہون تم نہین ہو الفضول   بہلا ہجر مین کب تلک ہون ملول

غلامی مین اپنی مجھے کر قبول

سوا تیرے مطلب نہین اور سے   مزا رحم کا ہے ترے جور سے   اٹھے حظ اگر عشق فی الفور سے   لگی ہنسکے کہنے کہ اک طور سے

جو میری کہانی سنے غور سے

اور اوسمین تجسس بھی فرمائے تو   بہت حسن خدمت بجا لائے تو   جو معشوق مطلب کو دکھلائے تو   مطالب اگر میرے بر لائے تو

تو شاید مراد اپنی بھی پائے تو

جسے ڈہونڈہتی ہون وہ پا لائیے   گئے وقت کی تو شکل دکھلائیے   جہانتک ہو کوشش کئے جائیے   کہا اوسنے پہر جلد فرمائیے

جو کچھہ آپ سے ہے بجا لائیے

ہوئی مستعد پہر تو وہ قصہ خوان   لگی کرنے ساری کہانی بیان   بیان نہانکو وہ سب کر عیان   کہا اوس نے ہے یہ مری داستان

که شہرِ سراندیپ ہے اک مکان

ملک ایک وہان کا ہے مسعود شاہ　بہت اوس کے خیل و حشم اور سپاہ　ہے اکسیرِ اعظم وہان کی گیاہ　شجر اوسمین طوبیٰ کی مانند واہ

کہ بیٹی ہے ایک اوس کی مانند ماہ

جہانمین ہے بدرِ منیر اوسکا نام　جبین غیرت و رشک ماہِ تمام　دہن وہ سما وسے نہ جسمین کلام　قد آفت کا ٹکڑا قیامت خرام

مین رہتی ہون خدمت مین اوسکے مدام

بنایا ہے اوسنے الگ ایک باغ　کلی اوسکے گلزار مین باغ باغ　ارم اوسکے گلشن سے کہاتا ہے داغ　وہ عالی مزاج اور عالی دماغ

کہ فردوس کا ہے وہ چشم و چراغ

جدا باپ سے تہی وہ اوسجا مقیم　نتہا اور کوئی شریک و سہیم　بہارِ گل حسن جسکی ندیم　عجب عطر انگیز اوس کی شمیم

سدا سیر کرتی تہی بیخوف و بیم

مین نجم النسا اوس کی دخت وزیر　وہ خود بھی شکیل و جمیل و شریر　جمال انکی مین رشکِ بدر منیر　بہت اوسکی ہمجولیان بے نظیر

ہمیشہ سے ہمراز تہی اور مشیر

جدا ایکدم اوس سے ہوتی نہ تہی　مین کب اوسکے پاؤنکو دہوتی نہ تہی　عبث اپنی اوقات کہوتی نہ تہی　مین کب اوسکی سوتی پروتی نہ تہی

سُلا کے بغیر اوسکے سوتی نہ تہی

خوشی سے سرو کار غم سے فراغ　ہوا غالیون سے معطر دماغ　مے خرمی سے رہا تر ایاغ　سدا عیش و عشرت کا روشن چراغ

برنگ چمن رہتی تہی باغ باغ

کسیطرحکا غم نتہا دہیان مین　خوشی مین خوشی جان تہی جان مین　بہارونکے گلچھرے تہے شان مین　سدا سیر جی اڑتی تہین ایوان مین

ترقی خوشی کی تہی ہر آن مین

ہوئی ایکدن یہ عجب واردات　مسرت سے ہر لحظہ تہا التفات　الم دور درد اور خوشی سات سات　انہین رنگ رلیونکی ہر وقت بات

کہ اک شخص وارد ہوا ایک رات

کہان تک کہون اُسکا قصہ حضور　غرض مختصر داستان ہے حضور　وہ غلمان جنت کا تہا بے قصور　گیا باغ مین اُسنے آکر عبور

نتہا آدمی نور کا تہا ظہور

گیا اوسپہ اوس شاہزادی کا دل　یہ عالم نظر جب پڑا متصل　وہ چہرہ کہ ماہ منور ہے خجل　وہ عارض کہ ہو مہر محشر خجل

ہوے ایک دو تو وہ آپسمین مل

ولے اوسپہ عاشق تہی کوئی پری　وہ جی دیکہکا اور یہ اوسپہ مری　ہوئی ایک دونون کی ہوشی کہری　لڑی آنکھ دونون طرف سے سری

محبت مین تہی اوسکے وہ بہی بہری

کہین وہان کے آنے کی سنکر خبر　خدا جانے کسطرح سے سربسر　تہی پروانہ اوس شمع رخسار پر　سدا اوسکی خاطر تہی مدنظر

خدا جانے پہینکا ہے اوسکو کدہر

دیا قید مین ہاتہ سے ڈالا کہین　دیا ہے دبا اوسکو زیر زمین　بلا کرکے اوس کی پکڑ آستین　پری نے کسی دیو کو ہمنشین

کہ مدت سے اوسکی خبر کچہہ نہین

سو مین کہو جین اوسکے جوگن ہوئی　　سو مین ہوکے سوگن بجوگن ہوئی　　سو مین اوسکے غم مین یہ جوگن ہوئی　　سو مین روگین اُسلیے روگن ہوئی

یہانتک تو پہنچی یہ جوگن ہوئی

پریزادو آپسمین تم ایک ہو　　حکومت کرو اور لالچ بہی دو　　طلب کرکے تا دیوون کو طلب کرو　　ذرا مہربانی سے صاحب ہو

اگر تم ذرا کہوج اوس کا کرو

وہ شاید مدد سے تمہاری ملے　　وہ بس اپنے پیارے سے پیاری ملے　　خوشی سے ذرا غم کی ماری ملے　　وہ عاشق سے اپنے بچاری ملے

تو پہر آرزو سب ہماری ملے

دل آباد ہو جی کو آرام ہو　　بڑے ہو تمہارا بڑا نام ہو　　بہت کارسازون کو انعام ہو　　بخوبی محبت کا انجام ہو

تمہارا بہی اس کام مین کام ہو

کہا تب پریزاد نے ہات لا　　تکلف اٹھا پیار مین لبکہ آ　　بہت دیر تک دل مین سوچا کیا　　یہ سن سنکے سب ماجرا مدعا

انگوٹھا دکھا یا کہ اترا انجبا

کہا پہر بہی کچہہ نہین ہے جبین　　وہ بولی نہین مان کہنا نہین　　ذرا مجکو چہو لینے دے پاون ہین　　کہا مین پکڑ لون ذرا آستین

لگی ہنسکے کہنے نہین رے نہین

یہ سن قوم کو اوسنے اپنی بلا　　سبہی کہہ چکے اُس سے نجم النسا　　جو اول سے آخر تلک بر ملا　　وہ قصہ تمام اور وہ سب ماجرا

تفقد سے سب کو بلا کر کہا

کہ جاؤ تو ڈہونڈہو کرامت کی　　کیا قید مین اوسکو بہم آہی　　کہ وہ ایک انسان پر تہی جہی　　ہوئی اک پری سے عجب برہمی

کہیں اک پرستان مین قید آدمی

جو تم مین سے لائیگا اوسکی خبر　　مرے حکم پر جلد باندہو کمر　　زمانے مین چارو نطرف کر نظر　　اُڑو اور ڈہونڈہو ادہر اور اُدہر

جواہر کے دونگا لگا اوسکے پر

یہ سن اپنے سردار کا وہ کلام　　ادہر اور اُدہر سب طرف و تمام　　مقرر لمین گئے ہین لا کلام　　وہ تہے دیو دانا یہ سمجہے کہ دام

تجسس مین پہرنے لگے صبح و شام

ہوا نا کہان ایک کا وہان گذر　　اسی مین کہین جا کے وقت سحر　　یہان اور وہان پر ادہر اور اُدہر　　ہراک سمت تہی جستجو سر بسر

جہان قید مین تہا وہ خستہ جگر

وہ روتا جو تہا نالہ و آہ سے　　ترسے سوز سے درد جانکاہ سے　　بہت خواہشون سے بڑی چاہ سے　　چلا اُڑ کے جب وہ اُسی راہ سے

تو کچہہ اوسکی آئی صدا چاہ سے

کہا کچہہ تو ملتا ہے یہان بہی سراغ　　سمجھکر یہ دلمین ہوا باغ باغ　　ہراک داغ روشن تہا شکل چراغ　　سُلگتا جو تہا اوس کے سینہ کا داغ

کہ آتی ہے یہان بوئے گلزار باغ

وہ چوکی جو تہی دیو کی جا بجا　　مقرر یہی ہے وہ قیدی بہلا　　سمجھ سوچ کر اپنے جی مین کہا　　جو وہ دیو دانا تہا سمجہا ذرا

لگا پوچہنے کسکی ہے یہ صدا

کہا آہ چرخ کا ہے قیدی یہان　　سنو مدتون سے اسی چاہ مان　　کیا حال سب سر سے پا تک بیان　　ہوئے دیو آپس مین وہ ہمزبان

کنوین مین تڑپتا ہے اک نوجوان

وہ سِل مین کنوین کی جو تہا ایک چہید   نظر آیا قیدی کا سب اُسکو بہید   جو کی اُسنے احوال کی سب گرید   تو تحقیق کر لے اُن کا بہید
اڑا اسمت کو اپنے دیو سفید

سپرد اُسکے جو کچہہ ہوا تہا وہ کام   سو پہنچا کے انجام کو وقت شام   کہا جا کے کرتا ہون اُنسے کلام   کیا جا کے فیروزشہ کو سلام
سن آیا جو کچہہ تہا سُنایا تمام

کہا اے حضور اور فرمائیے   سُن آیا ہون جو کچہہ سنو آئیے   دکہانا ہو کچہہ اور دکہلائیے   کہا میرا ہجرا ہے اب لائیے
جو دینے کہا ہے تو دلوائیے

جو کچہہ دیو نے عرض کی وہان آ   وہ فیروزشہ نے سراپا سُنا   تو سن کے سب اُسکا مطلب کو پا   جو حمول تہا دینے کے انعام کا
جواہر کے اوسکو دینے پر لگا

مضمون عتاب فرمان قہرمان شاہ کا طرف اُس مجرمہ معاتبہ کے تحریر ہونا اور جواب عجز آمیز عذر انگیز سمعہ دست بردار نے قید چاہ اور آیندہ تنبیہ ہونا ماہ رخ سارقہ ملزمہ کا بارگاہ ملاذ بات فیروزشاہ کے تقریر ہونا۔

وہ جب سُن چکا اُسکا قصہ تمام   تو اسطرح اُس کا کیا انتظام   روانہ کیا قاصد تیز گام   یہ بہیجا پہر اُس ماہ رخ کا پیام
کہ کیون زیست کرتی ہے اپنی تمام

اری بے حیا تجہکو کیا ہو گیا   ہوا تجہکو کیا اُڑ گئی سب حیا   نہ مطلق کسیکا تجہے ڈر رہا   بنی آدمون کو تو چوری سے لا
ہٹہاتی ہے گہر مین بعشق جتا

ہمارا نہ کچہہ خوف ہے نے خیال   نہین کرتی ہے کام تو دیکہہ بہال   سمجہہ سوچ تو اپنا ماضی حال   ترے باپ کو گر لکہون تیرا حال
تو پہر حال کیا ہو ترا اسے چہنال

گئی بہول تو دین و ایمان کو   کیا قید لا تو نے انسان کو   ملا خاک مین رو ان تری شان کو   عزیز اپنی رکہتی نہین جان کو
یہی ہے کہ بہو کون پرستان کو

کسی دیو سے تو نہ اٹکی کہین   نہ بہتوانی اور دن دہنی ہین   گریبان مین ڈال اپنا منہ شرمگین   ترا رنگ غیرت سے اُڑتا نہین
تجہے کیا پسینا دُہرتا نہین

پہ چہنلاپنا تیرا اُٹہرتا نہین   منہ اوباشیون سے یہی مُڑتا نہین   پئے شرم جی تیرا کُڑہتا نہین   ترا رنگ غیرت سے اُڑتا نہین
تجہے کیا پسینا دُہجتا نہین

لحاظ اپنے بیگانے کا کچہہ تو کر   نہ بیہودہ باتون مین تو مار سر   نہین باپ کا اپنے گر تجہکو ڈر   ہمارا گئی بہول خوف و خطر
لگی رکہنے انسان پر تو نظر

بہلا سب ہمین تیری چوری کا حال   تو ذر دیدہ آنکہون سے مست دیکہہ بہال   تجہے جان حرمت کا ہی کچہ خیال   بہلا چاہتی ہے تو اوسکو نکال

کنوئین مین جسے تو نے رکھا ہی ڈال

اوراوسکی پکڑنا نہ پھر آستین
اوراوسکی نہ پھر چومنا تو جبین
اوراوسکی نہ تو ہو جیو ہمنشین
اوراوس کی قسم کہا کہ پھر گر کہین
لیا نام اوس کا تو پھر ہم نہین

یہ فرمان مرتب ہوا جبکہ سب
مزین ہوا مہر شاہی سے اب
روانہ کیا دیو کو کر طلب
گیا ماہرخ کو یہ فرمان جب
ہوئی خوف سے وہ پریشان تب

تو ٹھہری فرمان عرضی لکھی
طلب ہے معافی کی لونڈی کو بھی
حضور اب خطا بخش دیوین مری
کہا مجہسے تقصیر اب تو ہوئی
کہو اس کو لیجائے یہان سے کوئی

کنوئین سے نکلواؤ اس کو ابھی
کرین آپ تدبیر اُس کی بھی
سزا کیجیے تجویز میری جبھی
اگر آپ مین لاگو ہون اُسکی کبھی
تو پھر پھونک دیجو مجہے تم تبھی

جو جرمانہ سرکار چاہو سو لو
سزا مختفی ہو جئے مجکو وہ دو
مری عرض ہے دست بستہ سنو
پر اتنا یہ احسان مجہپر کرو
کہ اسکا پرستان مین چرچا نہو

مجھے اقربا سے نہ پہنچے ضرر
نہ آگہ ہون بہائی مرے سر بسر
نہ سن پائین ہو مادر تلک پیشتر
مرے باپ کو پھر نہو دے خبر
کہ پھر مین نہ ایدہر کی ہون نہ اودہر

کیا اوسنے ازبسکہ عذر گناہ
کہ ہو عفو تقصیر بہی خوانخواہ
معافی کی چاہی بہت ہمراہ
یہ سنکر جواب اسکا فیروز شاہ
چلا اپنے گہر سے جہان تہا وہ چاہ

ہے ازبسکہ دریاے الفت عمیق
محبت مین جوگن کے تہا یہ غریق
بہت آبرو سے جو طے کر طریق
سر چاہ پر جب وہ پہنچا شفیق
کہا اُن کو بہتر وہ اُس کے رفیق

بہادر ہو تم تمسے لشکر ٹلے
سفید و سیہ دیو اکثر ٹلے
نہ اب حکم میرا برابر ٹلے
کہ یہ سنگ اُٹھے یہانسے ہلے
کسی طرح چہاتی سے پتہر ٹلے

کھڑی روبرو تہی جو دیوؤں کی باڑ
تو اُس سل کو بس سب نے [illegible]
سنبہل کر وہ بس اپنے دامنکو جہاڑ
دیا دیو نے اپنے سینگونکو گاڑ
جو سل چاہ پر تہی بجاے پہاڑ

کیا حکم شاہی کا یکسر نباہ
ہٹا سر کے زور دن اُسے خواہ نخواہ
کہا شاہ نے واہ وا واہ وا
وہ پتہر جو تہا کوہ سا سنگ راہ
دیا پہینک وہان لیگئے سنگل کاہ

ستارا اُلٹا بخت گمراہ سے
ندامت ہوئی کوہ کو کاہ سے
ہٹایا تہا اوس کو بڑی چاہ سے
وہ بادل سا سر کا جو اُس چاہ سے
تو اک نور چمکا شب ماہ سے

کہلا چاہ کا سنگ سے جبکہ دہن
ہٹا روے خورشید سے بس گہن
جو ڈالی کنوئین مین نگہ کی رسن
اندہیرے سے اُس چاہ کے کرکے تن
نظر یون پڑا جیسے کالے کا من

وہ کالا کنوان اور وہ گورا جوان
یہ خورشید روشن سیہ وہ دہان
غرض کیا کہون تجہسے ایمہربان
وہ من ڈالے اُس مین پڑا تہا جوان
کہ پایا اُسے پریزادنے سب کو مان

اسے جھمک کے دیکھو تو نرگس نمط   یہیں کرتا ہوں تجھسے سنو اس نمط   ہوئی اس کو تکلیف کس کس نمط   نکالو امانت اسے اس نمط
کہ لیتے ہیں بو مشک سے جس نمط

تکلف سے ہر اک لگے در و دور   سنبھالو نکالو یہی ہے شعور   جو تکلیف ہوگی تو ہوگا قصور   تمہیں احتیاط اسکی اب ہے ضرور
سمجھیو اسے اپنی پتلی کا نور

آنا کاروان سالار فیروز شاہ کا واسطے نکالنے آبحیات غریز یعنی بے نظیر کا کنوئیں سے بعد چاہ اور جانا بے نظیر کا طرف بدر منیر کے معہ نجم النساء و فیروز شاہ

وہ مے خم سے اُبلے جو ہو تند و تیز   یہاں تو شدار و سبلا گیا ہے پہیز   خوشی آج مجکو تو لازم ہے نیز   قدح بھر کے لا ساقیا با تمیز
کنوئیں سے نکلتا ہے یوسف عزیز

شگوفے کھلیں شاخ ہو باردار   اڑانے مزے گل سے بلبل ہزار   نسیم چمن ہر روش مشکبار   گئے دن خزان کے اور آئی بہار
نئی لالہ گو نے دکھا لالہ زار

ذرا دخت رز سے ملا دے مجھے   کباب بطہ سے بنا دے مجھے   کوئی جام زرین لا دے مجھے   گلابی چمکتی پلا دے مجھے
سماں کوئی ایسا دکھا دے مجھے

حکیم مقنع کا ہووے بدل   کوئی جیکلہ جاسے حکمت کا چل   وہ صنعت کی ترکیب ہو آجکل   کہ وہ ماہ نخشب کنوئیں سے نکل
منازل کو اپنے پھرے بر محل

مجھے اس کنوئیں کی حکایت ہے یاد   کہ فیروز شہ اور سب دیو زاد   فراہم تھے اور ان سبھو نے یاد   کوئی دیو تھا وہاں سکندر نژاد
کہ شیشہ میں اُترکر وہ عجب مراد

اٹھاکر اُسے گود میں اور سنبھال   حفاظت سے پہنچا دیا کہ بال   صبا کے ہو جوں سات نکہت کا چال   الگ یوں لے آیا کنوئیں سے نکال
کہ فوارہ جوں آپ کو دے اُچھال

سکندر و شیشوں کی اشارات سے   تراکیب لقمان کی حرکات سے   وہ حکمت سے اب یا طلسمات سے   لے آیا وہ جوں خضر سو گھات سے
نکال آب حیوان کو ظلمات سے

لئے پھر رہا ہے سمان جام مل   چمن پھر کے بیٹھا ہی پھولوں میں تل   گیا دے کے گل عطر عنبر کے مل   ہوئے مست اس نازپرورد گل
کہ نکلا وہ سنبل سے مانند گل

سیاہی سے نور آشکارا ہی یہاں   شب تیرہ سے نور صبحی عیان   ہے ظلمات سے آب حیوان رواں   اندھیرے سے نکلا وہ روشن بیان
کہ حرفون سے جون ہوویں معنی عیان

بیان کر گیا ہوں میں کس کس طرح   کبھی اسطرح اور کبھی اس طرح   نہ آ ہر نظر آئے جیس طرح   وہ جیتا تو نکلا و لے اس طرح
کہ بیمار ہو نزع میں جس طرح

کئی سال گذرے لے سے کم سے کم   صدمہ سے دعا ہے ملے وہ صنم   کنوئیں میں وہ نیچے ہا پر الم   زبس اوپر آنیکا تھا اوسکو غم

کہے تو کہ بھرتا تھا اوپر کا دم

بھری گرد سے سر بسر وہ جبین　　بدن خاک مٹی سے تنہی نہین　　تنا مین سب پانی پانی ہوئین　　جمی خاک تن پر بر نگ زمین

گڑا جیسے نکلے ہے پتلا کہین

ہوئین مٹی کی پتلی وہ پتلیان　　زمین کے گڑہے حلقہ چشم ہان　　کرون ضعف کا اُسکے مین کیا بیان　　نہ آنکھو مین طاقت تہی نہین توان

کہ جون خشک ہو نرگس بوستان

جو تہا تنگ کپڑا سو ڈہیلا ہوا　　بدن گرد مین صندلیلا ہوا　　وہ خود ایک مٹی کا ٹیلا ہوا　　وہ تن سرخ جو تہا سو پیلا ہوا

وہ جوڑا جو تہا سبز نیلا ہوا

جبین وہ جو تہی رشک بدر کمال　　ہوئی گرد کے ابر سے پر ملال　　گئی گر گئی سر بسر پائمال　　وہ سر مین جو تہے اوسکے سنبل سے بال

ہوئی لاغری سے بدن کے وبال

بدن مین بہلا گوشت اُسکے کہان　　نکل آئی تہین سوکھکر ہڈیان　　نہ جسم مین رگہی خستہ جان　　فقط پوست باقی تہا یا استخوان

نتہا خون کا رنگ بہی درمیان

ہوا لاغر اُسکا سراپا وجود　　کہ ہے سانس کی صرف نسبت وگر بود　　رباط و عصب ایک تہوڑا و ود　　بدن سے رگین تہی ہڈیہب نمود

کہ الجہا ہو جون ریسمان کبود

سب اعضا گئے ضعف سے اسکے گہل　　کہ سوکہا شجر جیسے جاتا ہے ڈہل　　کیا خاک میں تھا سب جسم رل　　بدن خشک و زرد اسطرح تہا وہ گل

خزان دیدہ جسطرح ہو برگ گل

طبیعت کو دیکھو تو ہے بس نڈہال　　بدن مین فقط ہڈیان اور کہال　　زمین کی تہی جاروب سب کے بال　　وہ ناخن جو تہے اُسکے مثل ہلال

سو وہ ہو گئے بڑہ کے بدر کمال

غش رہگیا زیر لب بہر کے آہ　　جو کی چشم پر اوسکے اک تل نگاہ　　نظر آیا آنکہو نہین دم عذر خواہ　　یہ دیکہا جو احوال اُسکا تباہ

تو رونا ہوا حسب دل فیروز شاہ

دیا حکم دیوونکو سنتے ہو ہان　　بہت اسکو آہستہ لاؤ یہان　　غرض آ سے دیکر خدا درمیان　　بہٹہا تخت پر اپنے اوس کو وہان

لے آیا وہ بیٹہی تہی جوگن جہان

کہا پہر یہ دیوونسے ٹہیرو ذرا　　علیحدہ ابہی تخت رکہنا ذرا　　اونہون نے کہے بموجب کیا　　رکہا تخت اک جا پہ اوس کا چہپا

کہا پہر یہ جا کر کے نجم النساء

پتہ دیو نے جو دیا تہا جہان　　اوسی کے موافق گیا مین وہان　　کنوئین سے نکلوا کے مہربان　　چل اب تو کہ مین اسکو لایا یہان

یہ سنتے ہی گہبرا کے بولی کہان

لگی تہی خبر تجکو کس ٹہاؤن کی　　کسی شہر کی یا کسی گاؤن کی　　خبر کچہ بہی دہوپ کی چہاؤن کی　　دوانی تہی از بسکہ اُس نازنین کی

نہ سر کی بہی سدہ نہ کچہہ پاؤن کی

کہا دیگی انعام کیا تو مجہے　　خوشی اسکی جلدی سنا تو مجہے　　پہر ہنسکر علیحدہ بلا تو مجہے　　کہا چل کہان ہے بتا تو مجہے

ذرا اوسکی صورت دکہا تو مجہے

ذرا سچ بتاؤ کہ لائے یہی ہو　کہاں اُسکو پکھایا ہے اگر کہو　تمہیں میرے سر کی قسم اب چلو　کہارے کے چلیو ذرا تھم رہو

کہ شادی بڑی ہے کہیں غم نہو

کہ ہے اُسکے اوپر عجب واردات　ابھی اُوسکی ہستی کی کیا کائنات　ہے زور و نیز اوسکی نقاہت کی بات　یہ کہہ اوسے لے ہاتھ میں اُسکا ہات

لے آیا وہ جوگن کو وہان اپنے ساتھ

کہا ماہ رخ کے یہ دیکھو تو جور　پھرا اُسکے طالع سے گردون کا دور　یہ کہہ بات نجم النسا سے بغور　گیا آپ اُس تخت پر بیٹھ اور

دکھایا اوسے اور کہا کر تو غور

جو تہا لیے نظیر اب تو ہے یہ وہی　ذرا غور کر لو جو ہے یہ وہی　یقین دل سے سکو ہے یہ وہی　جسے ڈھونڈھتی تھی سو ہے یہ وہی

کہا ان سے ہان سچ وہی ہے وہی

ارے تیرے قربان اب تک بھلا　یہ کہہ مجھسے کیونکر کہ تونے رہی چپ چپا　ترے صدقے کیا حال تیرا ہوا　یہ کہہ اور اوس تخت کے پاس آ

کہا اے پریزاد تو اوٹھ ذرا

تو اچھی طرح اسکو پہچانو ہون　کچھ اپنی کہون اور کچھ اسکی سنون　تمنا یہ دل کی ہے مجھے یہ کرون　کہ اس تخت کے گرد اک دم پھرون

بلائیں میں دل کھول کر اسکی لون

پہ اس تخت کے پاس سے تم ہٹو　ہٹو تخت کے پاس سے تم چلو　جو نجم النسا نے یہ کی گفتگو　کہا اُسنے ہنسکر بھلا دیکھ تو

تو اس بات پر میرے صدقے نہو

نہ تو صدقے پر ایک بوسہ تو لا　ذرا کچھ تو الفت کا آئے مزا　جو تھی چہیت و چالاک نجم النسا　کہا اوسنے تب اپنی جوتی دکھا

اسے دیکھ کیون تو دوانہ ہوا

ہوئیں دل لگی کی یہ باتیں مگر　یہ تھا زخم دل اور وہ سنگین جگر　ہوا طول یہ اس طرح مختصر　غرض وہ پریزاد نیچے اوتر

کھڑا ہو گیا تخت سے ہو اودھر

بہنو میں محبت کے گھرنے لگی　یہ ازرہ سے الفت کے چرنے لگی　یہ بحر تعشق میں ترنے لگی　یہ آس تخت کے گرد پھرنے لگی

بلا اوسکی لے لیکے گرنے لگی

کیا جب محبت نے بے اختیار　بہت دل ہوا سینہ میں بیقرار　ہوا جبکہ از بس سے اضطرار　گلے لگ کے رونے لگی زار زار

کیا اپنے تن من کو اوسپہ نثار

نہایت جو یہ تو رہا تھا حقیر　اُٹھاکے تھے صدقے ذلیل و کثیر　تو سمجھا کہ ہے یہ کوئی دلپذیر　وہ دیکھے جو شان آنکھ اُٹھا کے [illegible]

تو نجم النسا ہے یہ دختر وزیر

کہا تجکو ایسا لگا کب سے روگ　یہ کیسا ہے جوگ اور کسکا ہے سوگ　کہا سچ بتا تو پڑا کیا بجوگ　کہا تو کہاں اور کسکا یہ جوگ

کہاں یہ لباس اور کہاں تم یہ لوگ

کہا تو نے ترک آستانہ کیا　ہمیں تیرے غم کا نشانہ کیا　گھر آباد ویران خانہ کیا　کہا تیرے غم نے دوانہ کیا

کہ عالم سے اپنے یگانہ کیا

یگانہ کیا غم دیا مشتعل　غم متصل سے رہے مشتعل　یہ احوال سن دونون کا بھر آیا دل　بغل کھولکر پھر تو آپس میں مل

وہ رو یا کئے دیر تک متصل

بیان حال دونون جو کرنے لگے   دل سینہ پر ہاتھ دہرنے لگے   ہنر تھی آپکی جان سے گذرنے لگے   سہم دونوں جی جیسے مرنے لگے
ذرا اشک سے چشم بھرنے لگے

کہی سرگذشت اوسنے اُس دم تلک   کی تفصیل مجمل غم و ہم تلک   کہانی کہی ماہ سے جم تلک   زبس ناک مین آگیا دم تلک
کہ اسطرح پہنچے ہو تم ہم تلک

یہ سن بے نظیر اپنے دلسوز سے   یہ سن خاطر مہر آموز سے   یہ سن نائرہ درد اندوز سے   یہ سن اپنی ماہ دل افروز سے
لگا شاد ہونے اُسی روز سے

کیا ایک دن تو انہون نے مقام   بصد حشمت و تمکنت و احتشام   مہیا کیا لا کے سامان تمام   اُسی دن سفر کا ہوا انتظام
چلے دوسرے دن وہ نزدیک شام

اُسی تخت پر بیٹھ کر وہ اُدھر   کمر باندھ ہو مستعد ہمدگر   سفر کے لئے سب نے باندہی کمر   مصمم کیا دلمین عزم سفر
کہ تھا نقش مطلوب اُنکا جدھر

وہ جوگن وہ فیروزشہ اور وہ ماہ   دکھاتے ہوئے شوکت و عز و جاہ   بندھی کمرین ہو مستعد خوانخواہ   سر و پیر دہرے تاج یا کج کلاہ
چلے تخت پر بیٹھ اوپر کی راہ

پڑہے حرف مطلوب جو کچھ کہ تھا   عدد ضرب و تقسیم کے بیشتر   کئے قطع تقدیر نے یک دگر   تھی بحر طویل ہجر کے زور پر
تو لے کسر بیٹھی مشدت کے گھر

مربع نشین تھی جو بدر منیر   خاص ہو دستہ سب ناگزیر   مثمن ہوئے گٹ کے وہ بھی یہ   معشر جو تھی روز غم کے حقیر
وہان اُس کو لائی وہ دخت وزیر

اُتارا اُنہین لا درختون مین تخت   کہ رستے تھا اسی آرزو مین سخت   قدم اپنے وہ گاڑ کر ہو کرخت   جہان پر تھے گنجان سب لخت لخت
وہ بار اکھلے اُن درختون کے بخت

اکیلی اُتر وہان سے آئی اُدھر   کہ ہم شہر مین تم پہنچو لیکر خبر   یہ ٹھہرائی آپس مین سب سوچکر   تو تینون نے کر مشورت بیشتر
لئے سوگ بیٹھی تھی وہ مہ جدھر

یکایک جو آدہا قدم پر گری   وہ بیٹھی تھی رنج و الم مین بہری   کہ لب خشک اور آنکھ مین تھی تری   اکیلی وہ تھی ایک سو غم بہری
تو جھجکی وہ شہزادی اور کچھ ڈری

پھر آخر کو دیکھا تو جوگن ہے یہ   مقدر کی یا مجھسے اُن بن ہے یہ   پری کا مگر مکر او رفن ہے یہ   کہا مین مرا کوئی دشمن ہے یہ
مرے درد و غم کی بروگن ہے یہ

کہا میری نجم النسا تو ہی جان   وہی ہو وہی مین نے پہچانا ہان   وہی گفتگو ہے وہی اینڈ آن   وہی سب پتہ ہے وہی سب نشان
اری تیرے صدقے مری مہربان

ہمین تیرے ملنے کی کب آس تھی   جدائی تری اتنی ناراس تھی   تو تھی دور لیکن مرے پاس تھی   تو جبسے گئی تیری بو باس
کہ جینے سے اپنے ہمین یاس تھی

کچھ ایسی محبت کی آفت پڑی　نظر سے نظر ملتے کیسی لڑی　ہمک کر اُٹھی ٹیک کر وہ چھڑی　بہت اسنے چاہا کہ ہووے کھڑی
کھڑی ہوتے ہوتے وہین گر پڑی

کہا رہین مطلق ندامت نہین　مرا ایسی لمبی لیاقت نہین　کھڑی ہو نہ تم کچھ قباحت نہین　کہا بار غم سے افاقت نہین
ارے کیا کرون مجھ مین طاقت نہین

قدم اُس کے چومے ذرا سر جھکا　دئے بوسے ہاتھونکو آنکھون لگا　تصدق لگی ہونے بے انتہا　بلائین لگی لینے نجم النسا
لگی گرد پھرنے برنگ صبا

تصدق وہ ہو ہو کے ہوتی تھی شاد　یہ کہئے تمہاری بر آئی مراد　اُٹھا بیٹھین جتنے تھے سر سے تھم فساد　اسی شاہزادہ کا تھا حال یاد
جو دیکھا تو یہان تو اُس سے کچھ بھی یاد

سفر کا اوٹھاتے ہوئے تھے ملال　تردد بہت دل مین کیا کیا خیال　نظر آیا یہان آکے اور ہی وبال　نہ گھر کی وہ رونق نہ اسکا وہ حال
گلون سے لگا دل تلک پائمال

ہے دیوار گھر کی بیٹھی سر بسر　ابابیل کے چھت کے کڑیونمین گھر　ہے چھت گیر بکہا پارہ پارہ جگر　پڑے سارے بیداشت دیوار و در
محل کو جو دیکھا تو لوٹا سا گھر

وہ دادائیون کی وہ صورت نہین　ہین جون موج دریا کی چتون چیین　[illegible]　خواصین جو تھین یا مہ نازنین
سو میلی کچیلی کمینون کی کمین

جو تر تھین نہی انکی روز نخست　نہ آئین وہ اور نہ وہ شو و شست　نہ وہ تیز بیان اور نہ ویسی ہین چست　نہ چوٹی گندہی اور نہ کنگھی درست
جو چالاک تھین سنگ بیٹھین وہ بھی سست

کشادہ دلی ہو گئی انکی تنگ　وہ ہین سست جو تھین بہت جنگ　نہ وہ شوق دل کا نہ ویسی امنگ　ہر اک اپنے عالم مین دیکھو تو دنگ
اُڑا رنگ چہرہ کا مثل پتنگ

نہال طبیعت نہین لہلہے　شگفتہ گل لب تو وہ کہہ گئے　ہین سر کی زنباد سب پر بہے　نہ آپسمین چہلین نہ وہ چہچہے
نہ گانا بجانا نہ وہ قہقہے

کسی دلکو ہے خود بخود اک فشار　گل رخ کسیکا ہے ہمرنگ خار　کسی کے ہے منہ پر خزان کی بہار　غم آلودہ ہر ایک زار و نزار
نہ آرام جی کو نہ دل کو قرار

کھڑی ہون تو شکل ستون یکقلم　نہ جنبش جہان تھ [illegible] جسم　جو لیٹین تو مردہ کھڑی ہین علم　جو بیٹھین تو رونا جو اوٹھین تو غم
غرض ہیں بیٹھے اوٹھے اپنے ستم

عنادل کی جا زاغونکی ہین ٹہرے　جڑی ہین شہر باغبان نے جیسے　بھلا کسکی اونمین طبیعت لڑے　چمن سارے ویران سے ہین پڑے
شجر گل کے اک جھاڑ سے ہین کھڑے

چمن مین کلی ہے تو بس خار سی　محل ہے محل بہت بد آثار سی　خواصین جو تھین ہی تو بیمار سی　جو خود ہے تو حیران بیمار سی
کہ جون زرد شیشے کی ہو آرسی

توہم تو ایک اور تفکر پچاس　نہ بوئے گل نو طبیعت کو راس　نہ عقل و ذکا آنکر ہے کے پاس　نہ تاب و توان اور نہ ہوش و حواس

ضعیف ونحیف وپریشان اداس

جو چہرہ کو دیکھو تو ہے رنگ اُڑا خزان مین گو یا رہگیا گل کھلا جو اُٹھے تو جاتا ہے جی سنسنا یہ دیکھ ادس کا احوال نجم النسا
جلی شمع کی طرح آنسو بہا

مگر سننے والون کا نوبتِ دم بدم کہ دیکھنے ئی جوگن بلخ شام و روم لپٹ گئی گلے سے کوئی جھوم جھوم ولیکن محلمین پڑی جب یہ دہوم
کیا خادمان محل لے ہجوم

ہوئی جمع خلقت اِدہر اور اُدہر کوئی ننگے پا اور کوئی ننگے سر چلی آئی دوڑی ہوئی بیشتر سنی ایک سے ایک نے جو خبر
مبارک سلامت ہوئی یکدگر

ہر اک سمت سے اک اُئی آنے لگی شگون مسافر جتانے لگی تو تیل اور صدقے منگانے لگی ٹکے کوئی جلد لیسے لانے لگی
کوئی سر سے روٹی چھوانے لگی

اِدہر آکے لپٹی کمر سے کوئی لگی تکنے پیاری نظر سے کوئی ملی آکے وہان رہگذر سے کوئی کوئی آئی باہر سے گھر سے کوئی
ادہر سے کوئی اور اُدہر سے کوئی

ہجوم اتنا ہو تو کرے کیا کوئی نہ کس طرح سے جائے گہبرا کوئی پکاری بوا اور بہینا کوئی حقیقت لگی پوچھنے آ کوئی
لگی کرنے آپس مین چرچا کوئی

ہوے جمع آکر سبھی خاص عام ہر اک اُس سے ہونے لگا ہمکلام اکٹھی ہوئی ایک خلقت تمام ہوا سر پر اوسکے عجب اژدہام
لگی کرنے گہبرا کے سب کو سلام

طبیعت ہوئی بسکہ فکر شمال ہوا ہجم عورات سے حد ملال تو گھبرا گئی دل مین فرخندہ فال کہا بیبیو کل کہونگی مین حال
کہ اب راہ کی ماندگی ہے کمال

گئین عورتین وہان سے اکثر طرف کوئی گھر کی جانب کوئی در طرف تو پھر کی نظر اُس نے خواہر طرف وہ انبوہ جب کچھ ہوا برطرف
تو نجم النسا نے بھی دیکھی ہر طرف

کہا مجکو پیاری بلاتی نہین اِدہر مجھسے آنکھین ملاتی نہین کچھ اک مجھسے سنتی سناتی نہین کہا شاہزادی تو آتی نہین
ادہر اپنی تشریف لاتی نہین

مئے وصل کے جام اب پیجئے جو انعام دینا ہو دے دیجئے ہر اک سمت چشم عدو سیجئے چلو چل کے آرام ٹک کیجئے
کچھ اک تمسے کہنا ہے سن لیجئے

وہ سمجھی کہ ہے یہ قدیمی مشیر طبیعت بھی ہے اسکی شوخ و شریر بلاتی ہی کچھ بھید ہے بے نظیر گئی جبکہ خلوت مین بدر منیر
کہا لے مین آئی ترا بے نظیر

گئی بن کے جوگن جو مین گھر گئی طرف کوہ وصحرا کے یکسر گئی لے آئی جو لینے کو گوہر گئی یہ سن ایکدم تو وہ غش کر گئی
کہے تو کہ جی تن مین آ سر گئی

ہوا ہوش جانا کہ سچ مچ ہے یہ یقین مجکو آیا کہ سچ مچ ہی یہ حقیقت مین تیرا کہ سچ مچ ہی یہ تعجب سے پوچھا کہ سچ مچ ہے یہ
دیا چھیڑنے کو مرے سچ ہے یہ

توجوگن بہی جبکہ اُس شانکی   تو کی سیر شہر و بیابان کی   بتا سچ قسم تجکو ایمان کی   کہا تجکو سوگند اس جان کی
غلط کہنے والی ہین قربان کی

کہا تو جو آئی یکایک لپک   تو ڈر سے گئین میری آنکہین جہپک   سمجھ دار ہو کر نہ بیہودہ بک   نشاط و خوشی کی خبر یک بیک
نہین منہ پہ کہہ بیٹہتے بیدہڑک

بتا سچ کہ مطلب ہوا کسطرح   وہ بولی کہ یون دون اور سن طرح   کنوئین مین پڑا تہا وہ جسطرح   کہا کیونکہ لائی کہا اسطرح
وہ سب کہدیا حال تہا جسطرح

خوشی مین تو مت کر کہ کڑ لائی ہون   مین اب جوڑ اُسکا تو ڑا لائی ہون   غرض تجکو جی سے جوڑا لائی ہون   تیرا قیدی جاکر چہڑا لائی ہون
اور اک اور بند ہوا توڑا لائی ہون

مین کسطرح لائی چہٹوا اور اڑا   مصیبت جو گذری وہ کیا پوچہنا   کہا سو کہا اور ہوا سو ہوا   کہا پہر وہ دونو کہان ہین کہا
درختون مین انکو رکہا ہے چہپا

مین احوال وہانکا کہون کیا بوا   بجاتی تہی مین بین اک شب ذرا   سبب یون ہوئے ملگیا مدعا   عجب وقت مین بین ہوئی تہی جدا
کہ دلبر کو تیرے دیا لا ملا

بہت کرتی ہون گو کہ مین خود سری   بہت راتون صحبت مین آکی رہی   ہوئی انتہا گر خوشی اور ہنسی   مگر ایکیا یہ آپڑی بے بسی
کہ مین تیری خاطر بلا مین پہنسی

ہنسی مین اب اُسکو اڑاتی ہون مین   نیا تازہ تر گل کہلاتی ہون مین   اب ان دونون کے پاس جاتی ہون مین   سو ایک کو تو لے آتی ہون مین
ہوا دوسرے کو بتاتی ہون مین

ترے دوست کو تو مین لاؤن بلا   کہ اب بات سن لے ذرا یہان تو آ   اور اوسکو مین کرتی ہون خصت ذرا   یہ سن شاہزادے ہنسی کہلکہلا
کہا کیون اڑاتی ہے نجم النسا

اری تو تو علامہ دہر ہے   ترا شہرہ اب شہر در شہر ہے   ترے دل مین آئی یہ کیا لہر ہے   اری ایک ہی تو بڑی قہر ہے
کہین تلخ ہے امرت کہین زہر ہے

ترا غمزہ آفت ہے عشاق پر   تری ترچہی نظرین ہین تیر و تبر   ترا نخرہ تمام ہے بیداد گر   چل اب چوچلے بس زیادہ نکر
انہین جا کے جلدی تو لے آ ادہر

بہم پہر لگی ہونے یہ گفتگو   کہ اسوقت ان حسرتا ہم اور تو   مجہے ملنے کی ہے بہت آرزو   کہا پہر پہ نزاد کے رو برو
بغیر از کہے کیسے نہی ہو گی تو

یہ دریافت کرنا تو بیجا نہین   نہ کہو سے کہین مجہسے پوچہا نہین   تو پروے مین یہ بات کرتا نہین   کہا وہ تو ایسا بد وا نا نہین
وہ اس بات کو کیا کہے گا نہین

تری چاہ اوسکو بہت راس ہے   نہایت ترے ملنے کی آس ہے   جو اسبات کا جیمین اب پاس ہے   اگر دل مین کچہہ تیرے وسواس ہے
نہین دور وہ ہی ترے پاس ہے

ابہی یہان سے اٹہکے جا تو سنو   کہولے نظر اس طرف آؤ تو   وہ آوے تو جی کہے سی گر گفتگو   ذرا پوچہ لیجو تو اس بات کو

کہ وہ روبرو اوس کے ہو یا نہو

تو ہے جان و دل سے مری رازدا　تری بات کا مجکو ہے اعتبار　تجھے پوچھ لینے کا ہے اختیار　یہ سنکر شتابی گئی وہ نگار

لیا جاکے آہستہ اون کو پکار

کہا دونو صاحب تم آؤ یہاں　ہے اک بات کا تمسے کرنا عیاں　جب آئے تو پھر لے گئی ان کو کہاں　چھپائے ہوئے لا بٹھایا وہاں

وہ خلوت کا جو تھا قدیمی مکان

جب آئے وہ دونوں امیر کبیر　محبت کے رشتے میں دونو اسیر　یہ نجم النسا تھی نہایت شریر　پھر اُس سے یہ پوچھا کہ ای بینظیر

کہو تو چلی آئے بدر منیر

جب اسبات پر اوسنے کھولا دہن　ہنسا گل کی مانند وہ گلبدن　اور اسکی زبانی سنا وہ سخن　کہا خیر ہے تجکو رشک چمن

چھپے ہے کہیں بھائی سے بھی بہن

مرے سر پہ اُسکا یہ احسان ہے　مری زندگی کا وہ سامان ہے　مرا وہ گویا دین و ایمان ہے　مری جان و مال اوسپہ قربان ہے

کہ اوسکے سبب سے مری جان ہے

ہے احسان اوسکی ملاقات کا　کروں کیا بدل میں مکافات کا　سپر یہ ہوا تیر آفات کا　مرا یہ تو ہمدم ہے دن رات کا

مجھے اس سے پردہ ہے کس بات کا

اگر ہوں نہ دل دشمنان کے کباب　ہے شیطان کی گردن پہ اسکا عذاب　سبو بھر کے لا دوڑ کر تو شتاب　مرے منہ سے ساقی لگا دو شراب

کہ ملتے ہیں باہم مہ و آفتاب

حکایات اوپر کی اوپر رہیں　مگر بیان سے تو حاصل نہیں　پس آپس میں جس جسنے جو جو کہیں　یہ سن سنکے باتیں وہ پردہ نشین

چلی آئی وان نازسے نازنین

ہوئی پھر محبت کی محکم اساس　اُسے اُسکا پاس اور اُسے اُسکا پاس　امیدیں [illegible] اور بہت سے ہراس　حیا سے پھر آکر جو بیٹھی وہ پاس

پھر آنے لگے اُسکے ہوش و حواس

ادھر اسکے پہلو میں دل بیقرار　اُدھر اسکو بیحد و عد اضطرار　جدے سے تھے جو اُنکے آپس کے خار　نظر سے نظر جو ملی ایکبار

کئے چشم نے لعل و گوہر نثار

جو ہجران کی وہ یاد آئے ستم　ستم پر ستم اور الم پر الم　[illegible] اوسپہ جان اور وہ دکھ اپنا　اُدھر اشک خونی ادھر چشم نم

اُسے اُسکا غم اور اُسے اُسکا غم

نہ وہ اوسکی زلفوں کے پیچیدہ بال　نہ وہ اُسکی گل کی روش سرخ گال　زمانہ کی بدلی عجب چال ڈھال　نہ وہ رنگ اوسکا نہ وہ اُسکا حال

تن زرد زرد اور رخ لال لال

گل رخ ہوئے زرد اور زار سے　وہ مژگان ستم زار سی [illegible]　[illegible] خشک اشجار سے　بہم دو خزاں دیدہ گلزار سے

ملے جیسے بیمار بیمار سے

ادھر غم سے گریہ چشم پر نم ہوئی　فغاں لب پہ آئی سمت پیہم ہوئی　[illegible] آکے تم ہوئی　عجب صحبت آپس میں اُس دم ہوئی

کہ ایسی ہی صحبت بہت کم ہوئی

یہان بے نظیر ستم دیدہ داہ وہ بدر منیر غم آلودہ آہ غم و عیش کے دو نوطے کرتے راہ وہ نجم النسا اور وہ فیروز شاہ
حیا سے کئے اپنی نیچی نگاہ

غم و درد الفت جتانے لگے کہ کب دیکھین محنت اٹھانے لگے جدائی کے دکھ یاد آنے لگے سرشک محبت بہانے لگے
اس احوال پر حیف کہانے لگے

وہان انکی صحبت مین گذرا یہ حال یہان تھے جدائی کے رنج و ملال گذرتے تھے پیش نظر کیا خیال اور اک طرف کو شاہزادہ نڈھال
لگا رونے آنکھون پہ رکھکر رومال

ہوا جوش غم جو قلیل و کثیر ہوئے دونو رو رو کے غم مین تغیر اسی حال مین جب بہت گذری دیر وہ مجروح دل تھی جو بدر منیر
لگی کھینچنے اپنے آہون کے تیر

جو رو رو کے خون سرخ انکھین ہوئین ہر اک سمت سے ندیان بہی ہین گہر کی جگہ لعل ٹپکے وہین چھپا منہ کو اس طرف سے نازنین
لگی کرنے تر دامن و آستین

مین ان صحبتون کو نکیا میان نظر جا سے جسپر وہ گریہ کنان لگے کرنے سب اپنا حال بیان پڑین غم کی باتین جو آدرمیان
یہ روئے کہ لگ لگ گئین ہچکیان

گہر آنسوؤن کے پروتے رہے وہ رو رو کے سب جان کھوتے رہے غم و درد حسرت ڈبوتے رہے غرض دیر تک مل کے روتے رہے
جدائی کے داغون کو دھوتے رہے

وہ چہرہ صفا رشک خونی بنا پڑا اُس مین عکس رنگ حنا شفق مین یہ کیا ماہتاب آگیا رخ زرد پر اشک گلگون بہا
بہار و خزان کو کیا ایک جا

جو وہ تختہ سینہ تھا لالہ زار کھلے تھے گل زخم یکسر ہزار ہوئے آبلے چھل چھل کے آہون سے زار کلیجون پہ جو داغ تھے بیشمار
سو آنکھون سے اُن کی دکھائی بہار

وہ تھے تار اشکون مین باہم اسیر کبھی مارتی کھینچ آہون کے تیر کبھی نالے کرتی قلیل و کثیر پھر آخر کو نجم النساء وہ شریر
لگی کہنے سنتی ہے بدر منیر

چلو آنسو پونچھو بس اب ہوچکا گذشتہ ہوا ہجر کا ماجرا نہ تو اس کو رو رو کے اتنا رولا کیا چاہتی ہے تو اب قہر کیا
زیادہ نہ بس اپنی الفت جتا

جدائی مین جو جو کہ گذرے ستم قلم اوسکو کیا کر سکے گا رقم ہے اسکے بھی دلپر نہایت الم مگر تیری خاطر یہ رویا ہی کم
کہ تو اور رو رو کے دیتی ہے غم

جدائی کا موقوف کر اب بیان وہ خواب و خیال ہو گیا میری جان بس اب اشک آنکھون سے پونچھو میان ذرا تن مین آنے دے اسکے توان
ابھی اُس کو رونیکی طاقت کہان

ترے واسطے سانگ کیا کیا کئے ہزارون الم اپنے سر پر لئے نکلوا اندھیرے سے اب ان دنے یہ مردہ سا لائی ہون اسلئے
کہ دیکھے سے تیرے شتابی جئے

ترے غم کا دلپر مرض اسکے تھا بیان ضعف کا کیا کرون ماجرا تو کر کام بقراط و سقراط کا دہان مین لے اسکی نہین کی دوا

کہیجانا یار دار الشفا

لگا اسکو تیری محبت کا گھن   شفا و تفقد سے درد اس کا چینا   مسیحائی کے تو دکھا اپنے گن   لے آئی ہے اس کو محبت کی دھن
جیا ہے فقط تیرے ملنے کی دھن

زبان اوس کی منہ سے تو اپنی چھپا   کرے کام گاؤزبان کا ذرا   تو آب شہد لب اسکو ہر دم چٹا   اسے وصل کی اپنے دارو پلا
کسی طرح اس نیم جان کو جلا

نکالو دلوں کی ذرا آرزو   ہنسی اور خوشی سے رہو دوبدو   محبت کی باتوں کا کیجیے غلو   بس اب کچھ خوشی کی کرو گفتگو
خدا پھر نہ شکوہ دلائے کبھو

بیان مت کرو دکھ اٹھائے ہوئے   ہنسو باہم آنکھیں لڑائے ہوئے   نظر سے نظر کو لڑائے ہوئے   نہیں خوشنما پاس آئے ہوئے
رہیں دو جنے منہ ستائے ہوئے

تمہاں ہے قرین ٹہلو اب مشتغل   رہے اب لب لب سے دل متصل   ہے خلوت نہیں کوئی اب تو مخل   یہ سن ہنس پڑے دو نو آپس میں مل
پڑے یون جس طرح پھول گلشن میں کھل

غم و رنج سے بسکہ کرا احتیاط   بچھایا انہوں نے خوشی کا بساط   عوض غم کے دلبر ہوا انبساط   بہم پھر تو ہونے لگی اختلاط
اچھلنے لگے دل سے عیش و نشاط

نہ شکوہ رہا نہ ادھر سے گلا   لڑی آنکھ ادھر اور ادھر دل ملا   اسی عرصے میں چھیڑ چھاڑ ہنسنا ہنسا   شب آدھی گئی پھر تو خاصہ منگا
تکلف سے پھر اک رکے آگے دھرا

کباب دل غم نے ہونے متصل   مے خون وحشی ہوئی پا بگل   خوشی و طرب خوش ہوئے مشتغل   عجب چہل سے سب لگے آپس میں مل
کیا نوش سب تمنا سے دل

جدائی کے داغوں کو دھو ہو گئے   میاں وہ گئے اور وہ نالش گئے   ادھر وہ گئے اور ادھر وہ گئے   پھر آخر کو دو دو جدا ہو گئے
الگ خوابگاہوں میں جا سو گئے

نہایت خوشی سے ہوا پر جمال   طرب کے سبب کھل گیا بال بال   ہوئے ہیچ دونوں فرخندہ فال   اٹھائے تھے جو جو کہ رنج و ملال
ہوئے اس مزہ میں وہ خواب و خیال

مقابل برابر قرین مو بمو   وہ سینہ بسینہ بہم دو بدو   بغل در بغل لب بلب روبرو   الگ ہو کے لیٹی جو وہ ماہ رو
ہوئی لیٹے لیٹے عجب گفتگو

جدائی کے عالم کا آیا خیال   غم آلودہ ہونے لگی قیل و قال   وہ بھٹکنا ہوا یاد آیا ملال   وہ گذرا ہوا یاد کر کے حال
لگے رونے آنکھوں سے دھارا زلال

خبر لیتے وہ دیو سے جد گئے   پڑیکا ستم اور پڑیکا غضب   وہ ڈالا تا پھر دیو کا جب بجب   کہا شاہزادی نے احوال سب
کنوئیں میں جو گذرا تھا رنج و تعب

کہ یوں کوہ غم سر پہ ڈھا گیا   کہ یوں جان میں اپنی کھو گیا   کہ یوں داغ غم دل سے دھو گیا   کہ یوں میں اندھیرے میں ڈوب گیا
کنوئیں میں تن اپنا ڈبو گیا

نہ اُس جا کبھی آیا میر عسس صبا نے نہ آ کے بھرا اک نفس کسی قافلہ کو نہ آئی ہوس نہ پہنچا کوئی میرا فریاد رس
تڑپتا رہا دل بہ رنگ جرس

اگر نیند آئی تو بس مر رہا جو جاگا تو کیڑوں ہی کا ڈر رہا وہ ظلمت غم کا باور رہا وہ تاریک خانہ مرا گھر رہا
صدا میری چھاتی پہ پتھر رہا

مے رنج ساقی نے دل بھر دی طبیعت مجھے حق نے غمخور دی نہ غربی ملی نے مجھے غور دی محبت نے یہ چاشنی اور دی
کہ میرے تئیں جیتے جی گور دی

شفیق ایک سل سر پہ مجھ پاس تھی اندھیری کنوئیں کی عجب شان تھی بہ یاس ایک سی تا بہ پچاس تھی زمین سے نکلنے کی کب آس تھی
فلک کے مجھے ہاتھ سے یاس تھی

فلک کے ستم سے میں ڈرتا رہا زمین کا غضب دل میں بھرتا رہا عجب حال مجھ پر گذرتا رہا عجب طرح سے زیست کرتا رہا
تری جان سے دور مرتا رہا

مقدر نے کیا کیا دکھایا مجھے اُڑایا مجھے پھر گرایا مجھے رلایا مجھے اور جلایا مجھے خدا ہی نے تجھ سے ملایا مجھے
اُٹھا قبر سے پھر جلایا مجھے

یہ سن سنکے بس جبین کہا پیچ و تاب لبوں پر تو ہاں دل میں حد اضطراب کیا یاد سب اپنا حال خراب دیا شاہزادی نے رو رو جواب
کہ میں نے بھی ایک شب یہ دیکھا تھا خواب

ترے غم میں میں جان کو کھو گئی ترے سنگ ہی آن بہت ڈھو گئی ترے بن میں آنکھوں سے خون رو گئی ترے داغ کی دل میں جو بو گئی
میں اک رات روتی ہوئی سو گئی

تو دیکھا ترے غول کے خضر تنہا ہی ایک تو ندی نہ نالا نہ دریا ہی ایک تو ہے جھاڑ بوٹا نہ کانٹا ہی ایک تو کیا دیکھتی ہوں کہ صحرا ہی ایک
اور اس دشت بر میں کنواں سا ہی ایک

نہ کوئی آدمی ہے نہ حیوان نہ شیر نہ کوئی پری ہے نہ دیو حقیر سنی کان دھر کر جو میں نے نظیر صدا وہاں سے آتی ہے بدر منیر
ادھر آ کہ یاں قید ہے بے نظیر

صدا سنکے سمجھا کروں تجھ سے بات تو تنہا میں تنہا کروں تجھ سے بات میں جاؤں کدھر کیا کروں تجھ سے بات میں ہر چند چاہا کروں تجھ سے بات
ولے کی گئی وہاں نہ کچھ مجھ سے بات

وہ تھی نیند کیا مجھکو ڈر سے جل گئی اور آنسو سے پتلی مری ڈھل گئی سمجھ کر میں سوئے تحمل گئی مری جان گویا اس طرف ڈھل گئی
اسی دم مری آنکھ پھر کھل گئی

تو چہرا اُداس اور ہوا رنگ فق مجھے اس قلق میں یہ آیا عرق نہ دنیا نہ دین یاد نے یاد حق عجب اس گھڑی مجھ پہ گذرا قلق
کہ دل اور جگر ہو گیا میرا شق

اسی روز سے ابر غم کا گھرا اور آنکھوں سے مینہ آنسو کا گرا نہ کچھ رنج کا یہاں تلا نے سرا اسی دن سے یہ حال پہنچا مرا
کہ مرتی رہی نام لے لے ترا

خدو کی ترے غم نے توڑی کمر کہ سر کو میں پا سمجھی اور پا کو سر صبا ہے نہ ہدہد نہ پیغام بر نہ تیا تھا کوئی تیری خبر

ولے تہا ترے غم سے دل کو اثر

نہ شب کو تہی نیند اور نہ دنکو طعام　مجھے خواب و خور ہو گئی تہی حرام　کہان تک کہون تجھسے حاصل کلام　گذرتا تہا دان تجھپہ جو صبح و شام
وہ اندہیر تہا مجھپہ روشن تمام

سدا اپنے سایہ سے ڈرتی تہی مین　سدا زندگی سے گذرتی تہی مین　وہ غلطیدہ خون آہ بہرتی تہی مین　عجب طرح سے زیست کرتی تہی مین
کہ اُس زیست کرنے سے مرتی تہی مین

اُسی درد سے تہا جگر بیقرار　اُسی بیقراری سے تہا اضطرار　اُسی غم کی آہون سے سینہ فگار　اِسی غم مین رہتی تہی میل دنہار
کہ کیونکر ملادیگا پروردگار

جب اس حال کو حال پہنچا مرا　ہو ادرد و غم جبکہ حد لا دوا　نہایت کے درجہ پہ گہبرا دیا　مری شکل پر روکے نجم النسا
گئی اِسطرح شکل اپنی بنا

بنا حال پہنچی پرستان مین جب　ہوئی مجلس شاہ مین وہ طلب　وہ راضی ہوئی سُنکے مین اسکو اب　پہر آگے تو معلوم ہے تمکو سب
کہ ہم تم ملے پہر اُسی کے سبب

بہت کوہ غم سر پہ تہے گو اُٹھے　اٹہائے گئے بوجہ جو جو اُٹھے　ادہر سوتے سوتے سے وہ دو اُٹھے　یہ آپسمین کہہ حال دل رو اُٹھے
وہ کہنے کو سوتے تہے بس سو اُٹھے

بیان کرتے ہین ہجر کا ماجرا　جو کچھہ رنج و غم اُنپہ گذرا سدا　ملا وصل بدلا مکافات کا　جو ملتے ہین بچھڑے ہوئے اکجا
اُنہین نیند باتون مین آتی ہے کیا

اِدہر اُسنے گذری ہوئی سب کہی　اُدہر اُسنے بہی کچھہ کہی کچھہ سُنی　بس آپسمین کہہ سُنکے فرصت ہوئی　پریزاد و نجم النسا دان جدی
الگ اپنی باتون مین مشغول تہی

رہے شغل ذکر مکافات مین　ہوئی داستان الف کی راتین　کبھی لب بلب ہاتہہ تہا ہات مین　گئی رات حرف و حکایات مین
سحر ہو گئی بات کی بات مین

کواکب کو فرصت اِدہر ہو گئی　علمداری مہ کی بدر ہو گئی　اذان ہو گئی تو بسر ہو گئی　شب وصل کی جو سحر ہو گئی
تو سوتو تمکو گویا خبر ہو گئی

منازل کو پہنچے ستارے شتاب　لپیٹی گئی کہکشان کی طناب　سفیدی نے ڈالا سیاہی کو داب　چہپا ماہ نے اپنے منہ پر نقاب
اٹھا بستر خواب سے آفتاب

خماری تہین آنکہین نشے مین تمام　جماہی کا آنا دہن مین کلام　لیے رفع درد سر تشنہ کام　صبوحی کو اُٹھتا ہے جیسے مدام
شراب شفق سے بہرے اپنا جام

وہ کروٹ بدل لینی اور خواب ناز　کچھہ اک بیخودی اور کچھہ اک ہوش باز　ملی آنکھہ کرکے در خواب باز　ہوا چشم واجب وہ مژگان دراز
سپید و سیہ مین ہوا امتیاز

ثریا گیا اپنی منزل کو ڈہل　ہوا بزم انجم کا یک لخت قل　کیا چہچہے کا عنادل نے غل　گیا عقدۂ صبح اُسدم جو کہل
نکل آئے ادہر اُدہر سے وہ گل

بنائے گئے رات بھر کام وہ محبت کا پیتے رہے جام وہ جو جاگے ہم نیک فرجام وہ اٹھے جبکہ آلیسمین گلفام وہ
گئے باری باری سے حمام وہ

ہوا آفتاب آکے آئینہ دار کھلا پنچہ مہر کیا شانہ دار لے آیا دہر عطر مشک تتار دوبارہ کیا سب نے اپنا سنگار
چمن مین نئے سر سے آئی بہار

ہبوب نسیم سحر جا بجا کہین غنچہ چٹکا کہین گل کھلا لتس دپر سنو ماجرا دوسرا وہ جو گئی تھی جو نجم النسا
جمی گرد وہ اپنے تن کی چھڑا

نہانے لگی ہائے کس شان سے کہ عشاق جانے لگے جان سے کہون دل کی خاطر مین یہ آن ہے نہا دہو کے نکلی عجب آن سے
کہ الماس نکلے ہے جون کان سے

پڑا پانی بدلا عجب اسکا روپ کھلا جسم نکھرا عجب اسکا روپ وہ دہل دہل کے چمکا عجب اسکا روپ نہانے سے نکلا عجب اسکا روپ
نکل آئے بدلی سے جسطرح دہوپ

مگر کیا کہون اسکا عاشق یہ جوبن کہ اس جوبن پہ محو گردون کا دور شفق کی قسم کھاکے کرتا ہون غور دلے راگ اسنے لگائی یہ اور
کہ پوشاک کو سرخ لانے کی طور

وہ گلنار پوشاک رشک چمن وہ لالہ کے غنچے کی صورت دہن برنگ شفق سرخ سارا بدن جلانیکو عاشق کے دکھلا ہیں
لیا سرخ لاہی کا جوڑا پہن

کرن اسمین سورج کی چنپا کی جا دہنک برق کی ٹانکا ہی ہیکا عقیق یمن کی لگی گوٹ کیا تمامی کی سنجاف اس پر لگا
طلا کی طرح سے دیا دگذ گا

سہاگن کی پہون سارنگین لباس شفق کا ہوا پیرجا ٹکی پاس ہوئی اس سے رنگ شہابی کو یاس اسی رنگ کے ساتھ کا سب لباس
تصور مین ہو سرخ جسکے قیاس

وہ لعل یمن سر سے پاؤن تلک لہو بیے گا عقیق اسکو تک بنی ہے وہ لو کا سراسر چمک بھبوکا سا تن اور منہ کی دمک
کہ جون شعلہ آتش سے اٹھے بھڑک

عجب طرح جوبن وہ دکھلاتیان فرشتون سے ہین ہات ملواتیان کچھ ایسی وہ ہین سخت اتراتیان نکیلی وہ اٹھی ہوئی چہاتیان
بھری اپنے جوبن مین اتراتیان

وہ کنگھی کی شہرت وہ کنگھی کی ہک صفائی سے شفق ہوئے صاف پاک وہ نور قمر پر سحر اشتراک کی صفائی وہ کرتی کا چاک
شراتے کی انگیا کسی ٹھیک ٹھاک

وہ دریا سے خون کی حبابا پیالہ بھرا خون عشاق دل نے نکال وہ محرم صفا اور وہ کرتی کا حال وہ کنچین سی اسمین کچین لال لال
بھرے رنگ سے قمقمے کی مثال

وہ نقش سویدائے دل ہو فزود دیا حجر اسود سے پڑہتے درود سیہ شب ہے بالا سے صبح کشود بلاہٹ وہ بیٹھنے کی اس سے نمود
کہ جون سرخ چہرے پہ خال کبود

بھرا ہے حبابون مین لیکر شہاب مے سرخ کی لال شیشے مین آب نہین یہ ستا لین کچھ اچھی حباب کبھی تو لے اپنے منہ پر نقاب

شفق میں چھپے جوں مہ آفتاب

جو پلّو کا آنچل رہے اُس سرے   کنارے کا گوٹا مُوٹے اور چھرے   یہ ڈوبی ہوئی اوسکی قسمت سرے   بنت گرد اُسکے نہ کیونکر پہرے

کہ دستان کو گہر و لہر کہا نا رے

وہ کلیاں ہیں رشک چمن گنجے نور   وہ بوٹے کہ خورشید تھا و پنجور   وہ پایچے شمع و فانوس نور   وہ پاجامہ سبز کمخواب اور

در چشمہ بلدیں کا سورج کے طور

عقیق میں رشک سے کہائی گلا   یہ سرخی کہیں تھی سوتی میں گلا   پڑا کوہ دریا میں ہر سمت غل   جواہر سجا اپنے موقع پہ کل

تو شیخ بیٹا ہو جیسے نمد پارہ گل

ادہر اپنے بل پر تو گیسو کہنچی   اُدہر گل سے خوشبو کو ہی کوچی   رہی ہیرنی مشاطہ ہر سو کہنچی   وہ کنگھی کہنچی اور وہ ابرو کہنچی

ہر اک آن میں اپنی ہر سو کہنچی

وہ شانہ کہ تقصیر اوسکی معاف   معافی کے باعث رہے تا بحر صاف   وہ زلف سلسل بلا بر خلاف   کہجوری وہ چوٹی زری کا مو باف

کہ جوں دود کے بعد شعلہ ہو صاف

وہ پہولوں کا گہنا جدا اُسکے پاس   بنی باغ باغ اُس سے عاشق کی آس   گلو کی حمائل کا تن ہی مساس   عروسانہ اوس نے کیا جو لباس

تو آنے لگی خون کی اوس میں باس

وہ پوشاک زیور وہ چہرے کا نور   وہ پہولوں کی نکہت وہ حسن غیور   پری حور غش ہو گئی بے قصور   بنی جبکہ اس رنگ وہ رشک حور

چلی آئی فیروز شہ کے حضور

اڑا ہوش جانے کدہر کو گیا   دیا نیند آئی تہی جہٹ سو گیا   وہ تلوار کی آنچ میں جو گیا   پریزاد تو قتل ہی ہو گیا

کہے تو کوئی جان سے کہو گیا

مگر جان پر صدمہ ایسا سہا   کہ آنکہوں سے حسرت کا دریا بہا   نہ وہ چہل اُس دم نہ وہ قہقہا   حیا سے نکی بات نے کچھ کہا

ولے جی سے قربان اُسپر رہا

سمندر محبت کے بہنے لگے   وہ گل پہلکے سب رہنے سہنے لگے   خوشی عیش ہی باتیں پہنے لگے   وہ بن ٹہن کے آپس میں ہنسنے لگے

ہم راز دل اپنا کہنے لگے

نہ غم متصل اور نہ حسرت مخل   اُٹھے شعلے الفت کے حد متصل   ہرے اور بہرے نخل دل منفعل   خوشی سے ہوئے لیک سرسبز دل

لگے سبزیاں پینے آپس میں مل

مزے وصل کے اب اُڑانے لگے   عجب ہونے وہاں کارخانے لگے   گزک کہانے اور مے پلانے لگے   ضیافت بہم لگے کہانے لگے

وہ غم کہانے اونکے ٹہکانے لگے

مئے وصل سے جام بہرتے رہے   دلو بیر گر رات دہر لگتے رہے   سدا زلف و کاکل سنورتے رہے   چُہپے عیش و عشرت وہ کرتے رہے

یہ غیروں کے چرچے سے ڈرتے رہے

کوئی فاختہ کوئی شمشاد تہا   کوئی قمری و سرو آزاد تہا   کوئی شیریں اور کوئی فرہاد تہا   اگرچہ ہر اک وصل سے شاد تہا

ولے ہجر کا غم اوسے یاد تہا

ہوئی مشورت کی بہم گفتگو　کہ تحریر سے ہو سخن دو بدو　دلونمین بہری تہی سو آرزو　یہ ٹہیراکے نکلے وہ دوماہرو
کہ اِس بات کو کیجئے ایکسو

ہم آپس مین کرکے اشارے رہین　ملے تم رہو ہم بچارا رہین　جدا دونو یہ ماہ پارا رہین　غضب ہے جو یون ہی دو بارا رہین
چہپے کب تلک آشکارا رہین

روان نامہ ہم بار ہی بار کرین　بیان انمین شوکت شماری کرین　یہ پیغام شادی کے بار کرین　نصیب اس طرح سے جو یاری کرین
عیان کیون نہ ہم خواستگاری کرین

اُدہر وہ گئین یہ ادہر کو گئے　غرض اپنی اپنی کو دونو گئے　غم داغ ہجران کو بس ہو گئے　جب آپسمین یہ مشورے ہو گئے
اِدہر اور اُدہر ہل کے دو دو گئے

محبت کے رشتے مین دونو اسیر　لکیرین تہین دونو یہ دو یہ فقیر　وہ فیروز شاہ اور وہ بے نظیر　وہ نجم النسا اور وہ بدر منیر
کچہہ اک کر بہانہ وہ دونو شریر

وہ دل ہاتہہ مین لا کے مان باپ کے　وہ دل خوش بہت پا کے مان باپ کے　گئین آگے گہبرا کے مان باپ کے　رہین گہر مین پہر جا کے مان باپ کے
کہ دیکہین گے اب ہم قدم آپ کے

جو اُن دونون نے گہر کے لی اپنی راہ　چہپے برج اقلیم مین مہر و ماہ　مناسب سمجہکر پہر اپنی خواہ مخواہ　نکل بے نظیر اور فیروز شاہ
کسی شہر مین رکہکے فوج و سپاہ

مہیا کر اسباب شاہی نخست　بتایا انہین جیت تہی جو کہ شست　وہ چست و درست اور خود و شست　کرسہاب سب سلطنت کا درست
پہر آئے اوہی جا یہ چالاک چست

بنایا وہان خیمہ و بارگاہ　نہ دیکہا کسیکو غرض عذر خواہ　لگے نا پہنے پہر رہ رسم و راہ　وہان کا جو تہا شاہ انجم سپاہ
جسے لوگ کہتے تہے مسعود شاہ

بہت اوسکی تہی فوج خیل و حشم　وہ ماہی مراتب و طبل و علم　سو اسکے لئے لیکے کاغذ قلم　کیا نامہ یون ایک اوسکو رقم
کہ اے شاہ شاہان دای فخر جم

صفحہ کاغذ گلنار ہے گل زمین قرطاس لالہ زار ہے بے نظیر نامہ نگار
ہے مسعود شاہ سے بدر منیر کے عقد کا خواستگار ہے نگہت چمن چمن ہے
کثرت گلریز سے صحن باغ گویا دولہن ہے

ملک فیلقوس اور دارا نہاد　کیومرث شان و زرتشت زاد　ہمایون سرشت اکبر خوش مراد　فریدون شال و سکندر نژاد
مراد جہان و جہان مراد

فریدون شیم زال خصلت بہم　فرامرز خو گیو ہمت بدم　پشن سیرت اسفند یار حشم　جہان شجاعت زمان کرم
دل رستم گرد حاتم ہمم

میں وارد ہوں یہاں ایک مہمان غریب　نہیں سوچتا ہوں فراز و نشیب　کہ ہو جاتا ہے آدمی ناشکیب　کشش آب و خور کی بھی ہے اک عجیب
لے آئے ہیں مجکو مرے یہاں نصیب

نوازش سے اپنے کرم کیجیے　اجازت خوشی سے ہمیں دیجیے　شراب عنایات کو پیجیے　نہ چشم تلطف ذرا سیجیے
غلامی میں اپنی مجھے لیجیے

ہمیشہ سے ہے راہ و رسم شہان　کہ رہتے ہیں سب متفق آشنان　عیاں ماجرا کس طرح ہو نہان　عیاں کا نہ محتاج ہوگا بیان
کہ وابستہ ہوتا ہے انکا جہان

جہان پر ہے روشن کہ میں ماہ ہوں　سپہر شہی پر میں یکجاہ ہوں　میں کیوان جناب ایک والاجاہ ہوں　میں نجم سعادت دل آگاہ ہوں
ملک زادہ ابن ملک شاہ ہوں

ہر اک مجھسے واقف ہے برنا و پیر　تعلّی نہیں عرض کی بے نظیر　ہے مشعل بکف شبکو بدر منیر　دبیر فلک ہے ہمارا اسیر
کہ ہے نام میرا شہ بے نظیر

بیان سب کیا ماضی و حال کا　لکھا فوج یہ حال احوال کا　پدر ہے شہنشہ خوش اقبال کا　فلان شہ کا پوتا ہوں اور ابکا
مجمل لکھا فوج و احوال کا

جتا کر بہت عجز اور انکسار　گنہگار ہوں اور عصیان شعار　میں عاجز ہوں اور ناتوان خاکسار　میں بندہ ہوں رب میرا پروردگار
لکھا یہ بھی اک حرف آخر کے بار

کہ جو ہووے برعکس شرع شریف　قوی عرض کرتا ہے عاصی ضعیف　لطیفہ ہے یہ اک نہایت لطیف　ہے قول بزرگ لطیف و ظریف
وہ ہے اپنے مذہب میں اپنا حریف

اگر مانئے خیر تو مانئے　نہ اوروں کو آفت میں ڈالا نئے　مصمم ارادہ بدل ڈالئے　خدا کو ذرا آپ پہچانئے
نہیں آپ آیا ہمیں جانئے

گیا یہ جو مسعود شہ کو پیام　صبا بنکے قاصد گیا اک غلام　دیا بخشی مغزی سے سرنامہ تمام　یہ لکھ پڑھ کے نامہ بصد انتظام
سنا اور پڑھا خط کا مضمون تمام

سمجھ اسکا مضمون مسعود شاہ　بہت خوض کر دل میں اور سوچ راہ　جتایا سب اپنا حشم عز و جاہ　وزیروں سے کی مشورت خواہ مخواہ
کہ اتنی ہے فوج اور اتنی سپاہ

اور آخر یہی ہے زمانے کا حال　ہم اول سے سمجھیں گے اسکا مآل　کہ ہر امر ہے فی الحقیقت محال　سمجھ سوچکر جتنی اور کر خیال
کہ پیوند ہوتے ہیں باہم نہال

نہ تازی یہ کچھ رسم پیوند ہے　زمین سے نکلتا زمین قند ہے　ثمر ایک سے لیکے وہ چند ہے　شگوفہ بہاروں کا پابند ہے
ہمیشہ سے عالم برومند ہے

لکھا نامہ اوسکے یہ اک جواب　دیا حکم تحریر کا اس حساب　دبیر خردمند کر انتخاب　تو مسعود شہ نے بلا کر شتاب
کہ عاقل کو نکتہ لگے ہے کتاب

⁂

جواب نامہ بے نظیر کا عطارد دبیر ہے صفحہ کاغذ رشک بدر منیر ہے شادی کی خوشی مین گل گلشن پہولے نہین سماتے ہے اشرار نسیم سر لتسے فضاے چمن مین غنچے کہلکہلاتے ہین عاشق و معشوق کا مدعاے دلی برآیا نخل امید مین کیا جلد ثمر آیا

لکہا بعد حمد وثناے خدا　صحابہؓ کی لکھ منقبت کو ذرا　سپس لغت سیر عرب مصطفیٰ　یہ حمد خداوند عرض و سما
پس از نعت احمد شہ انبیا

لکہا بعد وثناے خدا　جواب اسکا لکہنے کو خامہ اٹہا　سو قاصد لے آیا اور ہمنے پڑہا　کہ تمنے ہمین وہ جو نامہ لکہا
پس از نعت احمد شہ انبیا

کہ نامہ تمہارا جو سربستہ تہا　جواب اسطرح خط کا لکہا گیا　بیان اپنے دل کا کیا مدعا　عطارد رقم ایک منشی بلا
وہ راز نہان اپنے ہاتہون کہلا

شریعت کے عالم مین مجبور ہین　یہ ہم حکم شرعی سے معذور ہین　علم فوج لشکر سے معمور ہین　سنو ہم بڑے اہل مقدور ہین
نہین اپنے نزدیک ہم دور ہین

اگر ہم کبہی اپنے دعوی پہ آئین　عدو دور دبر و آئین دو زخکو جائین　تو لاکہون کے خون کا سمندر بہائین　جو ہم زور شمشیر تمکو دکہائین
تمہارے فلک کو نہ خاطر مین لائین

ابہی گہر سے نکلے ہو لڑکے ہو　یہ اکپلین ہوا ور سے اور اور　ہین انواع اسکے بہت ظلم و جور　زمانے کا دیکہا نہین تمنے دور
نہین نیک و بد پر تمہین اپنے غور

کسی پاس دولت یہ رہتی نہین　یہ آتش ہمیشہ تو رہتی نہین　یہ جاتی ہے تو منہ سے کہتی نہین　سدا سلطنت عیش سہتی نہین
سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین

ولے کیا کرین رسم دنیا ہے یہ　وہان ہو گا کیا خوف عقبی ہے یہ　سمجہتے ہین ہم اسکو ہین کیا ہے یہ　سو فوج و حشم جو تمہارا ہے یہ
دگرنہ گہمنڈ آپکا کیا ہے یہ

زبس ہمکو ہے پاس شرع رسول　سو تم فوج و دولت پہ بانہ بہول　یہ تقریر باہم کی ہے بے حصول　مگر تم نہوا اپنے دل مین ملول
سو اسواسطے کرتے ہین ہم قبول

خلاف پیمبر کسے رہ گزید　فقط یہ ہے سو قفل کی اک کلید　سمجہ لو نہین کچہ ہے لطف مزید　نہ کیجیے بہت اہمین گفت شنید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اگیا اچہی ساعت تاریخ ٹہیرا لیجیے　بزرگ ایک ملا کو بلوا لیجیے　ضروری جو چیزین ہون منگوا لیجیے　رسومات شادی بجا لایئے
دیا حکم ہمنے تمہین آیئے

گیا ایلچی نامہ لیکر ادہر　دیا پیک کو جلد پہنچا مگر　خریطہ مین ملفوف جلد لیکر　ہوا نامہ تحریر جب سر بسر

اُڑی ہر طرف یہ خوشی کی خبر

لے آیا جو نامہ کی قاصد رسید کھلا اور ہوئی اُسکے حرفونکی دید عجب وقت تھا اور روز سعید سنی یہ جو نامہ کی گفت و شنید
ہوئی شاہزادہ کو گویا کہ عید

لگی اُٹھنے دل سے خوشی کی اُمنگ اٹھی جی مین عیش و طرب کی ترنگ شگفتہ ہوا غنچۂ دل کا ڈھنگ کشادہ ہوئے دل جو تھے غم سے تنگ
او سیدن سے ہونے لگے راگ رنگ

خواصونکو سو ہین خبر داریان ملین شوق دل کو طرحداریان لگے دوست سب کرنے غمخواریان ہوئین ہر طرف سب کی آزاریان
لگین ہونے شادی کی تیاریان

ہوا حکم کرنا نہ دیر ایک چھین لے آؤ برہمن کوئی ایک سن خوشی و طرب سب کہری چھین گن بلا شگنیو نکو بتا سال و سن
مقرر کیا نیک ساعت کا دن

مارے خوشی کے قد آدم اوچھل پڑی ہنسی ذوق مسرت مین دہن سے باہر نکل پڑی نواسنجان چمن زمزمۂ عشرت کرلتے ہین عطریت کو گل اپنے دامن مین بھرلتے ہین سبب اس طرب کا کیا ہے گیا ہے اجی میان باطن نے نظر

و بدر منیر کا بیاہ ہے

کہان ہے وہ صہبای توبہ شکن کہا شیشہ و جام ایجان من ذرا کہول میخانہ مین خشت فن کدہر ہے تو اے ساقی گلبدن
دہری آج اُس شمع رو کی لگن

بجا فاش کر آکے اس راز کو بہت جان عیش جدا ساز کو نکیسا و غیرہ سخن باز کو بلا مطربان خوش آواز کو
کہ آوین لئے اپنے سب ساز کو

ہر اک کارخانہ مین ہشیار ہو ہر اک جنس کا آکے انبار ہو بس اب بہول ہون ہاں چھون ہاں رہو وہ سامان شادی کا تیار ہو
مہیا کرو جو کہ درکار ہو

ہوا راست کج گنبد کینہ توز اثر کر گیا شمع کا ساز و سوز بہرے لاکھ ارمان دلمین ہنوز بڑی خواہشون سے جب آیا وہ روز
چڑھا بیاہنے وہ مہ شب فروز

اید ہر اک طرف ہاتھیونکی قطار اور اک سمت کو جمع پیدل ہزار ادہر شور اور غل اودہر کو پکار محل سے نکل جب ہوا وہ سوار
بجے شادیانے بہم ایکبار

ہے اصل و بیان مین بہت فرق ہان کہان وہ سمان اور سیلا مین کہان نہین لکھنی مجکو جدی داستان کرون اوس تجمل کو کیونکر عیان
کہ باہر ہے تقریر سے یہ بیان

کسی نے کسی کو پکارا اُسنا ارے او میان یہان تو آنا ذرا کہڑے رہکے اک بات سنتا ہلا وہ دولہا کے اُٹھتے ہی اک غل اُٹھا
لگا دیکھنے اُٹھکے چھوٹا بڑا

کہارون کو کوئی بلانے لگا کوئی پالکی کو منگانے لگا اِدہر سے اُدہر کوئی جانے لگا کوئی در پہ گھوڑے ڈنکو لانے لگا
کوئی ہاتھیون کو بٹھانے لگا

کسی نے کہا او میان سن تو ذرا ہاتھی ہتنی کو بٹھلائیو کسی نے کہا جائیو جائیو لگا کہنے کوئی ادہر آئیو
ارے رتھ شتابی مرا لائیو

کسی نے لیا آشنا کو پکار کسی نے دیا اپنا سائیس مار چلا کوئی پیدل ہی دامن سنوار کوئی پالکی مین چلا ہو سوار
پیادون کی رکھے اپنے آگے قطار

چلا کوئی اُس سمت ہاتھی نشین کسی نے کری قطع پیدل زمین کھڑا ہے کوئی سوچ مین سہمگین جو کثرت مین دیکھا کہ گاڑی نہین
کوئی مانگے تانگے پہ بیٹھا کہین

کہین سقے سڑکین چھڑکنے لگے کہین آتش بازی کے پٹکنے لگے دل بزدلان سب دہڑکنے لگے سپر اور قبضے کھڑکنے لگے
سوارون کے گھوڑے بھڑکنے لگے

بہارین وہ ثروت کی اور آنکے بعد جلائین وہ دولت کی اور آنکے بعد تو شائین وہ شوکت کی اور آنکے بعد شکوہ وحشمہ نوبت کہا اور آنکے بعد
گرجنا وہ دہوسونکا مانند رعد

وہ نقار خانے مین اکڑ دہنین جو لانے گئے ہوش اور سردہنین وہ قلقے تھے جنہین ٹہبے اور گہنے وہ شہنائیون کے سہانی دہنین
جنہین گوش زہرہ مفصل سنین

عجب بیچ بشاخے شب افروز شان خجل مشعل مہر ہر روز وہان وہ مہتاب جہٹتی تھی کیا بدر سان ہزارون تماشی کے تخت روان
اور اہل نشاط اوشپہ جلوہ کنان

سرود اور وہ سارنگیون کا بجا وہ بہریکا پہر تار بند ہتا بہی کہا سُر مرد نکی بہی جہانجہ اک خوشنما وہ طبلون کا بجنا اور انکی صدا
یہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا

وہ بچے سنبھلیو کی ہر سو پکار کڑک پہر وہ تاشونکی اک عدار وہ سر پر لگا چتر اک زرنگار وہ نوشہ کا گھوڑے پہ ہونا سوار
وہ موتی کا سہرا جواہر نگار

تماشے کو آیا زمانہ نکل براتی ہزارون وہ فوجون کے دل وہ قرنیکا شور اور بانگ و ہل ٹھٹک کر وہ گھوڑونکا چلنا سنبھل
ہما کی وہ دو لونعل فت چپل

اودہر چھتنا خے منور ہزار اُدہر مشعلین شعلہ زن برق وار وہ لاکہا لاکہ روشن وانکی بہار وہ فانوسین آگے زمردنگار
کرہو عقیق یمنا جسون پر نثار

وہ گل شعلون کے جو افشان ہوئے گلی اور کوچے گلستان ہوئے مکان و محل سب خیابان ہوئے دو رستہ جو روشن چراغان ہوئے
پتنگے خوشی سے غزلخوان ہوئے

ہوے سے جو طفل دبستان سے کتابین اڑا لاسے ایوان سے تجلی کے مطلع پڑہے شان سے ہوا دل جو روشن چراغان سے
پڑہے شعر نوری کے دیوان سے

چراغون کے جہاڑ ہر طرف خوشنما کنول پہولے مثل چمن اک جدا وہ سرو چراغان کہین بنگیا چراغون کے ترپولئے جابجا

بیان اس کا باہر ہے مقدور سے   قلم اور زبان دونو معذور ہے   جسے دیکھو بہتر ہے وہ حور سے   کہے تو کہ نزدیک اور دور سے
زمین و زمان بھر گیا نور سے

اُٹھاتے قدم کو نہیں بات بات   چلے جاتے تھے ہاتھ مین کشتی ہاتھ   غرض رہ گئی اسمین تو ویسی ہی بات   جب آئی وہ دلہن کے گھر پر برات
کہوں وہان کے عالم کی کیا تجھسے بات

وہ دیوار و در مین جو تھے سنگ خشت   وہ تھے خوب اور لعل گویا تھے زشت   وہ ہر قطع محفل کا حور نکی گشت   ہوا وان کی صحبت کی رشک بہشت
دھرے تھے لخلخے گرد عنبر سرشت

جڑاؤ وہ خیمو نکی چوبونکے بند   لٹکتی وہ موتی کی جہالر و چند   وہ منقیش کی ڈوریان جن کمند   کھڑے بادلون کے وہ خیمے بلند
کرے عالم نور جس کو پسند

لگی داہنے ہانڈیو نکی قطار   ادہر بائین کو سرج روشن ہزار   چراغونکے آگے کنول کی بہار   بلورین دھرے شمعدان بیشمار
چڑہین موم کی بتیان چار چار

نئی وضع کے اور نئے ڈور کے   اور آنکے نئے طور اور راہ کے   نئے دید کے اور نئے غور کے   نئے رنگ کے اور نئے طور کے
دھرے ہر طرف جھاڑ بلور کے

چلے دیکھنے کو کمر اپنی کس   ادہر آئے پانچ اور ادہر آئے دس   رہی اندہون لنگڑونکے جی مین ہوس   تماشائیونکی یہ کثرت کہ بس
ملے ایک سے ایک سب پیش و پس

کوئی نیچے اور کوئی بالائے بام   ادہر اور ادہر دائین بائین تمام   بڑے زرق برق خاص عام عام   دو زانو زری پوش بیٹھے تمام
شراب خوشی کے کئے نوش جام

ہر اک کا وہ پاؤن اُٹھا بیٹھنا   کھڑے ہونا ذرہ ذرا بیٹھنا   کسی کو کسی جا ہٹا بیٹھنا   وہ دولہا کا مسند پہ جا بیٹھنا
برابر رفیقون کا آ بیٹھنا

کسی کا یہ کہہ دینا آواز سے   اوٹھو ناچنے کو اک اعجاز سے   وہ تیار ہونا بڑے راز سے   ولا اُٹھنا طائفہ کا انداز سے
دکھانی وہ آ صورتین ناز سے

وہ نورن ظہورن پری وزہرہ جان   پہن کر کے پشواز مین اک شعلہ سان   کھڑی آ ہوئین بزم کے درمیان   کرون راگ کا ناچ کا کیا بیان
قدیمی کسی وقت کا سا سمان

بنا گانا پہلے سہل متصل   بنا میرا اچھا بنا مشتمل   اور ہی وہ لینا کہ دل جائے ہل   وہ ارباب عشرت کا آپس مین ہل
جمانا کہرے اُس کا دے کے دل

وہ دیپک کی اک لگ رہی شعلہ ور   بہو کا اٹھے دل سے لے تا جگر   دھوئین بندھ گئے آگ کے سر بسر   وہ ان کی تانین ادہر او ادہر
ملے سُر طنبورونکے باہمدگر

وہ خورشید و مہتاب سے گورے گال   وہ گورے تو مین کچھ مگر لال لال   خیالون کا گرنا وہ دلمین خیال   اٹھانا وہ ٹھوکر کا دے دیکے تال
وہ بوٹا سا قد اور کہرے کی چال

بنانا کبھی بات کا وہ اُٹھا   دوپٹہ سے لینا وہ منہ کا چھپا   چھپا کر کبھی آپ دینا دکھا   کبھی پلوؤن کی دکھاتی ادا

کہ جون لوٹ کر ہو وے بجلی ہرا

کبھی آپ گانا ذرا ذوق سے چلا بیٹھا ہے کو بہلا ذوق سے کبھی لیکے گھونگٹ کو گیا ذوق سے کبھی گت پھری ناچنا ذوق سے

کہ تیورا کے عاشق گرے شوق سے

وہ ہر تال پر کہاتے سم کہہ کے لاؤ کسیطرح صورت کو اپنی دکھاؤ اُڑا ؤ جہان تان اُن جانکو پاؤ ادہر کی تو گت اور اُسکا یہ بہاؤ

اُدہر اودہمین نائیکا کا بناؤ

جیسے بوڑہے نخرے جتاتے چلے وہ جہری پڑے لات ناحق بلے وہ کہونڈ لیسے دانت اور گردن ہلے کہڑی ہو کے دو گھونٹ حقہ کی لے

چبا پان اور رنگ ہونٹو پہ دے

کبھی حور مضمون کی صورت بدل تجلی کے سانچے مین آتا ہے ڈہل پڑے دیکھ عاشق کے دل کو کل اور اُس صف سے اک جہوکر یکا یک نکل

جتانا ہنر اپنا پہلے پہل

وہ صورت کہ خورشید سان صاف پاک جسے دیکھ عاشق کا دل ہو وے چاک وہ چالاق اور چوبند رکہے نہ باک اُلٹ آستین اور مٹہر یکا چاک

نئے سر سے انگیا کو کر ٹہیک ٹہاک

کیا آپ گوہر سے حسنہ شو شست وہ افشان جبین پر چہڑک کر نشست کیا تیز مشاطہ کو تہی جو سست بنا کنگہی ورکے ابرو درست

جہٹک دامن اور ہو کے چالاک چست

دیا ہات سیدہے سے زلفونمین بل اُلجہہ کر کے تا ہو نہ عاشق کو کل سراسر برابر وہ ہیئت بدل دوپٹہ کو سر پر اُلٹ اور سنبہل

یکایک وہ صف چیر آتا نکل

کہونگیا مین انداز اُس ناچ کا سراپا جو کچہ اُس سے سرزد ہوا وہ بیٹہی کیا قاعدے کو ادا پکڑ کان اور گھنگرو نکو اُٹہا

پہن پاؤنمین اپنے سر سے چہوا

نکالی اُس انداز مین ایک بات ادا ناچنے کے کئے سب نکات اُٹہی وہ ہو کر کے سب پانچ سات ادہر اور اُدہر رکہکے کندہے پہ ہات

چلی ناچتی آتا سنگت کے سات

وہ آنا کبھی اور جانا کبھی دکہانا کبھی منہ چہپاتا کبھی وہ دہرپت کی تانین اُڑانا کبھی کبھی ناچنا اور گانا کبھی

رجہانا کبھی اور ستانا کبھی

وہ چٹکی پسے جس سے دل ہو نہال وہ ٹہوکر کہ عاشق کا دل پائمال اگر آگیا بہیرویں کا خیال خوش آواز یون سے وہ گانا خیال

دکہانا ہر اک دم مین اپنا کمال

وہ خلقت کی گرمی وہ صحبت کا ڈہنگ وہ دل کی خوشی اور وہ جیکی اُمنگ وہ بزم طرب اور عیش کی جہنگ وہ شادی کی مجلس وہ گانے کا رنگ

وہ جیکی خوشی اور وہ دلکی ترنگ

وہ پاؤنکو بڑہی وہ پہولونکے ہار وہ ہاتہونکے چہلے جواہر نگار دہوان دہار مسی پہ لاکہے کو مار وہ پہولونکے گہنے کنارے کے ہار

وہ بیٹہی ہوئی رنڈیونکی قطار

سمندہ سخن کی یہیں پہیرون ہو باگ اب اِس رنگ مین اور لاتا ہون آگ تماشا یہ دونون طرف کی ہے لاگ ادہر کا تو یہ رنگ تہا اور یہ راگ

محلین ادہر گھوڑیونکا سہاگ

الگ وینا اوسٹے کی ٹوٹی سو وہار اری آئیو اسے لُوا کی پکار وہ آ بیٹھنا بزم میں ایکبار گلے تین پہنا دہ ہنس ہنس کے ہار

بشاشت وہ سہرے کی پھلواری کی ا

کسیکا یہ کہنا یہیں آؤ آؤ نکالو ذرا چاؤ تشریف لاؤ جو آنا غم آ گیا تو اپنی دکھاؤ دکھانا وہ بن بن کے اپنا بناؤ

وہ آپس کی رسمیں وہ آپس کا چاؤ

پھرین کھیلتی لڑکیاں باتیاں وہ کانوں میں انکے ٹپڑ پالیاں نظر بازوں نے دیکھیاں بالیاں قہقہے ہنسی شور غل تالیاں

سہانی سہانی تنی گالیاں

کہیں رنگ سا زہرہ کسی کی جبین کہیں کہکشاں سے بلند آستین نظر آ گیا رنگ کیوان کہیں غرض کیا کہوں تاب مجھ میں نہین

نہ دیکھے گا عالم کوئی یہ کہیں

ابکار مضامین کا عقد ذہن رسا سے ملنے بدر منیر مضمون معانی بے نظیر سے جلوہ آرا ہوا غرض کہ بدر منیر کا نکاح بے نظیر سے اور نجم النساء کی شادی فیروز شاہ سے اور رخصت ہونا برات کا

صراحی منگا اور نہ ساغر اٹھا نہ شیشے کی تو آج گردن جھکا ذرا قند کیوڑے میں کو ملا چھکا یوں نشیمیں بہت ساقیا

مجھے بدلے اب مے کے شربت پلا

نہ بدمست ہوں اور نہ سرشار ہوں تو شربت پلا گو کہ میخوار ہوں چھڑک آب گل منہ پہ ہوشیار ہوں کسی پہ نہ ایسا ہو جو بار ہوں

تو پھر میں گلے کا ترے ہار ہوں

چلا آیا کوئی لیے ہر پان وہ شربت جدا اور جدا تھے وہ پان ہر اک کو تصرف ہوئے تھے وہ پان ہوا جب نکاح اوٹھے ہر پان

پلا سب کو شربت دئے ہر پان

ہوئی اوسی راہ بعد از نکاح وہ کھانا کھلانا وہ بعد از نکاح وہ سالے کی ہمراہ بعد از نکاح اٹھا پھر تو نوشاہ بعد از نکاح

محل میں بلانیکی ٹھیری یہی صلاح

ذرا گوش کیجیے سخن کی طرف لگا شوق دینے عدن کی طرف خیال آیا جب اس دلہن کیطرف چلا یوں وہ دولہا دلہن کیطرف

اڑے جیسے بلبل چمن کیطرف

ہوئیں ہیں سالیاں آ کے ہمراہ ہوں گئیں لیکے شہ کو بڑے لطف سوں بروں سہرے دلہا ر دلہن برو دلہن تک پہنچتے ہوئے کیا کہوں

ہوئے ٹوٹکے لاکھ ہر شگون

ہجوم عورتوں کے ہجم جا بجا سماں دوستی کے بندھا راگ کا مزے پر مزہ لطف پر لطف تھا ہوا لیکن اوس وقت دونا مزا

کہ دولہا دلہن جب ہوئے یکجا

بٹھایا دولہن دولہا کو پاس پاس بنے تھے دماغ آپکے الفت اساس شب وصل کی لگ رہی جی کو آس عروسی وہ گہنا وہ سہرا لباس

وہ مسندی شہانی وہ پھولوں کی باس

نہین اور ہان کا عجب غل پڑا

یہ ظاہر کی تکرار تھی بار بار حقیقت مین تھی جان پر اضطرار کہ سیماب سان جی مین تھا بیقرار مرے دل سے پوچھو تم اسدن کی بار

وگرنہ دل اُس پاؤن پر تھا نثار

عجب طرح کی رنگ رلیان ہوئین وہ مصری کے سانچے مین ڈھلیان ہوئین کہ گل کھل چنبیلی کی کلیان ہوئین وہ تکرارین کچھ ایسی بھلیان ہوئین

کہ باتین وہ مصری کی ڈلیان ہوئین

وہ سب ہو چکی جبکہ رسم و رسوم وہ جھل لیتی دلکو تھی خود سے جھوم پنہایا وہ زیور یہ چھلا وہ توم وہ رخصت کی تیاری ٹھیری عموم

سواری کی ہونے لگی پھر تو دہوم

سحر کا وہ ہونا وہ ٹوٹنے کا وقت وہ شبنم کے سبزہ بھگونیکا وقت عبادت کے موتی پرونیکا وقت گلو لگکے وہ تھامنہ گلے دہونیکا وقت

وہ دولہن کے رخصت پہ رونیکا وقت

وہ دولہن کا رو رو کے ہونا جدا وہ رو رو کے جان ریخ کھونا جدا وہ اشکون سے منہ اسکا دہونا جدا وہ گانا بجانا وہ ٹونا جدا

وہ مان باپ کا اور رونا جدا

نکلتے وہ جانا محل سے جہیز پلنگ ایک اور رنگ سان حسن بیز ظروفونکی قلعی ہی جون برق تیز وہ صندوق اک گنبد نور ریز

کہ جون چشم سے اشک ہو موج خیز

یہان موت ہے اہل عرفان کو اسیطرح رخصت ہی انجان کو ذرا سوچئے انجام کی شان کو مناسب ہے اکدن کے مہمان کو

کہ جانا ہے اکدن یونہین جان کو

وہ جو دردمندی سے ہین آشنا چکہا قبل موتوا کا بس فی القا تو گویا حقیقت مین وہ جی گیا جو آپ اپنے مرنے سے پہلے موا

وہ شادیکا لیتے ہین غم سے مزا

وہ دولہا نے دولہن کو گودی مین لا کمر باندھ چھپکے سے ہو کر کھڑا شتابی سے اسدم محافہ منگا سلامی ہی دولہا رخصت ہوا

بٹھایا محافہ مین آخر کو لا

چلے لیکے جھنڈول جبدم کہار محافہ اٹھا آخرش ایکبار وہ مان باپکا نام لیکر پکار وہ ہرچند روتی رہی زار زار

کیا ہر طرف سے زر و سیم نثار

گہر سے تھے جو وہان چشم کو تر کئے حفاظت کو ہمرہ برادر گئے پھر آخر کو دل اپنے پتھر کئے بہت نالے مان باپ نے سر کئے

سو موتی انہون نے نچہاور کئے

ادہر اور ادہر اپنے سہرے کو پھیر وہ سہرے کی لڑ یونکا ہو شگیر وہ کھینچ آستین کہنیون تک شہیر کمر باندھ دامن الٹ کر شریر

وہ اک چاند سا منہ دکہا بے نظیر

سوار اپنے گھوڑے پہ ہو کر شتاب وہ کچھ پڑھ پڑھا کر دعا بیحساب زمین پر اک اوسکا پا در رکاب وہ اک ہاتھ سے باگ گھوڑے کی داب

کہ جون صبح ہووے بلند آفتاب

دکہاتا ہوا حشمت و عظم شان سنبہالتا ہوا جیب و جلو میان بٹھاتا ہوا دل مین عشرت کی تان اٹھاتا ہوا مہت عجب بیحد وان

لئے ساتھ ساتھ اپنے نوبت نشان

وہ پیچھے تو چنڈولین رشک ماہ
آدہر بائین پہلو ہر اک خیر خواہ
ادہر داہنی جانب امیر و سپاہ
جہیزون کے انبار پیش نگاہ
اور آگے وہ خورشید عالم پناہ

پھر اگھر کو اپنے قدم با قدم
امیران صحبت جمیل الشیم
قدم اُٹھتا آہستہ تر دمبدم
چلا سوے دولت سرا صبحدم
سواری لگا گھر مین اوترنے بہم

غرض اسطرح جبکہ دلہن کو بیاہ
ہر اک بات کو ہر طرح سے نباہ
ادا کی مناسب تہی جو رسم و راہ
اُتارا دلہن کو بصد عز و جاہ
لے آیا جہان اوسکی تہی عیش گاہ

ہوئی وہ جو ہوتی ہی رسم و رسوم
تو پھر حسب اقوال اہل نجوم
دُلہن دولہا کا خوش ہوا رم رم
چلے گھر کو خدام چوکھٹ کو چوم
کہ ظاہر مین تہی یہ بہی درکار دہوم

اُٹھایا اسی دہوم مین لگتے ہات
بٹھاتے جو اس نقش کے تہے نکات
گذشتہ ہوئی جبکہ چوتھی کی رات
اسی دہوم سے پہر سنے گا واردات
پریزاد کا بیاہ چوتھی کے سات

وہ نجم النسا تہی جو دخت ندیم
وکالت مین خود اُسکا ہوکر مشیر
مگر جمع تہے سب وزیر و امیر
ہوئی جبکہ شادی تمام او اخیر
گیا اوسکے والد کنے بے نظیر

کہا باپ کو اوسکے اے خیر خواہ
بیان کرکے خواہش بہت او چاہ
چہڑی اک سوال ایسے طے کرکے راہ
لئے اردلی مین وہ کچہ اک سپاہ
مرا بہائی ہے ایک فیروز شاہ

سو مین تجہسے کہتا ہون اک التجا
عمل اُسکا روشن ہی خورشید سا
بڑا ہوشیار اور لکہا پڑہا
نہایت عقیل اور دانا بڑا
کہ تو اوسکو فرزندی مین اپنی لا

غرض ہر طرح کر رضامند اُسے
کیا ایسی باتون سے خورسند اُسے
دکہا با عراق و سمرقند اسے
بتایا نہایت خردمند اُسے
کیا حال پر اپنے پابند اُسے

پریزاد تہا وہ جو فیروز شاہ
مراتب رکہے اپنے پیش نگاہ
بلا کر وکیل اور قاضی گواہ
ادا کی ہر اک طرح کی رسم و راہ
دیا اوسکو نجم النسا سے بیاہ

اسی دہوم سے اور اسی فوج سے
اُسی ان سے اور اسی موج سے
اسی بان سے اور اُسی موج سے
اُسی آن سے اور اُسی موج سے
اُسی شان سے اور اُسی لہوج سے

ہوئی تہی جو کچہ اسکی شادی مین دہوم
اُسی طرح ہو ہو کے خوش قوم قوم
شراب طرب سے اسیطرح جہوم
وہی عیش و عشرت برابر عموم
وہی سب تجمل وہی سب رسوم

دقیقہ نچہوڑا کسی بات مین
نہ زیور مین نے پہول نے پات مین
نکچہہ کہانے پینے کے اوقات مین
نہ کچہہ رسم و حرف و حکایات مین
برابر ہی چہل دن رات مین

خدا راست لایا اُنہونکے جو کام
خدا ساز یکسر ہوا اہتمام
مے عیش سے مست سب خاص و عام
خوشی چہل دن رات عشرت مدام
بر آئے دلونکے مطالب تمام

ہوئین متصل یہ جو دو شادیان
ہزارون طرح کی ہمی آبادیان
کہ کیا بندشین کسو طرح کہلادیان
فقط شاعرونکی ہین اُستادیان

رہیں ایکجا چار آباد یان

پھرے بخت جب دن انکے پھرے   جھکاتے گئے نین سر کر دفن کو پھرے   وہ روتے ہوئے کید فن کو پھرے   پھرے دن تو اپنے وطن کو پھرے
وہ آشفتہ بلبل چمن کو پھرے

وطن کی محبت کا آیا خیال   تو طے کر کے دریا و دشت و جبال   شب و روز وہ دونو فرخندہ فال   خوشی سے لئے حرمت و جاہ و مال
چلے شہر کو اپنے وہ حال حال

گئے شہر کو اپنے وہ دونوں ماہ   سفر کی منازل کی طے کر کے راہ   اُدہر تو وہ جاتے تھے باعز و جاہ   وہ نجم النسا اور وہ فیروز شاہ
فلک پر سے ہو متصل خورشید ماہ

عجب طے زمین اور عجب شان مین   عجب آن مین اور عجب بان مین   الگ باتین کرتی ہوئے کان مین   رضا اُن سے لیکر اُسی آن مین
گئے شاد و خرم پرستان مین

وہ روتے ہوئے دیدہ تر گئے   بہت آنسوؤں سے گھڑے بہر گئے   وہ دونو جدا ہو کے جب گھر گئے   یہ اقرار چلتے ہوئے کر گئے
کہ گو تم اُدہر اور ہم ایدہر گئے

جدائی یہ الفت رہی بیش بیش   محبت بڑہی ایسی پس کم بیش   یہی اپنا دین ہے یہی اپنا کیش   تم اس غم سے مت ہو جیو سینہ ریش
کہ ہم تم سے ملتے رہینگے ہمیش

لگے کہنے رو رو کے کیا کر چلے   یہ روئے یہ روئے سمند چلے   غرض ہو کے رخصت برابر چلے   تسلی وہ دے دیکے اودہر چلے
یہ ایدہر لئے اپنا لشکر چلے

دورِ اخیر ہے قرابے اور خم خالی ہوئے مجلس انجام کو پہنچی ایمغان میکدہ آباد
رہے شیشہ قہقہے کرتا رہے اور جام خندان

رہے میکدہ میں سدا تیرا نام   قرابے خم و شیشے پر ہو مدام   سحر داستان کی ہوئی ہے تو شام   پلا ساقیا آخری ایک جام
کہ ہوتی ہے اب یہ کہانی تمام

اُٹھائے ہوئے صدمے تھے دہر کے   فلک کے ستم ہی بڑے قہر کے   وہ مفتون ہوئے تو کئی ہر لہر کے   وہ نزدیک پہنچے جب اس شہر کے
کیا پاس جا خیمہ اک نہر کے

کہیں وہ میمین ہی تھی قیل و قال   امیر انکو دشمن کا گذرا خیال   ہوا منکشف فعل ماضی کا حال   کیا جبکہ خلقت نے تفتیش حال
اور آنکھوں نے دیکھا وہ بدر کمال

گئی پھر تو ہر اک مندی بکھ کھل   ہوئے اک یان شہر کے لوگ کل   گئی گرد غم آب فرحت سے دھل   پڑا شہر میں یک بیک پھر یہ غل
کہ غائب ہوا تھا سو آیا وہ گل

یہ امید تھی پر کہاں باپ کو   کہا سب نے آ در میان باپ کو   بہت یاس تھی بیگمان باپ کو   خبر یہ ہوئی جب کہ مان باپ کو
کیا گم انہوں نے وہیں آپ کو

نہ اس بات کو کان ہرگز دہرا سمجھتے تھے کہوٹا جو کہتے کھرا شجر دل کا گہ خشک گہ تھا ہرا زبس دل تو تہا پاس ہی ہی بہرا

یہ سن ہات پانون گئے تھرتھرا

ہوئے دو نوں بیٹوں میں دل بیقرار بہت بیقراری تھی انجام کار نہ ضبط خموشی ہوا تو پکار لگے رونے آپس میں زار و نزار

کہا ہائے ہمکو نہیں اعتبار

ہم اب پہنچے ہیں مرگ کے عنقریب ہمارے مرض کا کہاں ہے طبیب ہم از بسکہ دل سے ہوئے ناشکیب ہلا دیگا ہم سے ہمارا حبیب

یہ دشمن نہیں ایسے اپنے نصیب

کہاں وہ مرا طفلک خورد سال گیا جو کہ ہم کو مصیبت میں ڈال کہاں اوسکی صورت کہاں قیل و قال یہ ہوگا کوئی دشمن بد سگال

سو میں آپ ہی ہوں گرفتار حال

مرے بعد کون اس مکان کا مکین خدا جانے کیا ہو یہ ملک نگین کوئی دم میں ہم ہونگے زیر زمین کوئی اسکا وارث تو آخر نہیں

وہی لیکے جائے یہ جھگڑا کہیں

اکٹھے ہوئے اہل لازم کبھی ہزاروں نے بات ایک ہی سی کہی چلے آئیے آپ پہر کر ابھی کہا سب نے صاحب چلو تو سہی

یہ بیٹا تمہارا وہی ہے وہی

بڑا جیت کا آکے اب اسکا داون لگا چتر اور بیٹھکر اوسکی چھاون ہوا خوب تحقیق نام و رٹھاون مگر سنا جبکہ بیٹے کا ناون

چلا پہر تو روتا ہوا ننگے پاون

اودہر سے تو بیٹا اودہر سے پدر چلے کوچ اپنے مقاموں سے کر ہم پہنچے جب دونو نزدیک تر وہ آتا تہا جیسے کہ بیٹا اودہر

پڑی باپ پر جو یکایک نظر

کروں قبلہ اب آگے کیا میں بیان ادہر یہ رواں اور ادہر وہ دواں چلا دیکھتا بہا لتا ناگہاں جو ہیں اپنے کعبہ کو دیکھا رواں

چلا سر کے بل وہ نظیر جہان

گرا پانوں پر رکھکے یہ باپ کے جھکا پانو پر رکھکے یہ باپ کے پڑا پانو پر رکھکے یہ باپ کے گرا پانو پر رکھکے یہ باپ کے

خدا نے دکھائے قدم آپکے

خوشی دل میں تھی کسطرح چاہ کی کہ ہونٹوں سے تا سینہ اک آہ کی نحوست گئی بخت گمراہ کی سنی یہ صدا جو نہیں اس ماہ کی

تو اس غم رسیدہ نے اک آہ کی

رہا دیر تک وہ قدم چومتا قدم چومتا صورت نقش پا پہر آخر کو ہاتھ اسنے اپنے بڑہا اٹھا کر قدم پر سے چہاتی لگا

لپٹ کر گھڑی دو تلک خوب سا

یہ پھڑکا یہ پھڑکا کہ غش کر چلا یہ تڑپا یہ تڑپا کہ غش کر چلا یہ رویا یہ رویا کہ غش کر چلا یہ بلکا یہ بلکا کہ غش کر چلا

کہے تو کہ آنسو کا لشکر چلا

ملا آکے محبوب محبوب سے ملاقات طالب تھی مطلوب سے ہم ہو گئے مرغوب مرغوب سے ملے پہر تو آپس میں وہ خوب سے

کہ یوسف ملے جیسے یعقوب سے

ملا اور پیچ پر زلف سنبل کیطرح ہنسے شیشہ میکے قلقل کیطرح وہ گر کر کیا خوش ہو بلبل کیطرح وہ گل گل شگفتہ ہوا گل کیطرح

یہ گل کیطرح اور وہ بلبل کیطرح

امیر و وزیر و کبیر و صغیر   وہ ارکان دولت دبیر و مشیر   صغیر و کبیر و مشیر و دبیر   ہوئے شاد و خرم صغیر و کبیر
چلے لیکے لشکر میں امیر و وزیر

طرب عیش کی جنس سستی ہوئی   بھری تھی جو بہت ترستی ہوئی   گھری مینھ کی بدلی برستی ہوئی   مے عیش سے سب کو مستی ہوئی
نئے سر سے آباد بستی ہوئی

بڑی آن سے اور بڑی تان سے   بڑی تان سے اور بڑی مان سے   بڑے شوق اور بڑے ارمان سے   بڑی دھوم سے اور بڑی آن سے
بجاتے ہوئے نوبتیں شان سے

جو گل تھا کھلا ہجر کے داغ میں   وہ انگارہ تھا ہجر کے داغ میں   خزاں جو بنا ہجر کے داغ میں   وہ پھولا جو تھا ہجر کے داغ میں
ہوئے جا کے داخل اسی باغ میں

نہایت خوشی کی ہے یہ وقت بات   حلاوت سے ہونٹ اپنے چاٹے نبات   کیا پردہ اور روک کر اک قنات   زنانی سواری اترواکے سات
پکڑ اس گل نو شگفتہ کا ہات

بہار آئی خوش باغ اور باغبان   شگفتہ ہوئے لالۂ ارغوان   برآمد ہوئی اب چمن سے خزان   در آمد ہوا گھر میں سرو روان
لئے ساتھ اپنے وہ غنچہ دہان

تھی سرسبز سیراب بوٹی جڑی   ادب سے ہر اک سرو قد تھی اڑی   اٹھا یا قدم ہاتھ میں لے چھڑی   کہ اتنے میں آگے نظر جو پڑی
تو دیکھا کہ ہے راہ میں ماں کھڑی

ضعیف و نحیف اور زار و نزار   بدل شوق دیدار بجان اضطرار   نہ ضبط ہو سکا دل ہوا بیقرار   بہی چشم سے آنسوؤں کی قطار
گرا ماں کے پاؤں پہ بے اختیار

ملے مدتوں میں جو بچھڑے ہوئے   گہر آنسوؤں کے ہزاروں ڈھلے   اٹھے دل سے ولولے جو ولولے   وہ ماں خوب بیٹے کے لگ کر گلے
یہ روئے کہ آنسو کے نالے چلے

بڑی روک سے دیکھو آنسو رکا   جو ملینہ اشک کا مشکو ہنسے تھا   تو پھر ہو کے بشاش خوشدل ذرا   بہو اور بیٹے کو چھاتی لگا
وہ دونوں کی درد ہاتھ سے لی بلا

بہت سا کیا شکر پروردگار   ہزاروں ہی سجدے کئے بار بار   نہایت خوشی سے دل بیقرار   ہوئی جان اور جی سے اس پہ نثار
پیا پانی ان دونوں پر وار وار

جو دیکھے وہ گل دل ہوا باغ باغ   خوشی سے ہوا سینہ میں جی فراغ   بلا پھر نہ ہنسے فلک کا سراغ   جگر پہ جو تھے درد اور غم کے داغ
بجھے وصل سے ہجر کے وہ چراغ

رہا کچھ نہ بلبل کو گل کا گلا   ہوا شکل آئینہ ہر گل جلا   خوشی چہل ہے غم کے بدلے صلا   سب آپس میں رہنے لگے مل ملا
پھر آئے چمن میں وہ گل کھلکھلا

وہ شمعیں مگر شمع ایمن جو تھیں   زمینیں سبھی گل کا دامن جو تھیں   وہ باغ روشیں جو تھیں پاکیزہ تھیں   وہ آنکھیں جو اندھی تھیں روشن ہوئیں
زمینیں جو تھیں رشک گلشن ہوئیں

جہان مین ہے جاری یہی رسم و راہ گدا ہووے اپنی یا کوئی شاہ نکل جائین ارمان دل خواہ مخواہ زبس باپ مان کو تھی سہرے کی چاہ
دوبارہ انہون نے کیا اسکا بیاہ

مہیا ہو سامان سب خاص و عام تزک پہر کرون اور کرون انتظام مری عمر کی ہووے بس صبح و شام لکھون گر مین اس بیاہ کی دھوم دھام
تو پہر یہ کہانی نہ ہووے تمام

تزک بادشاہانہ فرمایا لاؤ امیر اور ارکان دولت بلاؤ وہ سامان یکسر مناسب کہاؤ بنا اونکی تقدیر کا جو بناؤ
نکالے انہون نے وہ سب دل کے چاؤ

نہ گل تھا نہ غنچہ تھا نے باغبان نہ تھی آتش گل کی گرمی وہان بہار آئی بدلی ہوا مہربان وہ جیسی کہ اس باغ مین تھی خزان
لیے آکے پہر اونمین سب گلرخان

گلون کی روش پہر اڑے قہقہے چمن خشک جو تھے ہوے ڈہڈہے نہ دور خزان ہوا گہہ گئے محل مین عجائب ہوے چہچہے
وہ مرجہائے گل پہر ہوے لہلہے

وہی دن وہی رات وہ صبح و شام وہی عیش و عشرت کا پہر اہتمام وہی بند و بست وہی انتظام وہی لوگ اور وہی جہ جہے تمام
وہ ہی ناز و انداز کے اپنے کام

وہی باغ و گلشن وہی باغبان وہی سوتیا لالہ و ارغوان چمن ہے وہی اور وہی طوطیان وہی بلبلین اور وہی بوستان
شگفتہ گل و مجمع دوستان

زمانہ پہرا بدلے ہین کیسے دن گذرنے لگے ساغر و مے سے دن خدایا ہمارے پہرین ویسے دن انہون کے جہان مین پہرے جیسے دن
ہمارے تمہارے پہرین ویسے دن

دعا مانگتا ہے ہر اک خاص و عام گھڑی پہر دن اور رات او صبح و شام برائے بتولؑ و برائے امامؑ ملین سب کے بچھڑے الٰہی تمام
بحق محمدؐ علیہ السلام

طلب تجھسے کرتے ہین امداد ہم تجہی سے کیا چاہین فریاد ہم نہایت ہوئے ابتو برباد ہم ہوے جیسے وہ شاد ہون شاد ہم
رہین شہر مین اپنے آباد ہم

غریبو نپہ تیرا کرم بے حساب گنہ بخش کر دیگا تو ثواب دعا میری مقبول ہووے شتاب رہے شاد نواب عالی جناب
کہ ہے آصف الدولہ جس کا خطاب

رہے اوسکو ملتا سراغ مراد سدا چھلکے اوسکا ایاغ مراد رہے تازہ باغ فراغ مراد خوشی اوسکی ہو سرو باغ مراد
رہے روشن اوسکا چراغ مراد

مری سن لے یارب تو عرض سخن بپے پنجتن اور شاہ زمن یہ باطن کی ہے عرض یا ذوالمنن بحق حسینؑ اور بحق حسنؑ
رہون شاد مین بہی غلام حسن

ملے مجکو میرے سخن کا صلا طلائے معانی تو دے ہی جلا ہے اس بحر مین موج کا سلسلا ذرا منصفو داد کی ہے یہ جا
کہ دریا سخن کا دیا ہے بہا

[illegible] اسکا ایک ایک حرف ہے ہر حرف اسکا بخوبی شگرف [illegible] زبس عمر کی اس کہانی مین صرف

تب ایسے یہ نکلے ہین موتی و دُر

سنین بات میری صغیر و کبیر　امیر و وزیر و مشیر و دبیر　کمان ہو گیا قد جو تھا مثل تیر　جوانی سے تب آ ہو گیا ہون پیر

تب ایسے یہ نکلے سخن بے نظیر

جی ایسین گلکاریان ہین بڑی　ہے شنگرف خون شفق سے گڑی　سیاہی ہین آب گہر سے پڑی　نہین مثنوی ہے یہ اک پھلجڑی

مسلسل ہے موتی کی گویا لڑی

مضامین نئے اور نئے وضع طرن　نئی بندشین اور نئی داستان　معانی نئے اور نیا امتحان　نئی طرز ہے اور نئی ہے بیان

نئی مثنوی ہے یہ سحر البیان

کرینگے پسند اسکو سب خاص و عام　مرصع یہ منثور ہے بس تمام　یقین ہے خدا سے کہ بیشک مدام　رہیگا جہان مین مرا اس سے نام

کہ ہے یادگار جہان یہ کلام

قلم شاخ مرجان سی موزون کیا　اُٹھا مشک نافہ سیہ گون کیا　شقایق سے قرطاس گلگون کیا　ہر اک بات مین جیکو دل خون کیا

تب اسطرح رنگین مضمون کیا

نظر اسپہ فی الفور ٹک کیجیے　خیال اک نئے طور ٹک کیجیے　سر اسپے گر دور ٹک کیجیے　اگر واقعی غور ٹک کیجیے

صلا اسکا کم ہے جو کچھ دیجیے

یہ جسنے سر اسپے اُٹھا کر پڑھا　کہا واہ وا واہ وا واہ وا　جو باطن نے اسکا مخمس کیا　غرض اسکو جسنے سنا یہ کہا

حسن آفرین مرحبا مرحبا

ہر اک مثنوی شاعرون نے کہی　بھلا خیر صاحب وہ اچھی سہی　عبارت مضامین ہین خاصے سبھی　جو منصف سُنے گا کہیگا یہی

ہوئی ہے نہ ایسی نہوگی کبھی

بلیغ ہین صاحب قال و قیل　وہ رکھتے ہین جاہ و جلال جلیل　مرے دوست ہین اور میرے خلیل　مرے ایک مشفق ہین حضرت قتیل

وہ ہین شاہ راہ سخن کی دلیل

انھون نے زراہ عنایات تام　توجہ بدل کر کے ہر صبح و شام　بغور و تفکر و باحسان عام　سُنی مثنوی یہ جو مجھسے تمام

دیا اس کی تاریخ کو انتظام

نہین کوئی جلد انکے اشعار سی　یہانتک کہ بیدل کو ہو خار سی　ہو آسان جو مشکل ہو دشوار سی　زبس شعر کہتے ہین وہ فارسی

ہر اک شعر انکا ہے جون آرسی

وہ راقم ہین کیسے جواہر رقم　فصاحت مین سحبان بھی ہے بکم　تو سب کر کے شنجرف و کاغذ بہم　اونہون نے اُٹھا کر شتابی قلم

یہ تاریخ کی فارسی مین رقم

زدم پہلوے جانب پہلوی　برآورده ام معنی معنوی　گہے طبع عالم کہے مولوی　بہ تفتیش تاریخ این مثنوی

کہ گفتش حسن شاعر دہلوی　بہ چرخ آمده ابر آذر چرا　کہ پنہان چکد در صدف گوئیا　بساحل چو غواص سر کرده پا

زدم غوطه در بحر فکر رسا　کہ آرم بکف گوہر مدعا　ز سر تا قدم برکشیدم ردا　کہ در قعر قلزم زدم چون گدا

پئے دُر شہوار کردم صدا　بگوشم ز ہاتف رسید این ندا　سر این مثنوی یاد ہر دل فدا　تمام شد بتاریخ ۱۷ نومبر سنہ ۹۲

۹۹